Recommended by | Reference Kalam | Vendor | Copy

Author Quran

Title Tafsir-al-Quran

Publisher | Year 903 | Ed. Price | Vol.

Matbaa Mufeed-i-Ilm Agra

Order | Receipt

تفسیر القرآن

سورۂ آل عمران … سورۃ النساء

محمد عثمان

هو المستعان

تفسیر القرآن

وهو

الهدیٰ والفرقان

در مطبع مفید عام آگرہ باہتمام محمد قادر علیخان صاحب صوفی طبع شد

سنہ ۱۳۲۱ ہجری

۵۰۰ جلد

خدا کے نام سے جو بڑا رحم والا نہایت مہربان

الٓمّٓ اللہ نہیں ہے کوئی معبود بجز اُسکے زندہ ہے ہمیشہ قایم رہنے والا ① اُسنے اتاری تجھپر کتاب سچی، سچ بتاتی ہوئی اُسکو جو اُسکے ساتھوں میں ہے، اور اُتاری توریت اور انجیل اس سے پہلے لوگوں کی ہدایت کے لئے، اور اُتارا (حق اور باطل میں) فرق کرنیوالا ② بے شک جنھوں نے اللہ کی نشانیوں سے انکار کیا اُنکے لئے سخت عذاب ہے، اور اللہ بڑا ہے بدلا لینے والا ③ بے شک اللہ پر کوئی چیز چھپی نہیں رہتی زمین میں کی اور نہ آسمان میں کی، وہی ہے جو تمہاری صورتیں رحموں میں بناتا ہے جسطرح چاہتا ہے نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی بڑا ہے حکمت والا ④ وہی ہے جس نے اُتاری تجھپر کتاب اُس میں سے جو محکم آیتیں ہیں وہ تو کتاب کی جڑ ہیں اور اَور متشابہ ہیں۔

ہر ایک سمجھدار آدمی سمجھ سکتا ہے کہ جب قرآن مجید انسانوں کی زبان میں نازل ہوا ہے اور اُس سے عوام و خواص سب کی ہدایت مقصود ہے تو اُس میں آیات متشابہات کا نہ ہونا ناممکن ہے۔ قرآن مجید میں بہت سی ایسی باتیں بیان کی گئی ہیں جنکو انسان کے حواس خمسہ ظاہری و باطنی نے محسوس نہیں کیا ہے اور نہ اُنکی کیفیات کو جانا ہے، پس امکان نہیں ہے کہ یہ مطلب آیات محکمات میں بیان ہو سکے اور اسلئے ضرور ہے کہ وہ تمثیل کے پیرایہ میں آیات متشابہات کے ذریعہ سے بیان کیا جاوے۔ علاوہ اسکے قرآن مجید تمام لوگوں کی ہدایت کے لئے نازل ہوا ہے اُسکا مقصود یہہ ہے کہ جسطرح ذی علم دانشمند اُس سے ہدایت پاویں اسیطرح جاہل و نادان عوام بھیڑوں اور بکریوں اور اونٹوں کے چرانے والے بھی ویسی ہی ہدایت پاویں۔ عوام اکثر حقائق اُمور کے سمجھنے کے قابل نہیں ہوتے،

پھر قرآن پاک کن لوگوں کے لئے ہدایت ہے

ماں باپ کے ساتھ رشتہ داروں کے ساتھ یتیموں کے ساتھ غریبوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور جو ہمسایہ رشتہ دار ہو اُنکے ساتھ ہمسایہ جو اور لوگ رہتے ہوں اُنکے ساتھ جو غیر لوگ ساتھی ہوں اُنکے ساتھ مسافر کے ساتھ احسان کرو۔ اور ایک جگہ سورہ بقر میں فرمایا کہ غلاموں کے آزاد کرانے میں مال خرچ کرو۔ سورہ نساء میں کتنا صاف طور پر بیان کر دیا ہے کہ خدا صرف شرک کو نہیں بخشنے کا اور اسکے سوا جتنے گناہ ہیں اگر چاہیگا اُنکو بخش دیگا۔ ایک اور جگہ کس خوبی سے کلیہ قاعدہ بتلایا ہے کہ جس نے تابعداری سے اپنا منہ خدا کے سامنے کیا اور وہ نیکی کرنیوالا ہے تو اُسکا ثواب اُسکے پروردگار کے پاس ہے اُنکو کچھ خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہونگے۔ پس یہ تمام آیات اور اُن کی مانند اور بہت سی آیتیں آیات محکمات ہیں جنکا مطلب سوائے ایک کے کوئی دوسرا ہو ہی نہیں سکتا۔

ذات باری کی تعبیر بجز اسکے کہ موجود واحد لا ندولا شریک لہ ولیس کمثلہ شئی نہ آیات محکمات سے ہو سکتی ہے اور نہ آیات متشابہات سے اسلئے قرآن مجید میں جابجا اُسکی صفات کو بیان کیا ہے مگر جہاں جہاں صفات باری بیان ہوئی ہیں وہ سب از قبیل آیات متشابہات کے ہیں "حی لایموت" کے الفاظ سے ہمکو بھی زندگی اور موت کا خیال آتا ہے جو ہم انسانوں اور حیوانوں میں دیکھتے ہیں حالانکہ ذات باری اُس حیات و ممات سے جسکو ہم جانتے ہیں بری ہے۔ سمیع و بصیر و علیم ہونے کی صفات کو بجز اُس قوت اور حس کے جو ہمکو بذریعہ کانوں اور آنکھوں اور بعد وجود معلومات کے اُنکے ادراک سے حاصل ہوتی ہے نہیں جانتے، حالانکہ ذات باری اِس قسم کی صفات سے بری ہے۔ رحم اور غضب و قہر سے ہم اُنھی صفات کو سمجھتے ہیں جو ہمارے دل کو کسی کی حالت زار دیکھ کر لاحق ہوتی ہیں اور ہمارا دل اُس سے متاثر ہو کر مضطر و رقیق ہو جاتا ہے یا کسی فعل مخالفت یا خلاف طبع امر سرزد ہونیکے سبب ہمارے دل میں ایک جوش انتقام لینے کا اور ایسے فعل کے کرنیوالے سے بدلہ لینے تک قلب کو تسکین نہیں ہوتی پیدا ہوتا ہے مگر ذات باری اس قسم کی صفت رحم و قہر سے پاک و مبرا ہے۔ خدا کی نسبت ہر جگہ اسکے ہاتھ کا ہونا اُسکا منہ ہونا بیان ہوا ہے لیکن ان الفاظ سے بجز ایسے تخت کے جسکو ہم نے دیکھا ہے اور ایسے ہاتھوں کے جو ہمارے بدن میں ہیں اور بجز اُس منہ کے جو زیادہ سے زیادہ شان و شوکت والا ہم نے دیکھا ہے اور کوئی ہمارے خیال میں نہیں آسکتے مگر خدا تعالیٰ اس طرح سے تخت پر بیٹھنے اور ایسے ہاتھوں اور ایسے منہ کے [illegible]

فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ ۗ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ ۗ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿٥﴾ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿٦﴾ رَبَّنَا إِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ ﴿٧﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمْ وَقُودُ النَّارِ ﴿٨﴾ كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٩﴾

حشر اجساد، نعیم جنت، عذاب دوزخ کا جن آیتوں میں بیان ہوا ہے وہ سب آیتیں متشابہات میں سے ہیں۔ جسد کے موجود ہونے کا خیال بجز اُس طریقہ کے جسکو ہم دیکھتے ہیں اَور طرح پر آہی نہیں سکتا، اور اِس میں کچھہ شبہہ نہیں ہے کہ حشر اجساد سے اسی معمولی وعرفی طریقہ پر محشور ہونا مقصود نہیں ہے اور نہ موجودہ اجسام کا بعینہا محشور ہونا مراد ہے۔ نعیم جنت وعذاب دوزخ کے لذائذ وآلام جو قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں اُن کی کیفیت بجز اُسکے جو ہم اپنی جسمانی حالت میں پاتے ہیں اور کچھہ سمجھہ نہیں سکتے، اور اس میں کچھہ شبہہ نہیں کہ وہ حالت اس جسمانی حالت سے مغائر ہوگی۔ پس وہ تمام آیات متشابہات ہیں جن کے کئی مطلب سمجھہ میں آتے ہیں اور اصلی مقصود متعین نہیں ہوسکتا، یا اُن میں ایسے مطالب ہیں جو انسان کی حس سے خارج ہیں اور بطور تمثیل کے بذریعہ آیات متشابہات بیان ہوئے ہیں۔ جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ خرابی ڈالنے کے لئے اُنکے پیچھے پڑے رہتے ہیں، اور اُنکی غلط تاویل کرتے ہیں، اور جو لوگ علم میں

تو وہ اُس میں سے متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑتے ہیں فتنہ چاہنے کے لئے اور اُسکی (غلط) مراد کی تلاش کرنیکے لئے اور اُسکی (صحیح) مراد کوئی نہیں جانتا بجز اللہ کے، اور جو لوگ علم میں پکے ہیں کہتے ہیں کہ ہم اُس پر ایمان لائے ہیں سب کا سب ہمارے پروردگار کے پاس سے (اترا) ہے اور نصیحت نہیں پکڑتے مگر عقل والے ⑤ اے ہمارے پروردگار ہمارے دلوں کو بعد اسکے کہ تو نے ہمکو ہدایت کی ہے کجی میں مت ڈال، اور ہمکو اپنے پاس سے رحمت دے بیشک توہی دینے والا ہے ⑥ اے ہمارے پروردگار بیشک تو لوگوں کو اُس دن میں اکٹھا کرنیوالا ہے جس میں کچھ شک نہیں، بیشک اللہ وعدہ کے برخلاف نہیں کرتا ⑦ ہاں جو لوگ کافر ہوئے اُنکو اُن کا مال اور نہ اُنکی اولاد اللہ سے کچھ بھی بے پرواہ نہ کریگی، وہی لوگ آگ کے ایندھن ہیں ⑧ جیسا فرعون والوں کا اور اُنکا جو اُنسے پہلے تھے حال ہوا ہے، اُنھوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا پھر خدا نے اُنکے گناہوں میں اُنکو پکڑا، اور اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے ⑨

راسخ ہیں وہ کہتے ہیں کہ جو کچھ بیان ہوا ہے وہ سب خدا کے پاس سے آیا ہے، اسلئے وہ اس قسم کی تاویلوں کے درپے نہیں ہوتے اور کہتے ہیں کہ

وہ علۃ العلل جسکو خدا کہتے ہیں وحدہ لاشریک ہے، وہی علۃ العلل تمام چیزوں کی خالق ہے، ایسی علۃ العلل کے لئے ضرور ہے کہ اُس میں ایسی چیز بھی ہو جسکو ہم زندگی کہتے ہیں، ایسی چیز نہو جسکو ہم موت کہتے ہیں، اُس میں ایسی کوئی چیز بھی ہونی ضرور ہے جس کو ہم لفظ سمیع و بصیر و علم و رحم و غضب وغیرہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ اُس میں کوئی ایسا امر بھی ہو تاکہ جن کاموں کو ہم ہاتھ پاؤں منہ وغیرہ کے ساتھ منسوب کرتے ہیں اُنھیں بھی منسوب کرسکیں، کیونکہ اُسکے علۃ العلل تمام اشیاء کے ہونے کو ایسی چیزوں کا اُس میں ہونا لازم ہے، اسلئے ہم اُسکے حی لایموت سمیع،

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۰﴾
قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى
كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِى الْاَبْصَارِ ﴿۱۱﴾ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ
مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَ
الْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿۱۲﴾ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ
لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ
فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۱۳﴾
اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ
النَّارِ ﴿۱۴﴾ اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ
وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ﴿۱۵﴾

بصیر، علیم، رحمان و رحیم قہار و جبار ہونے پر یقین کرتے ہیں، مگر اس امر کی کہ
اس کی حیات کیا ہے اور عدم موت کیا ہے، اُس کا سمیع و بصیر و علیم و رحمٰن و رحیم جبار و قہار

کہدو ان لوگوں کو جو کافر ہوئے کہ عنقریب عاجز ہونگے اور جہنم کی طرف ہنکائے جاوینگے اور وہ بری جگہ ہے ⑩ بے شبہ تمہارے لئے نشانی ہے دو گروہوں کے مڈ بھیڑ ہونے میں ایک گروہ خدا کی راہ میں لڑتا تھا اور دوسرا گروہ کافروں کا تھا، وہ انکو چشم دید ان سے دوگنا دیکھتے تھے اور اللہ تائید کرتا ہے اپنی مدد سے جسکی چاہتا ہے بیشک اسمیں آنکھوں والوں کے لئے عبرت ہے ⑪ خوشنما کی گئی ہے لوگوں کے لئے ہوائے نفسانی کی محبت عورتوں اور بیٹیوں اور سونے وچاندی کے جمع کئے ہوئے خزانوں کی اور عمدہ گھوڑوں اور چوپایوں اور کھیتی کی، یہہ سامان دنیا کی زندگی کا ہے اور خدا اسکے نزدیک اچھی طرح سے جانا اچھا ہے) ⑫ کہد (اے محمد) کہ کیا تمکو بتادوں اس سے بھی اچھی ان لوگوں کے لئے جو پرہیزگار ہیں انکے پروردگار کے پاس جنتیں ہیں جنمیں نہریں بہتی ہیں ہمیشہ وہ اس میں رہیں گے اور پاکیزہ بیبیاں ہیں اور اللہ کی رضامندی ہے اور اللہ بندوں کے حال کو دیکھتا ہے ⑬ (یہہ وہ لوگ ہیں) جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار بیشک ہم ایمان لائے ہیں پس ہمارے لئے ہمارے گناہ بخشدے اور ہمکو دوزخ کے عذاب سے بچا ⑭ (یہی لوگ) صبر کرنیوالے اور سچ بولنے والے اور فرماں برداری کرنیوالے اور نیک راہ میں مال خرچ کرنے والے اور پچھلی راتوں میں گناہوں کی معافی چاہنے والے ہیں ⑮

ہونا کیا ہے اور کیسا ہے کچھ تاویل نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ لا یعلم تاویلہ الا اللہ، ہاں اسقدر کہہ سکتے ہیں کہ بھلا سا نہیں ہے پس ہمارے نزدیک آیات متشابہات پر ایمان لانیکے یہی معنی ہیں اور فطرت انسانی کا یہی مقتضی ہے

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۙ وَالْمَلٰٓىٕكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآىٕمًۢا بِالْقِسْطِؕ
لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُؕ (۱۸) اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ۫
وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ
بَغْیًۢا بَیْنَهُمْؕ وَمَنْ یَّكْفُرْ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ (۱۹)
فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِیَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِؕ (۲۰) وَقُلْ
لِّلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّیّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ
اهْتَدَوْاۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْكَ الْبَلٰغُؕ وَاللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ۠ (۲۰)
اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ حَقٍّ ۙ وَّ
یَقْتُلُوْنَ الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ
اَلِیْمٍ (۲۱) اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ٘
وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ (۲۲) اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ
یُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِیَحْكُمَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ یَتَوَلّٰى فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ
مُّعْرِضُوْنَ (۲۳) ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّاۤ
اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ

خدا نے گواہی دی کہ بے شک کوئی خدا اسکے سوا نہیں، اور فرشتوں نے اور علم والوں نے
بھی انصاف پر قایم ہیں (گواہی دی) کہ نہیں ہے کوئی معبود بجز اسکے غالب ہے حکمت
والا (۱۶) بے شک اللہ کے نزدیک اسلام ہی دین ہے، اور مخالفت نہیں کی اُنھوں
نے جنکو کتاب دی گئی ہے مگر بعد اسکے کہ اُنکو علم آگیا (مخالفت کی) آپس کے حسد
سے، اور جو شخص منکر ہے اللہ کی نشانیوں سے تو بیشک اللہ جلد حساب لینے والا
ہے (۱۷) پھر اگر تجھ سے جھگڑا کریں تو کہہ دے کہ میں نے اور جنھوں نے میری پیروی
کی تابعدار کردیا ہے اپنے منہ کو (یعنی اپنے آپ کو) اللہ کا (۱۸) اور کہہ دے اُن کو
جنکو کتاب دی گئی ہے اور ان پڑھوں کو کیا تم اسلام لائے ہو، پھر اگر وہ اسلام لائے تو
اُنھوں نے ہدایت پائی اور اگر وہ پھر گئے تو تجھ پر پیغام پہونچا دینے کے سوا اور کچھ نہیں،
اور اللہ بندوں کے حال کو دیکھتا ہے (۱۹) بے شک جنھوں نے انکار کیا ہے
اللہ کی نشانیوں کا اور مار ڈالا ہے نبیوں کو ناحق، اور لوگوں میں سے اُنکو مار ڈالا ہے
جنھوں نے انصاف کی بات کہی پھر اُن کو دُکھ دینے والے عذاب کی خوشخبری دیدے (۲۰)
وہی لوگ ہیں کہ جنکے عمل دنیا اور آخرت میں نابود ہوگئے ہیں اور اُنکے لئے کوئی مددگار نہیں
ہے (۲۱) کیا تو نے نہیں دیکھا اُن کو جن کو کتاب کا کچھ حصہ دیا گیا ہے کہ اللہ کی
کتاب کی طرف بلائے جاتے ہیں تاکہ اُن میں حکم دیں، پھر اُن میں سے ایک فریق پھر جاتا
ہے اور وہ منہ پھیر لیتے ہیں (۲۲) یہ بات اس لئے ہے کہ وہ کہتے ہیں ہم کو
آگ نہیں چھوئیگی بجز گنے ہوئے دنوں کے

وَغَرَّهُمْ فِي دِينِهِم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٢٣﴾ فَكَيْفَ إِذَا جَمَعْنَاهُمْ لِيَوْمٍ
لَّا رَيْبَ فِيهِ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٢٤﴾
قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَن تَشَاءُ وَتَنزِعُ الْمُلْكَ مِمَّن
تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ
عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٥﴾ تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ
وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَن
تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٢٦﴾ لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ
مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ

---

(۲۶) (لا یتخذ المؤمنون) اس آیت کی نسبت مسلمان عالموں نے بہت بحث کی ہے اور متعدد محل نکالے ہیں، مگر تمام آیت پر غور کرنے سے ظاہر ہے کہ اس میں کافروں کے ساتھ محبت یا دوستی فی الدین ممنوع ہے یعنی کافروں سے اس وجہ سے دوستی و محبت کرنی کہ اُن کا دین اچھا ہے منع بلکہ کفر ہے اور اسکے سوا اور قسم کی دوستی و محبت ممنوع نہیں ہے۔

یہہ تخصیص خود اس آیت سے ظاہر ہے کیونکہ اسی میں فرمایا ہے "ومن یفعل ذلک فلیس من اللہ فی شیٔ" جس سے اُس دوستی کرنیوالے کا کفر لازم آتا ہے اور یہہ ہو نہیں سکتا جب تک کہ وہ محبت منجر بکفر نہ ہو اور وہ منجر بکفر نہیں ہو سکتی جب تک کہ تحسین فی الدین نہو۔

اصل یہہ ہے کہ جب مسلمان کافران مکہ کے پنجے میں پھنس جاتے تھے تو وہ اُن کو ایذا دیتے تھے

اور اُن کو مغرور کر دیا اُن کے دین میں اُن باتوں نے جنکی افترا پردازی کرتے تھے (۲۳) پھر کیا حال ہوگا جبکہ ہم انکو اُس دن اکٹھا کرینگے جسمیں کچھ شک نہیں اور ہر شخص کو پوری دی جاویگی وہ چیز جو اُسنے کمائی ہے اور اُن پر ظلم نہ کیا جاویگا (۲۴) کہدے اے بار خدایا مالک ملک کے، تو دیتا ہے ملک جسکو چاہتا ہے اور چھین لیتا ہے ملک جس سے چاہتا ہے اور تو عزت دیتا ہے جسکو چاہتا ہے اور ذلت دیتا ہے جسکو چاہتا ہے تیرے ہی ہاتھ میں بھلائی ہے بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے (۲۵) ڈالتا ہے رات کو دن میں اور ڈالتا ہے دن کو رات میں، اور نکالتا ہے زندہ کو مردے سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے (یعنی ۴ ہست سے نیست اور نیست سے ہست کرتا ہے) اور روزی دیتا ہے جسکو چاہتا ہے بغیر حساب کے (۲۶) نہ بناویں مسلمان کافروں کو دوست سوا ایمان والوں کے،

اور اسلام سے پھیر کر پھر اپنے ساتھ شامل کرنا چاہتے تھے اور اس مصیبت کے سبب سے یہ حکم نازل ہوا ہے جسمیں یہ ہدایت ہے کہ کافروں سے دوستی و محبت فی الدین مت کرو لیکن اگر انکے شر سے بچنے کے لئے بچاؤ کرو تو کچھ گناہ نہیں ہے کیونکہ دل کی بات اور ظاہر کی بات سب خدا جانتا ہے۔ یہ آیت مثل سورۂ نحل کی آیت کے ہے جہاں کافروں کے عذاب کی نسبت خدا نے فرمایا ہے کہ "الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان" یعنی جس شخص نے جبر سے کفر کی بات کہدی ہے اور اسکا دل ایمان پر مطمئن ہے تو اُسکو کچھ عذاب نہ ہوگا۔ علمائے مفسرین نے اگرچہ متعدد تاویلیں اس آیت کی کی ہیں مگر وہ مطلب بھی جو ہمنے بیان کیا ہے بعضوں نے تسلیم کیا ہے۔ تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ اس آیت کے نازل ہونیکا سبب یہ ہے کہ چند یہودی

بقولہ تعالیٰ وکنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم۔

وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِي شَيْءٍ اِلَّا اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۗ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ۗ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۹﴾ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًا بَعِيْدًا ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۗ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ﴿۳۰﴾ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ

مسلمانوں سے میل جول اس غرض سے شروع کیا کہ ان کو اُنکے دین سے پھیر دیں۔ رفاعہ بن المنذر اور عبدالرحمن بن جبیر و سعد بن خیثمہ نے اُن مسلمانوں سے کہا کہ تم اُن سے بچے رہو کہ تمکو تمھارے دین سے نہ پھیر دیں اُس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اُسی تفسیر میں "الا ان تتقوا منھم تقاۃ" کے ذیل میں ایک قصہ لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم کے دو صحابیوں کو مسیلمہ کذاب نے پکڑ لیا مسیلمہ کہتا تھا کہ قوم قریش کے لئے تو محمد صلعم پیغمبر ہیں اور بنی حنیفہ کے لئے میں پیغمبر ہوں، اُس نے ایک صحابی سے پوچھا کہ محمد پیغمبر ہیں، اُنہوں نے جواب دیا کہ ہاں ہاں، پھر اُس نے پوچھا کہ میں بھی پیغمبر ہوں اُنھوں نے کہا ہاں۔ جب دوسرے صحابی سے پوچھا کہ محمد پیغمبر ہیں اُنھوں نے کہا کہ ہاں، اور جب یہ پوچھا کہ میں بھی پیغمبر ہوں تو اُنھوں نے کہا کہ میں بہرا ہوں، اُس پر مسیلمہ نے اُنکو مروا ڈالا جب آنحضرت صلعم کو یہ خبر پہونچی تو آپ نے فرمایا کہ یہ تو اپنے یقین پر مارا گیا اور اُس نے رخصت پر عمل کیا

اُسی تفسیر میں لکھا ہے کہ کافروں کی دوستی تین طرح پر ہو سکتی ہے ایک یہ کہ اُنکے کفر پر

اور جس نے ایسا کیا تو اللہ سے اُس کے لئے کچھ نہیں مگر یہ کہ تم اُن (کے شر) سے بچنے کے لئے ایک بچاؤ کرو، اور اللہ اپنے سے تم کو ڈراتا ہے اور اللہ کے پاس جانا ہے، کہدے (اے پیغمبر) کہ اگر تم چھپاؤ گے جو کچھ تمھارے دل میں ہے یا اُس کو ظاہر کرو گے اُسکو خدا جانتا ہے، اور وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے (۲۷) جس دن کہ موجود پاویگا ہر شخص نیکی سے جو کچھ اُس نے کی ہے اور بدی سے جو کچھ اُس نے کی ہے چاہیگا کہ کاش اُس بدی میں اور اُس میں بہت فاصلہ ہوتا، اور اللہ تم کو اپنے سے ڈراتا ہے، اور اللہ بندوں پر بہت شفقت کرنے والا ہے (۲۸) کہدے (اے پیغمبر) کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو اللہ تم کو دوست رکھے گا اور تمھارے گناہ بخشدیگا۔

کرتا ہو اور اُسکے کفر کے سبب اس سے دوستی رکھتا ہو، ایسی دوستی تو منع بلکہ کفر ہے۔ دوسرے یہ کہ دنیاوی امور میں بسبب ظاہر معاشرت جمیلہ یعنی اچھا میل جول ہو اور یہ ممنوع نہیں ہے تیسرے یہ کہ کافروں کے ساتھ میلان ہونا اور اُنکی اعانت اور مدد اور نصرت کرنا بسبب قرابت کے یا محبت کے اس اعتقاد کے ساتھ کہ انکا مذہب باطل ہے ممنوع ہے مگر کفر نہیں۔ مگر ممنوع ہونے کی جو وجہ لکھی ہے وہ محض ناکافی ہے یعنی اُس میں لکھا ہے کہ ممنوع اس لئے ہے کہ اس طرح کا برتاؤ لیجیو انکے کفر کی پسندیدگی پر منجر ہو جاتا ہے مگر یہ بات محض لغو اور خود اپنے خیال سے دلیل پیدا کی ہوئی ہے جو مذہبی مسئلہ کی بنیاد نہیں ہو سکتی۔

پس ان تمام روایتوں کا نتیجہ یہ ہے کہ کفار سے محبت اور دوستی من حیث الدین ممنوع ہے لیکن سوا کسی قسم کی دوستی اور معاشرت و محبت و وفاداری و امداد اور کسیطرح کی راہ و رسم مذہب اسلام کی رو سے منع نہیں ہے۔

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا
فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝۲۹ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّ
اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ
وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۳۰ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّيْ نَذَرْتُ
لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝
فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ وَضَعْتُهَاۤ اُنْثٰى وَاللّٰهُ اَعْلَمُ
بِمَا وَضَعَتْ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى وَاِنِّيْ سَمَّيْتُهَا
مَرْيَمَ وَاِنِّيْۤ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝۳۱

(۲۹) (آل عمران) مفسرین نے اس بات پر بحث کی ہے کہ یہہ عمران کون ہیں، حضرت موسیٰ وھارون کے باپ یا حضرت مریم کے باپ، اور اس امر کے قرار دینے میں اختلاف کیا ہے، مگر جب تمام آیت پر غور کیا جاوے جس میں یہہ بھی ذکر ہے کہ انکی ذریت میں سے بعضے بعض کی ذریت ہیں تو کچھ شبہہ نہیں رہتا کہ اس مقام پر عمران سے موسیٰ وھارون کے باپ مراد ہیں۔

(۳۰) (اذ قالت امرءۃ عمران) یہہ نام حضرت مریم کے باپ کا ہے، عیسائی مذہب کی کتابوں سے ٹھیک طور پر نہیں معلوم ہوتا کہ حضرت مریم کے باپ کا کیا نام تھا، بعضے گمان کرتے ہیں کہ ہیلی یا عیلی ان کے باپ کا نام تھا، اگر وہ صحیح بھی ہو تو ممکن ہے کہ ایک شخص کے دو نام ہوں۔

یہودیوں کے ہاں رواج تھا کہ اپنے کسی بیٹے کو خدا کے نام پر وقف کر دیتے تھے، شموئیل نبی علیہ السلام کو بھی اُن کی ماں حناہ نے اسی طرح خدا کے نذر کیا تھا اور منت مانی تھی کہ اگر اُس کے

اور اللہ بخش دینے والا ہے بڑا مہربان، کہدے اے پیغمبر کہ اطاعت کرو اللہ کی اور رسول
کی پھر اگر پھر جاؤ تو بیشک اللہ کافرون کو دوست نہین رکھتا (۲۹) بیشک اللہ نے برگزیدہ
کیا آدم کو اور نوح کو اور ابراھیم کی اولاد کو اور عمران کی اولاد کو عالمون پر ذریتہ ہیں
اُن میں کے بعضے بعضون کی اور اللہ سننے والا ہے جاننے والا (۳۰) جسوقت
عمران کی بیوی نے کہا کہ اے پروردگار جو میرے پیٹ میں ہے میں نے اُس کو خالصاً
تیری نذر کر دیا پھر میری طرف سے قبول کر بیشک تو ھی سننے والا ہے جاننے والا
پھر جب بیٹی پیدا ہوئی تو اُس نے کہا اے پروردگار مینے تو بیٹی جنی اور خدا خوب جانتا
ہے جو اُس نے جنا اور بیٹا بیٹی کی مانند نہیں ہوتا اور ہاں میں نے اُس کا نام مریم رکھا
اور بیشک میں اُسکو اور اُسکی اولاد کو تیری پناہ میں دیتی ھون مردود شیطان سے (۳۱)

بیٹا ہو تو وہ اُسکو عمر بھر کے لئے خدا کے نام پر وقف کر دے گی اور اُسکے سر پر اُسترا نہیں لگانے
کی (دیکھو کتاب اول سموئیل باب اول) اسیطرح حضرت مریم کی ماں نے بھی اپنے پیٹ کے بچے کو
خدا کی نذر کیا تھا، مگر اتفاق سے بیٹا نہ ہوا بیٹی ہوئی۔ یہہ نذر کئے ہوئے لڑکے معبد کی خدمت
کیا کرتے تھے، دودھ چھوٹنے کے بعد جب کسیقدر ہوشیار ہوتے تھے تو معبد میں بھیجدئے
جاتے تھے، تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ جب وہ بالغ ہوتے تھے تو اُن کو اختیار ہوتا تھا کہ چاہے
ہمیشہ خدا کے کاموں کے لئے وقف رکھیں چاہیں معبد سے چلے جاویں۔ بیٹی اس طرح پر
معبد کی خدمت گذاری پر مامور نہیں ہو سکتی تھی، اسلئے جب لڑکی پیدا ہوئی تو حضرت مریم کی ماں نے
افسوس کیا اور کہا کہ "لیس الذکر کالانثیٰ"

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَّأَنۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۖ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِندَهَا رِزْقًا ۖ قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّىٰ لَكِ هَٰذَا ۖ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِندِ اللَّهِ ۖ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَن يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٣٦﴾ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ ۖ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۖ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ ﴿٣٣﴾ أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَىٰ مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ ﴿٣٤﴾

جب حضرت مریم کسی قدر ہوشیار ہو گئیں جیسے کہ اِن لفظوں سے پایا جاتا ہے "وانبتها نباتا حسنا" اُسوقت حضرت زکریا نبی کے سپرد ہوئیں، معبد کی خدمت پر تو مامور نہیں ہو سکتی تہیں مگر ایک بالاخانہ میں یا حجرہ میں اُنکو رکھا جو عابدو زاہد عورتوں کے لئے معین ہو گئے اُس میں حضرت مریم خدا کی عبادت کرتی تھیں جیسے کہ قرآن مجید کی اس آیت سے معلوم ہوتا ہے" یامریم اقنتی لربك واسجدی وارکعی مع الراکعین"

(۳۶) (قالت ھو من عند اللہ) اس امر کی نسبت کہ جب حضرت زکریا حضرت مریم کے پاس جاتے تھے تو انکے پاس کہانیکی کوئی چیز دیکھتے تھے مفسرین نے عجیب عجیب روایتیں نقل کی ہیں، حالانکہ اس بات کے کہنے میں کہ اللہ کے پاس سے آیا ہے یا اللہ نے بھیجا ہے کوئی ایسی عجیب بات نہیں ہے یہ تو ایک روزمرہ کے محاورہ کی بات ہے۔ ابو علی جبائی نے کہ وہ معتزلی ہے اپنی تفسیر میں ٹھیک بات لکھی ہے جسکو تفسیر کبیر میں نقل کیا ہے کہ اس آیت کے معنی

پھر اُسکے پروردگار نے اُسکو قبول کیا اچھی طرح کا قبول کرنا اور اُسکو بڑا کیا اچھی طرح بڑا کرنا اور اُسکو زکریا کے سپرد کیا جب (زکریا) اُنکے پاس حجرے میں (یعنی جہاں حضرت مریم عبادت کرتی تھیں اور نماز پڑھتی تھیں) جاتے تو اُنکے پاس کھانے کی کوئی چیز پاتے (زکریا) نے کہا اے مریم یہ کہاں سے تیرے لئے آئی (مریم) نے کہا اللہ کے پاس سے اللہ رزق دیتا ہے جسکو چاہتا ہے بغیر حساب کے (۳۲) اسی جگہ زکریا نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہا اے پروردگار دے مجھکو اپنے پاس سے اچھی اولاد بیشک تو دعا کا سننے والا ہے پھر فرشتوں نے اُسکو آواز دی اور وہ اُس حجرے میں کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا تھا (۳۳) کہ اللہ تعالیٰ تجھکو خوشخبری دیتا ہے یحیٰ کی ماننے والا اللہ کے کلمہ (یعنی اللہ کی کتاب) کا اور بردبار اور عورتوں سے پرہیز کرنے والا اور پیغمبر نیکوں میں سے (۳۴)

یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ ایمان والوں کے ہاتھ سے جو زاہد و عابد عورتوں کی خبرگیری کرتے تھے حضرت مریم کو رزق پہونچاتا تھا، جب حضرت زکریا حضرت مریم پاس کوئی کھانے کی چیز دیکھتے تھے تو پوچھتے تھے کہ کہاں سے آئی ہے۔ اس تفسیر پر جو ابو علی جبائی رحمۃ اللہ علیہ نے کی حضرت مریم کا یہ جواب کہ "هو من عند الله ان الله يرزق من يشاء بغير حساب" بالکل صحیح و درست اور روزمرہ کے محاورہ کے مطابق ہوتا ہے۔

(۳۴) بكلمة من الله) یہودی حضرت یحییٰ کو پیغمبر نہیں مانتے مگر عیسائی مذہب میں یہ امر تسلیم ہوا ہے کہ حضرت یحییٰ پیغمبر تھے اور وہ حضرت مسیح کی بشارت دینے کے لئے پیغمبر ہوئے تھے علماء اسلام کی عادت ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کی ایسی باتوں کو جو اُنکے خیال کے مخالف نہوں بلا عذر تسلیم کر لیتے ہیں اس آیت میں کلمہ کا لفظ آیا ہے اور حضرت مسیح کی نسبت بھی کلمہ کے لفظ کا اطلاق ہوا ہے پس مفسرین نے سمجھا کہ "مصدقا بكلمة من الله" سے یہ مراد ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ کی بشارت دینگے یا حضرت عیسیٰ کی تصدیق کرینگے، حالانکہ حضرت عیسیٰ خود اُس زمانہ میں موجود تھے اور صرف چھ مہینے

قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ؕ قَالَ
كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴿۴۰﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ؕ قَالَ
اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ
بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۴۱﴾ وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ
وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۲﴾ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ
لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ
الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ؕ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ
اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۪ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۴﴾ اِذْ
قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖ اسْمُهُ
الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَ
مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ
الصّٰلِحِيْنَ ﴿۴۶﴾

حضرت یحییٰ سے چھوٹے تھے اور خود حضرت عیسیٰ نے اُن سے اصطباغ لیا تھا۔ ممکن ہے کہ حضرت یحییٰ نے کہا ہو کہ میرے بعد جو ہونیوالا ہے یعنی حضرت عیسیٰ جنکو غالباً وہ اپنا جانشین تصور کرتے ہونگے مجھ سے بھی برتر ہے، مگر اس امر کو اس آیت سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے۔

زکریا نے کہا اے پروردگار کیونکر میرے بیٹا ہوگا مجھکو تو بڑھاپا آگیا ہے اور میری بی بی بانجھ ہے فرشتے نے کہا کہ یہی ہوگا (یعنی جو کہا گیا ہے وہ ہوگا) اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے (۳۵) زکریا نے کہا اے پروردگار میرے لئے کوئی نشانی (یعنی حکم) مقرر کر خدا نے کہا کہ تیرے لئے نشانی (یعنی حکم) یہہ ہے کہ تین دن تک کسی آدمی سے بجز اشارے کے بات نہ کر[1] اور اپنے پروردگار کو بہت سا یاد کر اپنے پروردگار کے تقدس کو یاد کر شام و صبح کو (یعنی رات دن) (۳۶) اور جب کہا فرشتوں نے اے مریم بیشک اللہ نے تجھکو برگزیدہ کیا اور تجھکو پاک کیا اور تجھکو برگزیدہ کیا عالم کی عورتوں پر (۳۷) اے مریم اطاعت کرتی رہ اپنے پروردگار کی اور سجدہ کیا کر اور رکوع کیا کر رکوع کرنے والوں کے ساتھ (۳۸) یہ ہے غیب کی خبروں میں سے ہمنے اُسکی وحی تجھکو کی ہے اور تو اُنکے پاس نہ تھا جبکہ وہ اپنے قلموں کو (بطور قرعہ کے) ڈالتے تھے کہ اُن میں سے کون مریم کی خبرگیری کا ذمہ لے اور تو اُنکے پاس نہ تھا جب کہ وہ جھگڑتے تھے (۳۹) جب کہ فرشتوں نے کہا اے مریم بیشک اللہ تجھکو خوشخبری دیتا ہے ایک کلمہ کی اپنی طرف سے اُسکا نام (ہوگا) مسیح عیسی مریم کا بیٹا رو یت دار دنیا میں اور آخرت میں اور (خدا کے) مقربوں سے (۴۰) اور کلام کریگا لوگوں سے گہوارہ میں (یعنی لڑکپن میں) اور بڑھاپے میں اور ہوگا نیکوں میں سے (۴۱)

،،مصدقا بکلمۃ من اللہ،، کے صاف معنی یہہ ہیں کہ اللہ کے حکم کی یا اللہ کی کتاب کی تصدیق کرنیوالا

[1] تفسیر کبیر میں ابو مسلم کا قول لکھا ہے کہ لا تکلم الناس کا مطلب یہہ ہے کہ تو مامور ہوا ہے کہ تین دن تک بات نہ کرے اسی لئے ہمنے اُس کا ترجمہ بمعنی نہی کیا ہے قول مذکور یہہ ہے

ان المعنی ایتک ان لا تکلم الناس تصیر ماموراً بان لا تتکلم ثلاثۃ ایام انتہی ملخصاً۔

قَالَتْ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ ۖ قَالَ كَذَٰلِكِ اللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ ﴿۴۲﴾ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنِّي قَدْ جِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ ۖ أَنِّي أَخْلُقُ لَكُم مِّنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ ۖ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ ۖ وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿۴۳﴾

تمام قرآن کا محاورہ یہی ہے کہ انبیاء کی نسبت کتب سابقہ کی تصدیق کا اشارہ کیا جاتا ہے نہ کسی شخص معین کی تصدیق کا۔ تفسیر کبیر میں کلمۃ من اللہ کی نسبت ابی عبیدہ کا قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد کتاب من اللہ ہے اور اس بات پر استدلال کیا ہے کہ اہل عرب بولتے ہیں کہ "انشد فلان کلمۃ" اور اس سے مراد طول طویل قصیدہ کے پڑھنے کی ہوتی ہے۔

(۴۲) (قالت رب انی یکون لی ولد ولم یمسسنی بشر) حضرت عیسیٰ کی نسبت جو امور قرآن مجید میں مذکور ہیں بلاشبہ نہایت غور کے لائق ہیں۔ انمیں سے چند اس سورۃ میں بیان ہوئے ہیں اور سورہ مائدہ میں مجموعاً مذکور ہیں اور اسلئے ہم سورہ مائدہ کی تفسیر میں ان سب سے بحث کرینگے۔ اس مقام پر صرف ولادت حضرت عیسیٰ پر غور کرتے ہیں۔

عیسائی اور مسلمان دونوں خیال کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ صرف خدا کے حکم سے عام انسانی پیدائش کے برخلاف بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ اگر ایسا ہی ہونا فرض کیا جاوے تو اول اس بات پر غور کرنی ہوگی کہ بن باپ کے پیدا کرنے میں حکمت الٰہی کیا ہوسکتی ہے۔ ایسے واقعات جو خلاف

مریم نے کہا اے پروردگار کہاں سے ہوگا میرے بیٹا اور نہیں چھوا ہے مجھکو کسی آدمی نے خدا نے
کہا یہی ہوگا (یعنی جو کہا گیا ہے وہ ہوگا) اللہ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے جب کہ کوئی کام کرنا ٹھیراتا
ہے تو اسکے سوا اور کچھ نہیں کہ اسکو کہتا ہے ہو پھر ہو جاتا ہے (۴۲) اور اُسکو سکھلاویگا کتاب اور
حکمت اور توریت اور انجیل اور (کریگا) پیغمبر بنی اسرائیل کا (ہاں میں لایا ہوں تمھارے پاس نشانی اپنے
پروردگار سے (یعنی خدا کا حکم یا انجیل) ہاں میں پیدا کرتا ہوں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی صورت
کی مانند پھر میں اُس میں پھونکتا ہوں تاکہ ہو جاوے پرند اللہ کے حکم سے اور اچھا کرتا ہوں
اندھے کو اور کوڑھی کو اور زندہ کرتا ہوں مردے کو اللہ کی اجازت سے اور تمکو بتا دیتا ہوں جو کچھ تم کھاتے
ہو اور جو کچھ اپنے گھروں میں ذخیرہ کر لیتے ہو ہاں اس میں البتہ تمہارے لئے نشانی ہے اگر تم ایمان والے ہو (۴۳)

عادت یا مافوق الفطرت تسلیم کئے جاتے ہیں اُن سے یا تو قدرت کاملہ پروردگار کا اظہار مقصود
ہونا چاہیئے یا اُنکا وقوع بطور معجزہ مانا جاوے۔ جب کہ خداوند تعالیٰ اقسام حیوانات کو بغیر توالد و تناسل
کے حادثاً پیدا کرتا رہتا ہے اور خود انسان کو بھی بلکہ تمام حیوانات کو ابتداءً اُسنے اسیطرح پیدا
کیا ہے، یا یوں کہو کہ حضرت آدم کو بے ماں و بے باپ کے پیدا کیا تھا تو حضرت عیسیٰ کے صرف
بے باپ کے پیدا کرنے میں اُس سے زیادہ قدرت کاملہ کا اظہار نہ تھا۔ اگر یہہ خیال کیا جاوے
کہ صرف ماں سے پیدا کرنا دوسری طرح پر اظہار قدرت کاملہ تھا تو یہہ بھی صحیح نہیں ہوتا، اسلئے کہ
اظہار قدرت کاملہ کے لئے ایک امر بین اور ایسا ظاہر ہونا چاہیئے کہ جس میں کسی کو شبہ نہ رہے
بن باپ کے لڑکا ہونا ایک ایسا امر مخفی ہے جسکی نسبت یہہ نہیں کہا جا سکتا کہ اظہار قدرت کاملہ
کے لئے کیا گیا ہے۔

بطریق اعجاز حضرت عیسیٰ کے بن باپ کے پیدا ہونے پر معجزہ کا بھی اطلاق نہیں ہو سکتا

وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَىَّ مِنَ التَّوْرٰةِ

اُنکے یعنی مریم کے جننے کے دن پورے ہوئے اور وہ اپنا پہلوٹا بیٹا جنی۔

(لوک باب ۲ ورس ۶ و ۷)

فاجاءہا المخاض الی جذع النخلۃ

(سورۃ مریم)

قول ابن عباس رضی اللہ عنہما انما کانت (مدۃ حملہا) تسعۃ اشہر کما فی سائر النساء (تفسیر کبیر)

معجزہ بمقابلہ منکرانِ نبوت صادر ہوتا ہے، قبل ولادت حضرت مسیح بلکہ قبل ادعاے نبوت یا الوہیت کوئی شخص منکر نہیں ہوسکتا تھا، پھر معجزہ کیونکر کہا جاسکتا ہے۔ معہذا اگر وہ معجزہ ہوتا تو حضرت مریم کا معجزہ ہوتا نہ حضرت مسیح کا۔ علاوہ اسکے جب کہ اُنکی ولادت ٹھیک اُسیطرح پر واقع ہوئی تھی جسطرح کہ عموماً بچوں کی ہوتی ہے کہ نو مہینے تک حمل میں رہے اور بروقت ولادت حضرت مریم پر وہ تمام حالات طاری ہوئے جو عموماً عورتوں پر بچہ پیدا ہونے میں طاری ہوتے ہیں تو کسیطرح اعجازاً اُنکے پیدا ہونے کا کسی کو احتمال بھی نہیں ہوسکتا تھا۔

عیسائی حضرت مسیح کے بن باپ کے پیدا ہونے کو ایک اَور حکمت الٰہی پر منسوب کرسکتے ہیں کہ وہ گنہگار انسان کی آمیزش سے پاک اور بے گناہ ہوں تاکہ گنہگار انسانوں کیطرف سے فدیہ کئے جاویں مگر جب ماں کی شرکت سے وہ بری نہ تھے تو انسانی آمیزش سے پاک نہیں ہوسکتے تھے۔ لاطینی کلیسائی کونسل ٹرینٹ میں تسلیم کیا کہ حضرت مریم بھی بن باپ کے پیدا ہوئی تھیں، اگر یہہ بھی مانا جاوے تو وہ بھی ماں کی شرکت سے بری نہ تھیں۔ انجام کار عیسائی کہہ سکتے ہیں کہ خدا نے حضرت مریم کو انسانی خاصیت یعنی گنہگار ہونے کی قابلیت سے اس لئے پاک کردیا تھا کہ اُن سے فدیہ ہونیکے لائق مولود پیدا ہو تو خدا اسی طرح حضرت عیسی کے باپ کو بھی پاک کرسکتا تھا، اور بن باپ کے پیدا کرنے میں کوئی خاص حکمت نہیں ہوسکتی تھی۔

ابتدا میں عیسائیوں کو یہہ خیال نہیں تھا کہ حضرت عیسی بن باپ کے پیدا ہوئے ہیں یا بن باپکے پیدا ہونگے کیونکہ مسیح کی نسبت یقین کیا جاتا تھا کہ وہ داؤد کی نسل سے ہونگے۔ یہودیوں نے حضرت عیسی کو مسیح موعود نہیں مانا، مگر جنہوں نے اُنکو مسیح موعود مانا وہ عیسائی یا نصارٰی کہلائے اُن سب کو کامل یقین تھا کہ وہ حضرت داؤد کی اولاد میں ہیں، چنانچہ انجیل متی میں لکھا ہے "یسوع مسیح ابن داؤد ابن ابراہیم" اور لوک کی انجیل باب ۱ ورس ۲۷۔ لوقا کی انجیل باب ۱ ورس ۳۰ سے پایا جاتا ہے کہ یوسف حضرت مریم کا شوہر داؤد کی نسل سے تھا۔ مسلمان بھی قرآن کی رو سے جیسا کہ

اور ماننے والا ہون جو میرے ہاتھون میں ہے یعنی توریت

سورۂ انعام میں لکھا ہے کہ حضرت عیسی کو حضرت ابراہیم کی ذریت یعنی اولاد میں سمجھتے ہیں، پس اگر حضرت عیسی بن باپ کے پیدا ہوئے ہون تو وہ نسل داؤد یا اولاد ابراہیم سے کیونکر قرار پا سکتے ہیں

اگر یہ کہا جاوے کہ ماں کے سبب سے اُنکو داؤد کی نسل سے قرار دیا گیا ہے تو یہ بات دو وجہ سے غلط ہے۔ اول اس لئے کہ یہودی شریعت میں عورت کی طرف سے نسب قایم نہیں ہو سکتا۔ دوسرے یہ کہ حضرت مریم کا داؤد کی نسل سے ہونا ثابت نہیں لینو سیکلوپیڈیا میں لکھا۔ اکیوسیبیس جو قدیمی مذہبی مورخ ہے گو حضرت عیسٰی کے نام پر اُس نے طول طویل بحث کی ہے مگر اس سے بیان سے اور نیز متی اور لوک کی انجیلون سے مریم کی پیدایش ونسب پر کوئی نئی روشنی نہیں پڑتی۔ اینی جو مریم کی ماں بیان کی گئی ہیں اُنکی نسبت جسقدر قصے ہیں وہ محض افسانے ہیں اور اُن کا کچھ ثبوت وشہادت نہیں ہے۔ انجیل لوک باب ۱، ورس (۶) و ۷ و ۳ سے پایا جاتا ہے کہ حضرت مریم حضرت زکریا کی بیوی الیشع کی رشتہ دار تھیں، اور الیشع ہارون کی بیٹی تھیں، مگر نہ یہ معلوم ہے کہ مریم والیشع میں کیا رشتہ تھا اور نہ یہ معلوم ہے کہ ہارون کس کی اولاد مین تھے۔ قرآن مجید میں حضرت مریم کے باپ کا نام عمران لکھا ہے اُس سے استدلال کرنے سے بھی داؤد کی نسل سے حضرت مریم کا ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔

عیسائی مفسر جب کہ حضرت عیسٰی کو بغیر باپ کے پیدا ہوئے تسلیم کرکر نسل داؤد سے ثابت کرنے میں عاجز ہوئے تو اُنھوں نے کہا کہ سینٹ لوک کی انجیل میں جو نسب نامہ یوسف کا لکھا ہے درحقیقت وہ مریم کا نسب نامہ ہے تاکہ مریم کا داؤد کی نسل سے ہونا ثابت کریں۔ دو انجیلون میں حضرت عیسٰی کے نسب نامے ہیں متی کی انجیل میں حضرت عیسی کے باپ کا نام یوسف اور اُن کے باپ کا نام یعقوب لکھا ہے۔ اور لوک کی انجیل میں یوسف کے باپ کا نام ہیلی لکھا ہے پہلا نسب نامہ بذریعہ سلیمان کے داؤد تک پہونچتا ہے اور دوسرا نسب نامہ بذریعہ ناتان کے یہ دونوں نسب نامے بلاشبہ مختلف ہیں مگر عیسائی مفسر کہتے ہیں جیسے کہ تفسیر ہنری اسکاٹ میں مندرج ہے کہ یوسف نے ہیلی کی دختر یعنی حضرت مریم سے شادی کی تھی، اور شاید اُس نے یوسف کو متبنی بھی کیا تھا، اور یوسف ہیلی کا بیٹا کہلاتا تھا، اور یہودیوں میں رواج تھا کہ نسب نامو میں

وَلِأُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ

صرف مردوں کا نام لکھتے تھے نہ عورتوں کا اس لئے سینٹ لوک نے اُس نسب نامہ میں جو حقیقت مریم کا ہے بجائے مریم کے یوسف کا نام لکھدیا ہے۔

اس بیان پر بعض عیسائی علما نے یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ نسب نامہ داؤد تک بذریعہ ناتان کے پہونچتا ہے اور حضرت مسیح کا بذریعہ سلیمان کے داؤد کی نسل میں ہونا چاہیئے اسکا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ کہیں نہیں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ سلیمان کی اولاد میں ہونے والے تھے بلکہ صرف یہ بیان ہوا ہے کہ وہ داؤد کے بیٹے اور لیشی کی نسل سے ہونگے اور سلیمان بطور ایک عمدہ نمونے حضرت مسیح کے بیان ہوئے ہیں۔

اگر یہ بات فرض بھی کرلیجائے کہ اس پچھلے نسب نامے میں بجائے حضرت مریم کے یوسف کا نام لکھا گیا ہے اور یہ بھی فرض کرلیا جاوے کہ یوسف عیسیٰ کے متبنیٰ اور داماد تھے، اور یہ بھی فرض کیا جاوے کہ حضرت عیسیٰ کا سلیمان کے ذریعہ سے داؤد کی اولاد میں ہونا کچھ ضرور نہ تھا، تو بھی اس بات کا جواب نہیں ہوسکتا کہ یہودی شریعت میں ماں کی طرف سے نسب نہ معتبر گنا جاتا تھا اور نہ بیان کیا جاتا تھا یہاں تک کہ عورتوں کا نام بھی نسب ناموں میں داخل نہ ہوتا تھا۔ پس حضرت عیسیٰ مسیح کی نسبت جو پیشین گوئی تھی کہ وہ داؤد کی نسل میں سے ہونگے کسیطرح ماں کی طرف منسوب نہیں ہوسکتی، بلکہ بموجب اُس پیشین گوئی کے ضرور ہے کہ حضرت عیسیٰ مسیح ایسے باپ کی اولاد ہوں جو داؤد کی نسل سے ہو۔

پادری رچارڈ واٹسن نے تفسیر انجیل لوک میں لکھا ہے کہ "یہ عام یقین تھا کہ حضرت عیسیٰ یوسف کے بیٹے ہیں اور انکا معجزہ کے طور سے پیدا ہونا مشہور نہیں کیا گیا تھا بلکہ یوسف اور مریم کے دلوں ہی میں مخفی تھا۔ یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ بات کب پہلے پہل ظاہر کیگئی۔ چونکہ انجیل کے حالات میں اس پر کچھ اشارہ نہیں پایا جاتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات حواریوں کو بھی ظاہر نہیں کی گئی تھی اسلئے وہ اور نیز اور بھی انکو یوسف اور مریم کا بیٹا سمجھتے تھے اور یہ امر منجملہ اُن امور کے تھا جن کو مریم نے خدا کی ہدایت سے حضرت عیسیٰ کے مردوں سے جی اُٹھنے کے بعد تک اپنے دل میں چھپا رکھا۔ اگر پیشتر سے یہ بات مشہور ہوجاتی تو حضرت عیسیٰ کی تبلیغ رسالت کے بعد لوگ اکثر حضرت مریم کی نسبت

اور تمہارے لئے حلال کرتا ہوں وہ بعضی چیزیں جو تم پر حرام ہوئی تھیں،

لیکھتے لوقات کی باتیں ان سے پوچھا کرتے۔ اور جب کہ اسقدر اختلاف رائے عیسیٰ کی نسبت ان کے دشمنوں میں ہوتا تو مریم کے خاوند پہنچے کا اندیشہ تھا ملک سے کہیں ہو کہ وہ سخت وقت و تکلیف میں مبتلا ہو جائیں۔ ان امور کے لحاظ سے ظن قوی ہوتا ہے کہ یہ بات حضرت عیسیٰ کی زندگی بھر کسی کو معلوم نہیں ہوئی تھی۔ مگر سینٹ لوک کے اس فقرہ سے کہ جیسا کہ وہ یوسف کا بیٹا خیال کیا جاتا تھا۔ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بعد خروج مسیح یہ اور تخیلاتی باتوں کے تھا جو پہلے نہیں معلوم ہو گئیں تھیں اور بغیر کسی شبہ کے وہ مان لیا گیا تھا۔ ولادت سے دینے ہی بات انجیل متی اور انجیل لوک میں داخل ہوئی ہے۔“

اس بات کو خود حواری حضرت عیسیٰ کے اور تمام عیسائی تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت مریم کا خطبہ یوسف سے ہوا تھا۔ یہودیوں کے ہاں خطبہ کا یہ دستور تھا جیسے کہ جیوسیکلوپیڈیا میں لکھا ہے کہ شوہر اور زوجہ میں اقرار ہو جاتا تھا کہ اسقدر میعاد کے بعد شادی کرینگے۔ یہ اقرار یا تو ایک باقاعدہ تحریری معاہدہ کے ذریعے گواہوں کی موجودگی میں ہوتا تھا جس طرح کہ ہم مسلمانوں کے ہاں نکاح کا خط لکھا جاتا ہے یا بغیر تحریر کے اس طرح پر ہوتا تھا کہ مرد عورت کو گواہوں کے سامنے ایک ٹکڑا چاندی کا دیدیتا تھا اور یہ لفظ کہتا تھا کہ یہ چاندی کا ٹکڑا اس امر کی کفالت میں قبول کر کہ اتنے دنوں بعد تو میری زوجہ ہو جاویگی۔

یہ معاہدہ حقیقت میں عقد نکاح تھے صرف زوجہ کا گھر میں لانا باقی رہ جاتا تھا اور وہ اس میعاد پر ہوتا تھا جو اس معاہدے میں قرار پاتی تھی۔ اسکی مثال بالکل ایسی ہے جیسی کہ مسلمانوں میں فاتحہ خیر ہوتی ہے جو درحقیقت ایک شرعی نکاح ہے لیکن زوجہ فی الفور گھر میں نہیں لائی جاتی۔ یا جیسے کہ اب بھی بعض دفعہ مسلمانوں میں نکاح بیتحریر کا بخط عمل میں آتا ہے اور زوجہ کا شوہر کے گھر بھیجنا کسی آیندہ وقت پر ملتوی رہتا ہے۔

یہودیوں کے ہاں اس رسم کے ادا ہونیکے بعد مرد اور عورت باہم شوہر اور زوجہ ہو جاتے تھے اور بجز اسکے کہ زوجہ اپنے شوہر کے گھر رہنے کو اس مدت کے بعد بھیجدی جاوے اور کوئی ایسی رسم جس پر جواز زوج منحصر ہو عمل میں نہیں آتی تھی یہاں تک کہ اگر بعد اس رسم کے اور قبل رخصت کرنے کے ان دونوں سے اولاد پیدا ہو تو وہ ناجائز اولاد تصور نہیں ہوتی تھی بلکہ بے گناہ شرعی اولاد جائز تصور ہوتی تھی۔ شاید خلاف رسم بات ہونے سے معیوب گنی جاتی ہوگی اور دونوں کو ایک سعرم اور خجالت کا باعث ہوتی ہوگی۔

وَجِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ

امر مذکورہ کا ثبوت سائیکلو پیڈیا سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ یہیں لکھا ہے کہ جب یہہ معاہدہ شادی کا ہو
چکتا ہو جاتا تھا تو زن و مرد ایک دوسرے کے دیکھنے کے مجاز ہوتے تھے جسکی انکو پہلے اجازت نہیں ہوتی
تھی۔ اسی کتاب میں لکھا ہے کہ ایک نسبت شدہ باکرہ کے بطن سے خدا نے اپنے بیٹے کے پیدا
ہونے میں یہہ حکمتیں رکھی تھیں۔ اول یہہ کہ اُن پر غیر مشروع اولاد ہونیکا طعنہ عاید نہ ہو۔ دوم یہہ کہ
اُن کے والدین موافق یہودی شریعت کے سزا کے مستوجب نہوں۔ سوم یہہ کہ یوسف کے نسب
نامہ سے جنکی رشتہ دار مریم تھیں مریم کا نسب نامہ ظاہر ہو جاوے۔ چہارم یہہ کہ حضرت مسیح کا ایام طفولیت
میں کوئی مربی اور سرپرست ہو۔ اِن تمام بیانات سے ثابت ہوتا ہے کہ یہودیوں میں اسطرح نسبت
کے بعد اولاد کا پیدا ہونا شرعاً ناجائز نہ تھا یہی وجہ ہے کہ یہودیوں نے نعوذ باللہ حضرت مریم پر جو
بہتان باندھا تھا وہ یوسف کے ساتھ نہیں باندھا تھا، بلکہ پینتھرا نامی کے ساتھ منسوب کیا تھا کیونکہ یوسف
اُنکے شرعی شوہر ہو چلے تھے۔ پس کوئی وجہ اس بات کے خیال کرنے کی نہیں ہے کہ یوسف
فی الواقع حضرت مسیح کے باپ نہ تھے۔ متی کی انجیل میں جو یہہ لکھا ہے کہ یوسف نے جب دیکھا کہ
حضرت مریم حاملہ ہیں تو اُنکے چھوڑ دینے کا ارادہ کیا، اگر یہہ بیان تسلیم کیا جاوے تو اُسکا سبب صرف
یہی ہو سکتا ہے کہ عام رسم کے برخلاف حاملہ ہو جانے سے یوسف کو رنج و خجالت ہوئی ہوگی جس کے
سبب سے ایسا خیال ہوا ہوگا، مگر چونکہ فی الحقیقت وہ پاک حمل تھا اور جو کچھ حضرت مریم کے پیٹ میں تھا وہ
روح القدس اور کلمۃ اللہ تھا یوسف نے خواہ خود ہی خواہ اپنی خواب کی تائید پر جسکا ذکر سینٹ متی کی انجیل
میں ہے وہ خیال چھوڑ دیا۔

اگرچہ ان چاروں مروج انجیلوں کے زمانہ تالیف میں نہایت اختلاف ہے مگر جو زمانہ کہ اعلیٰ عیسائی نے قریب
صحت کے تسلیم کیا ہے اسکی رو سے پایا جاتا ہے کہ متی کی انجیل حضرت عیسیٰ کے بعد دوسرے یا تیسرے سال اور
لوک کی انجیل تیسویں یا بتیسویں سال میں اور یوحنا کی انجیل پینسٹھویں یا چھیاسٹھویں سال اور مارک کی انجیل اسکے بہت
دنوں بعد تحریر ہوئی تھی، مگر متی کی انجیل کی نسبت بخوبی ثابت ہے کہ وہ در اصل عبرانی میں لکھی گئی اور موجودہ [illegible]
[illegible] ہے جسکے مترجم کا نام اور زمانہ ترجمہ بیشک تحقیق نہیں ہے پس متی کی موجودہ یونانی انجیل [illegible]

اِنَّ اللّٰہَ رَبِّیۡ وَرَبُّکُمۡ فَاعۡبُدُوۡہُ

باپ اور اسکی ماں" لکھا ہے اور ٹروٹوپ نے یونانی انجیل کی شرح میں اسی کی تفہیم کی ہے جس سے یوسف کا پدر مسیح ہونا تسلیم ہوتا ہے۔

لوک کی انجیل کے اسی باب کے ۳۳ ورس میں بھی قدیم نسخے الکزنڈریانوس میں بھی "گونیس" کا لفظ ہے جسکے معنی والدین کے ہیں۔

لوک کی انجیل باب ۲ ورس ۴۸ میں حضرت مریم نے حضرت عیسٰی سے کہا کہ "دیکھ تیرا باپ اور میں غمگین ہو کر تجھے ڈھونڈھتے تھے"۔

لوک کی انجیل باب ۲ ورس ۲۷ و ۴۱ میں یوسف اور مریم کو حضرت عیسٰی کا ماں باپ لکھ کر تعبیر کیا ہے۔

متی کی انجیل باب ۱۳۔ ورس ۵۵ میں لکھا ہے کہ لوگوں نے حضرت عیسٰی کی نسبت کہا کہ "کیا یہ بڑھئی کا بیٹا نہیں کیا اسکی ماں مریم نہیں کہلاتی"

اور انجیل یوحنا باب ۶ ورس ۴۲ میں ہے کہ لوگوں نے حضرت مسیح کی نسبت یہ کہا کہ "کیا یہ یسوع یوسف کا بیٹا جسکے ماں باپ کو ہم پہچانتے ہیں نہیں ہے"۔

انجیل یوحنا باب ۱ ورس ۴۵ میں لکھا ہے کہ "فلپ نے نتھنیئل کو کہا کہ جسکا ذکر موسٰی نے توریت میں اور نبیوں نے کیا ہے ہم نے اُسے پایا ہے وہ یوسف کا بیٹا یسوع ناصری ہے"۔

اعمال حوارئین باب ۲ ورس ۳۰ میں پترس حواری نے حضرت عیسٰی کے داؤد کی نسل میں ہونے کی نسبت کہا کہ "خدا نے اُس سے (یعنی داؤد سے) قسم کر کے کہا کہ میں تیرے تخت پر بیٹھنے کیلئے جسم کے طور پر تیری کمر سے مسیح کو پیدا کرونگا"

سینٹ پال نے اپنے خط موسومہ رومیان باب ۱ ورس ۳ میں لکھا ہے کہ "وہ مسیح جسم کے حق میں داؤد کے تخم سے ہوا اور روح قدس کے حق میں جی اُٹھنے کی قوی دلیل سے خدا کا بیٹا ثابت ہوا"۔

اِن تمام سندوں سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح کے زمانہ کے سب لوگ اور خود حواری بھی جانتے تھے اور یقین کرتے تھے کہ حضرت عیسٰی اپنے باپ یوسف کے تخم سے پیدا ہوئے ہیں نہ کہ بغیر باپ کے اگر وہ حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا روحانی اعتبار سے کہتے تھے اُسی خیال سے جس سے کہ یونانی اپنے ہاں کے بزرگوں کو خدا کا بیٹا کہتے تھے ... کرتا ہے سینٹ پال نے ... [illegible]

بیشک اللہ میرا پروردگار اور تمہارا پروردگار ہے پھر اُسی کی عبادت کرو

کچھ شبہ نہیں کہ یہہ خیال جو حضرت کے حواریوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہنا شروع کیا اور لوگ حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا سمجھنے لگے اور اُسی کے ساتھ یہہ قرار دیا کہ وہ بے باپ کے پیدا ہوئے تھے اور انکی ضد سے یہودیوں نے یہہ کہنا شروع کیا کہ نعوذ باللہ وہ ناجائز طور پر پیدا ہوئے تھے۔ یہہ اتہام [illegible] صدی میں [illegible] تھا ظاہر یہہ وہ زمانہ ہے کہ جب عیسائیوں کو اس بات میں کہ حضرت عیسیٰ خدا کے بیٹے ہیں اور بے باپ کے پیدا ہوئے ہیں زیادہ تر غلو ہوگیا تھا۔

قرآن مجید نے اِس بات میں کہ حضرت عیسیٰ بن باپ کے پیدا ہوئے تھے کچھ بحث نہیں کی۔ جب قرآن نازل ہوا اُسوقت دو فرقے مخالف موجود تھے ایک فرقہ نہایت نالائقی اور بدی سے یہہ کہتا تھا کہ حضرت مسیح بطور ناجائز مولود کے پیدا ہوئے ہیں۔ دوسرا فرقہ یہہ کہتا تھا کہ وہ خدا اور خدا کے بیٹے اور ثالث ثلاثہ ہیں۔ قرآن مجید نے دونوں فرقوں کے اعتقاد کو رد کر دیا اور حضرت مسیح کے مقدس اور روح پاک ہونے پر اور حضرت مریم کی عصمت و طہارت پر گواہی دی اور اس بات کو کہ وہ خدا یا خدا کے بیٹے اور ثالث ثلاثہ ہیں جھٹلا دیا اور بتلا دیا کہ وہ مثل اور انسانوں کے خدا کے بندے ہیں۔ قرآن مجید میں یہہ کہیں نہیں بیان ہوا کہ وہ بن باپ کے پیدا ہوئے تھے جہاں تک کہ اشارہ ہے حضرت عیسیٰ کے روح القدس اور کلمۃ اللہ ہونیکا اور حضرت مریم کی عصمت و طہارت کا اشارہ ہے جیسا کہ ہم آگے بیان کرتے ہیں۔ ہمارا اعتقاد یہہ ہے کہ جو شخص حضرت مریم کی نسبت تہمت بدلگاوے وہ مسلمان نہیں۔

سورہ آل عمران میں ہے کہ جب فرشتوں نے کہا اے مریم بے شک اللہ تجھکو خوشخبری دیتا ہے ایک کلمہ کی اپنی طرف سے اُس کا نام (ہوگا) مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا آبرو والا دنیا میں اور آخرت میں اور خدا کے مقربوں سے اور کلام کریگا لوگوں سے گہوارہ میں (یعنی بچپنے میں) اور بڑھاپے میں اور ہوگا نیکوں میں سے۔ مریم نے کہا اے پروردگار کہاں سے ہوگا میرے بیٹا اور نہیں چھوا ہے مجھکو کسی آدمی نے خدا نے کہا یونہی ہوگا اللہ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے جب کہ کوئی کام کو ٹھیرا چکتا ہے تو اسکے سوا اور کچھ نہیں کہ اسکو کہتا ہے کہ ہو پھر ہو جاتا ہے

اذ قالت الملائكة يا مريم ان الله يبشرك بكلمة منه اسمه المسيح عيسى ابن مريم وجيها في الدنيا والآخرة ومن المقربين ويكلم الناس في المهد وكهلا ومن الصالحين قالت رب انى يكون لى ولد ولم يمسسنى بشر قال كذلك الله يخلق ما يشاء اذا قضى امرا فانما يقول له كن فيكون

(سورہ آل عمران)

هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ○

فارسلنا الیها روحنا فتمثل لها بشرا سویا قالت انی اعوذ بالرحمٰن منک ان کنت تقیا قال انما انا رسول ربک لاھب لک غلاما زکیا قالت انی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا قال کذلک قال ربک ھو علی ھین ولنجعلہ ایۃ للناس ورحمۃ منا وکان امرا مقضیا۔

(سورہ مریم)

اور سورہ مریم میں ہے کہ پھر ہم نے بھیجا اُسکے دیکھنے کے پاس اپنی روح کو پھر وہ بن گئی اُسکے لئے ٹھیک آدمی مریم نے کہا کہ بیشک میں تجھ سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو خدا سے ڈرتا ہے اُسنے کہا کہ میں تو صرف تیرے خدا کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ تجھکو پاکیزہ لڑکا دوں، مریم نے کہا کہ کہاں سے ہوگا میرے لڑکا اور نہیں چھوا ہے مجھکو کسی آدمی نے اور نہ میں بدکار ہوں۔ اُس نے کہا یہی ہوگا تیرے پروردگار نے کہا ہے کہ وہ مجھپر آسان ہے اور ہم اُسکو لوگوں کیلیے نشانی اور اپنی رحمت کرنا چاہتے ہیں اور تھی یہہ بات ٹھیر چکی۔

فرشتہ کا حضرت مریم کو بیٹا ہونے کی بشارت دینا اور اُن کا یہہ کہنا کہ مجھے مرد نے نہیں چھوا ہے سینٹ لوک کی انجیل میں بھی مذکور ہے۔ تمام یہودی یقین رکھتے تھے کہ اُن میں ایک مسیح پیدا ہونیوالا ہے جو یہودیوں کی بادشاہت کو پھر قایم کریگا اسلئے یہودی اور یہودی عورتیں بیٹا ہونے کی نہایت آرزو رکھتی تھیں اور دعائیں مانگتی تھیں اور عبادتیں کرتی تھیں کہ وہ شخص ہمارا ہی بیٹا ہو۔ ایسی حالتوں میں اُنکا اس قسم کی خوابوں کا دیکھنا یا ان بولنے والے کی آوازوں کا سننا یا تخیلہ میں کسی مجسم شے کا دکھلائی دینا ایسا امر ہے جو بمقتضائے فطرت انسانی واقع ہوتا ہے۔ بعض علماء کا یہہ قول ہے کہ اس سورۃ میں جو خطاب فرشتہ کا حضرت مریم سے ہے وہ بطریق الہام اور روع فی النفث اور القاء فی القلب کے ہے۔ مگر مجھکو کچھ شبہ نہیں ہے کہ سیاق کلام سے پایا جاتا ہے کہ امر بشارت جو اس سورۃ میں اور سورہ مریم میں بیان ہوا ہے وہ ایک ہی واقعہ ہے جو عالم رویا میں واقع ہوا تھا۔ اور سینٹ متی کی انجیل سے بھی ایسا ہی مستنبط ہوتا ہے کیونکہ بموجب اُس انجیل کے یوسف کو بھی اس حمل کی خبر خواب میں بذریعہ فرشتہ کے دی گئی تھی۔

بیٹا ہونے کی بشارت حضرت اسحق کی اور اُنکی بیوی کو اور حضرت زکریا کو بھی دی گئی تھی پس صرف بشارت سے بے باپ کے پیدا ہونا لازم نہیں آتا ہے ہاں ان بشارتوں پر غور کرنا چاہیے کہ اُن میں کوئی ایسا لفظ تو نہیں

باپ کے بیٹا پیدا ہونے کا اشارہ تک سوا ایسا بھی کوئی لفظ ان بشارتوں میں نہیں ہے۔

سب سے زیادہ غور کے لائق لفظ "لم یمسسنی بشر ولم اک بغیا" ہے۔ بلاشبہ یہ دونوں کلمے نسبت مسیح پائے اور جس زمانہ میں بشارت ہوئی اُس زمانہ میں بلاشبہ حضرت مریم کو کسی مرد نے نہیں چھوا تھا بلکہ نکاح بھی یوسف کے ساتھ نہ ہوا تھا مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اُس کے بعد بھی یہ امر واقع نہیں ہوا جس طرح کہ حضرت مریم کو اس بشارت سے تعجب ہوا اسی طرح حضرت اسحاق اور ان کی بیوی اور حضرت زکریا کو بھی تعجب ہوا تھا جب کہ وہ فرمانے لگیں "یا ویلتیٰ أألد وانا عجوز وهذا بعلی شیخا ان هذا لشیء عجیب" دوسری جگہ فرمایا ہے "فاقبلت امرأته فی صرة فصکت وجهها وقالت عجوز عقیم" اور حضرت زکریا نے فرمایا "انی یکون لی غلام وقد بلغنی الکبر وامرأتی عاقر" اور دوسری جگہ فرمایا "وکانت امرأتی عاقرا وقد بلغت من الکبر عتیا" حضرت مریم کی حالت اولاد ہونے سے مایوسی کی نہ تھی اور اسحاق اور ان کی بیوی اور زکریا اور ان کی بیوی کی حالت مایوسی کے قریب تھی مگر جب ان دونوں سے بیٹے کا پیدا ہونا بغیر باپ کے تسلیم نہیں کیا گیا تو حضرت مریم کے تعجب سے جو صرف اُس وقت کی کیفیت پر تھا جب کہ بشارت ہوئی تھی نہ آیندہ کی ہونیوالی حالت پر کیونکر حضرت عیسیٰ کے بے باپ کے پیدا ہونے پر استدلال ہو سکتا ہے اور کیا عجب ہے کہ اس خواب کے بعد ہی حضرت مریم کو اور اُن کے مربیوں کو حضرت مریم کی شادی کرنے کا خیال پیدا ہوا ہو جو آخر کار یوسف کے ساتھ عقد ہونے سے پورا ہوا۔

اس تعجب کے بعد فرشتہ نے حضرت مریم سے کہا "کذلک الله یخلق ما یشاء" اسی طرح حضرت زکریا سے کہا تھا کہ "کذلک الله یفعل ما یشاء" حضرت مریم سے کہا "قال کذلک قال ربک هو علی هین" اسی طرح حضرت زکریا سے کہا "قال کذلک قال ربک هو علی هین" پس لفظ "کن فیکون" جو سورہ آل عمران میں ہے وہ کسی امر کے ہونے پر بلا اسباب قدرتی و فطرتی کے دلالت نہیں کرتا کیونکہ ہر شے کے ہونے کو خدا اسی طرح فرماتا ہے "اذا اراد شیئا انما یقول له کن فیکون" پس ہر شے "کن" کے حکم سے ہمیشہ قانون قدرت اور قاعدہ فطرت کے مطابق ہوتی ہے۔ پس یہ لفظ کسی طرح اس بات پر کہ حضرت مسیح کی ولادت خلاف قاعدہ فطرت اور بغیر باپ کے ہوئی تھی دلالت نہیں کرتی۔

فلما احس عیسی منہم الکفر قال من انصاری الی اللہ

"آیۃ للناس" کے لفظ سے یہ سمجھنا کہ حضرت مسیح کو بغیر باپ کے بطور ایک نشانی معجزہ کے پیدا کیا محض بیجا ہے اسلئے کہ بے باپ کے پیدا ہونا اگر بالفرض ہوا بھی ہو تو ایسا امر مخفی ہے جو کسیطرح "آیۃ للناس" نہیں ہو سکتا۔ آیۃ کا لفظ قرآن مجید میں فرعون، اصحاب الکہف والرقیم، قوم نوح، نوح اور اصحاب سفینہ پر بھی اطلاق ہوا ہے۔ حضرت مریم بوجہ اپنی عبادت اور خداپرستی اور نیکی کے اور حضرت عیسیٰ بسبب اُس رحمدلی کے جو انجیل سے پائی جاتی ہے خدا کی عمدہ نشانی کے لقب کے مستحق تھے۔

"بکلمۃ منہ" کے الفاظ یا "کلمۃ القاھا الی مریم" کے الفاظ بھی کسیطرح بن باپ کے پیدا ہونے پر دلالت نہیں کرتے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد جگہہ لفظ "کلمہ" کو اپنی طرف منسوب کیا ہے سورہ اعراف میں فرمایا ہے "وتمت کلمۃ ربک الحسنی علی بنی اسرائیل"۔ اور سورہ یونس میں فرمایا ہے "وکذلک حقت کلمۃ ربک علی الذین فسقوا"۔ اسیطرح اور بہت سی جگہہ آیا ہے۔ اور کلمۃ اللہ سے وہ امور مقصود ہیں جو ہونے والے تھے اور ہوئے اور ہونگے۔ حضرت مسیح کا حضرت مریم سے پیدا ہونا ایک امر محقق اور معین تھا، یا یوں کہو کہ موعود تھا پس اُسی امر محقق یا موعود کو کلمہ کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے، اور جسطرح تمام قرآن میں کلمہ کو اپنی طرف منسوب کیا ہے اسیطرح اس مقام پر بھی کیا ہے۔ ان الفاظ سے بن باپ کے پیدا ہونے پر کچھ بھی اشارہ نہیں نکلتا۔

سورۃ النساء میں جہاں خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کی نسبت فرمایا ہے کہ "کلمۃ القاھا الی مریم" وہاں یہہ بھی فرمایا ہے "وروح منہ" اس لفظ سے بھی بن باپ کے پیدا ہونا نہیں ثابت ہوتا۔ تمام جانداروں کی نسبت کیا حیوان اور کیا انسان "روح منہ" کا لفظ اطلاق کیا جا سکتا ہے سوائے اسکے اور کسی معنی میں حضرت عیسیٰ کی نسبت اس لفظ کا اطلاق نہیں ہو سکتا، خصوصاً مسلمانوں کے مذہب کے مطابق جو خدا کے یا خدا کی روح کے یا خدا کے کلمہ کے مجسم ہونیکے قائل نہیں ہیں اور اسکو "لم یلد ولم یولد" جانتے ہیں یہی معنی چند علمائے مفسرین نے بھی جیسا کہ تفسیر کبیر میں لکھا ہے "روح منہ" سے قرار دیئے ہیں جیسے بھی [illegible] جو معنے بیان کئے ہیں۔

اور یہ کہا ہے کہ حضرت عیسیٰ لوگوں کے لئے دینی زندگی کا سبب تھے اسلئے انکو روح سے تعبیر کیا ہے

... معلوم ہوا کہ ... اللہ کی طرف ...

قرآن کی صفت میں فرمایا ہے "کذلک اوحینا الیک روحاً من امرنا" اسی طرح حضرت
عیسیٰ کو بھی روح کہا گیا ہے۔ اور روح کے لفظ سے انکی بزرگی ہی ظاہر ہوتی ہے جیسے کہتے ہیں کہ یہ
خدا کی نعمت ہے اور اس سے صرف اس نعمت کا بزرگ اور کامل ہونا مراد ہوتا ہے۔

ایسا بھی کہا ہے کہ روح سے رحمت مراد ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں "وایدھم بروح منہ" کہا ہے "ای برحمۃ منہ" اور جبکہ حضرت عیسیٰ
کی نسبت رحمت کی ... نسبت روح اور ... کا اطلاق کیا گیا ہے۔ سورہ مجادلہ میں تمام ایمان والوں کی نسبت کہا گیا
ہے "اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ" پھر حضرت عیسیٰ کی نسبت
ایسے الفاظ کا استعمال کسی طرح اس بات کی طرف اشارہ نہیں کرتا کہ وہ بن باپ کے پیدا ہوئے تھے

سورہ مریم میں جو الفاظ وارد ہوئے ہیں اُن پر زیادہ زور دیا جاتا ہے اور سمجھا جاتا ہے کہ اُن سے بن باپ
کے پیدا ہونے کا اشارہ پایا جاتا ہے مگر یہ بھی صحیح نہیں ہے۔ سورہ مریم میں حضرت مریم کے رویا کا واقعہ
بیان ہوا ہے کہ اُنھوں نے انسان کی صورت دیکھی جس نے کہا کہ میں خدا کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ تمکو بیٹا دوں
اسکے بعد جو کچھ بیان ہوا ہے اُسپر "ف" تعقیب کی آئی جیسے کہ "فحملتہ" "فاجاءھا المخاض"، مگر اس "ف" سے
اتصال زمانی مستنبط نہیں ہو سکتا، جیسے کہ مثال مذکورہ بالا سے ظاہر ہے، کیونکہ اُنکے حاملہ ہونے
اور درد زہ شروع ہونے میں اتصال زمانی نہ تھا۔ لوک کی انجیل میں بھی لکھا ہے کہ "جب مریم کے جننے کے
دن پورے ہوئے وہ اپنا پہلوٹا بیٹا جنی"۔ تفسیر کبیر میں بھی مدت حمل نو مہینے یا آٹھ مہینے یا سات مہینے لکھے
ہیں۔ ابن عباس کی روایت نو مہینے کی ہے جو صحیح معلوم ہوتی ہے۔ غرضکہ اس مقام پر جہاں "ف" آئی ہے
اس سے کسی طرح اتصال زمانی مستنبط نہیں ہو سکتا ہے۔

اس بات کے سمجھنے کے بعد آیات سورہ مریم پر غور کرنا چاہئے کہ جب حضرت مریم نے اپنے
سامنے ایک انسان کو دیکھا تو اُنھوں نے کہا "انی اعوذ بالرحمن منک ان کنت تقیا" اُس نے
کہا "انما انا رسول ربک لاھب لک غلاما زکیا" حضرت مریم نے کہا "انی یکون
لی غلام ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا" اُس نے کہا "کذلک قال ربک ھو علی ھین
ولنجعلہ آیۃ للناس ورحمۃ منا وکان امرا مقضیا" اس کے معنے ...

قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ اللَّهِ آمَنَّا بِاللَّهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ (۵۲)

پس ان حروف سے جو ثابت ہوتا ہے یہ لازم نہیں آتا کہ بمجرد اس گفتگو کے حضرت مریم حاملہ ہو گئی تھیں بلکہ پایا جاتا ہے کہ اس گفتگو کے کسی زمانہ بعد میں وہ حاملہ ہوئیں۔ جس وقت کی یہ گفتگو ہے بلاشبہ حضرت مریم کو کسی بشر نے نہیں چھوا تھا لیکن اُسکے بعد اُن کا خطبہ یوسف سے ہوا اور وہ حسب قانون فطرت انسانی اپنے شوہر یوسف سے حاملہ ہوئیں۔

اسی طرح "فاتت بہ قومھا تحملہ" کی سنے کا حال ہے کہ وہ ولادت کے زمانہ سے متصل نہیں ہے بلکہ امر مذکورہ ولادت کے بعد کسی زمانہ میں واقع ہوا ہے۔ تفسیر ابن عباس میں لکھا ہے کہ ولادت کے چالیس دن بعد یہ واقعہ ہوا ہے اور تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ یہ واقعہ یعنی قوم کے پاس لانے کا اور حضرت عیسیٰ کے کلام کرنیکا حضرت عیسیٰ کی صغر سنی میں واقعہ ہوا تھا" اور ابو القاسم بلخی کا قول ہے کہ حضرت عیسیٰ جوان ہونے کے قریب تھے جب یہ واقعہ ہوا تھا، چنانچہ تفسیر کبیر کی یہ عبارت ہے "اختلف الناس فیہ فالجمھور علی انہ قال ھذا الکلام حال صغرہ وقال ابو القاسم البلخی انہ انما قال ذلک حین کان کالمراھق الذی یفھم وان لم یبلغ حد التکلیف" (تفسیر کبیر) غرض کہ علمائے مفسرین بھی تسلیم کرتے ہیں کہ تکلم حضرت عیسیٰ ولادت کے متصل نہ تھا۔

قرآن مجید سے صاف پایا جاتا ہے کہ یہ واقعہ ایسے وقت میں واقع ہوا تھا جب حضرت عیسیٰ نبی ہو چکے تھے، کیونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ "انی عبد اللہ اتانی الکتاب وجعلنی نبیا" تاریخ اور انجیلوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کی بارہ برس کی عمر تھی (دیکھو انجیل لوک باب ۲) جب انھوں نے بیت المقدس میں یہودی عالموں سے گفتگو کی، اسی بات پر یہودی عالم ناراض ہوئے اور انھوں نے آ کر حضرت مریم سے کہا کہ تیرے ماں باپ تو بڑے نیک تھے تو نے یہ کیسا عجیب یعنی بدمذہب لڑکا جنا ہے۔ حضرت مریم نے خود اُسکا جواب نہیں دیا اور حضرت عیسیٰ کو بتلا دیا [illegible] اُس وقت اُنھوں نے فرمایا کہ انی عبد اللہ اتانی الکتاب وجعلنی نبیا الخ [illegible] یہ واقعہ ہوا یعنی جبکہ حضرت یحییٰ [illegible] ہو چکے تھے اور حضرت عیسیٰ نے یہودیوں کو سمجھانا [illegible]

[illegible] کلام [illegible] مہد میں [illegible] صبیا [illegible]

[illegible] بنا شروع کیا تھا

غرض کہ اسقدر تو جملہ علماے مفسرین تسلیم کرتے ہیں کہ یہ واقعہ ولادت کے زمانہ کے متصل واقع
نہیں ہوا تھا کہ بعد ہوا کوئی مدت ما بعد کے زمانہ کی چالیس دن اور کوئی قریب عمر مراہق یعنی بارہ برس کی قرار دیتا
ہے اور ہم باستدلال قرآن مجید زمانہ نبوت قرار دیتے ہیں۔

قرآن مجید سے ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عیسیٰ نے ایسی عمر میں جس میں حسب فطرت انسانی کوئی بچہ کلام نہیں
کرتا تکلم کیا تھا۔ قرآن مجید کے یہ لفظ ہیں "کیف نکلم من کان فی المھد صبیا" اس میں لفظ
کان کا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک ایسے سے ہم کیونکر کلام کریں جو مہد میں تھا یعنی کم عمر لڑکا ہماری
گفتگو کے لائق نہیں۔ یہ اسیطرح کا محاورہ ہے جیسے کہ ہمارے محاورہ میں ایک بڑا شخص ایک کم عمر لڑکے
کی نسبت کہے کہ ابھی ہونٹ پر سے تو اس کے دودھ بھی نہیں سوکھا کیا یہ ہم سے مباحثہ کے لائق ہے
"کان" کا لفظ صاف دلالت کرتا ہے کہ اسوقت وہ مہد میں نہ تھے نہ مہد کے لائق تھے اور اسکے بعد
کی آیت سے اس مراد کی اور بھی تائید ہوتی ہے اور بالفرض حضرت عیسیٰ نے اگر مہد میں کلام بھی کیا ہو تو
اس سے ان کے بن باپ کے پیدا ہونے پر کیونکر استدلال ہو سکتا ہے۔

یہودیوں کے اس قول سے بھی کہ "یا مریم لقد جئت شیئا فریا یا اخت ھارون
ما کان ابوک امرء سوء وما کانت امک بغیا" حضرت عیسیٰ کے بن باپ کے پیدا ہونے پر استدلال
نہیں ہو سکتا۔ اسلئے کہ اس زمانہ میں جب کہ یہودیوں نے حضرت مریم سے یہ بات کہی کوئی بھی حضرت
مریم پر بدکاری کی تہمت نہیں کرتا تھا اور نہ اس آیت میں اس قسم کی تہمت کا اشارہ ہے "فریا" کے معنی عجیب
سے کے ہیں۔ اس لفظ سے غالباً یہودیوں نے مراد لی ہوگی "شیئا فظیعا منکرا" مگر اس سے
ثابت کہ انھوں نے اس وقت حضرت عیسیٰ کی نسبت ناجائز مولود ہونے کی تہمت کی تھی لازم نہیں
آتا بلکہ قرینہ اسکے برخلاف ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ نے اُنکے جواب میں اس تہمت سے بریت
کی نسبت کچھ نہیں کہا۔ اگر اس وقت یہودیوں کی مراد اس سے تہمت بدنسبت حضرت مریم
یا ناجائز مولود ہونے کی نسبت حضرت عیسیٰ کے ہوتی تو ضرور حضرت عیسیٰ نے [illegible]

رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝

یعنی وہ اپنی ماں کی بریت اُس تہمت سے ظاہر کرتے۔

صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ کی تلقین سے جو خلاف عقائد یہودیت تھی علماے یہود ناراض ہو کر حضرت مریم کے پاس آئے جس سے اُنکی غرض یہہ ہوگی کہ وہ حضرت عیسیٰ کو اُن باتوں سے باز رکھیں اور کہا کہ تیرا باپ اور تیری ماں تو بڑے نیک تھے تو نے یہہ کیسا عجیب بچا جنا ہے جو تمام عقائد کے برخلاف باتیں کرتا ہے، حضرت مریم نے کہا کہ اُسی سے پوچھو اُس پر یہودیوں نے کہا کہ وہ کل کا بچا ہمارے منہ لگنے کے لایق نہین، اُس پر حضرت مریم حضرت عیسیٰ کو اُٹھا لائیں اور اُنھوں نے کہا کہ میں خدا کا نبی ہوں۔ یہہ ایسا معاملہ ہے جو فطرت انسانی کے موافق واقع ہوا اور اب بھی واقع ہوتا ہے۔ شوخ و شریر لڑکے کی ماں سے اُسکی شکایت کی جاتی ہے جو شوخی کہ اُس نے کی ہو اُسکی نسبت اُسکی ماں کہتی ہے کہ اُسی سے پوچھو پس ان الفاظ سے جو قرآن مجید میں ہیں حضرت عیسیٰ کے بن باپ کے پیدا ہونے پر کسی طرح استدلال نہیں ہو سکتا۔ اُٹھا لانے کا لفظ اس مقام پر مجازاً بولا گیا ہے کہ اِس سے خواہ مخواہ گود میں اُٹھا لانا لازم نہیں آتا۔

سورہ انبیا میں حضرت مریم کی نسبت خدا نے فرمایا ہے "والتی احصنت فرجہا فنفخنا فیہا من روحنا وجعلناہا وابنہا اٰیۃ للعالمین" اس سے بھی حضرت عیسیٰ کا بن باپ کے پیدا ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ اول تو کوئی مسلمان خدا کی روح کے مجسم ہونے پر اعتقاد نہیں کر سکتا، "احصنت فرجہا" کے یہہ معنی نہیں کہ احصنت فرجہا من کل رجل، بلکہ یہہ معنی ہیں کہ احصنت فرجہا من غیر زوجہا۔ چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھا ہے "احصنت ای عن الفواحش لانہا قذفت بالزنا" اسکی نظیر خود قرآن میں موجود ہے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ حصان کے معنی عفیفہ عورت کے اور اُسکی مثال یہ حضرت مریم کی نسبت جو لفظ "احصنت فرجہا" کا آیا ہے وہی لکھا ہے

الحصان بالفتح المرءة العفیفة ... فرجہا من الفساد قال تعالی و التی احصنت فرجہا	پس صاف ظاہر ہے کہ اس لفظ سے حضرت مریم کا تہمت بد سے بری ہونا نکلتا ہے نہ حضرت عیسیٰ کا بن باپ کے پیدا ہونا احصنت کے معنی [illegible]

[illegible] پر [illegible] اور [illegible]

[illegible] کو شاہدوں کے ساتھ کرے

اور محصن بھی قرآن میں آئے ہیں جیسے کہ "محصنات غیر مسافحات" "محصنین غیر مسافحین" اور قسم دار عورت کو بھی آئے ہیں جیسے کہ "والمحصنات من النساء" تفسیر کبیر میں لکھا ہے "یقال امرأة محصنة اذا کانت ذات زوج" پس حضرت مریم کی نسبت احصنت کا لفظ زیادہ تر صاحب زوج ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

نفخ روح حضرت عیسیٰ میں کچھ دلیل اُن کے بن باپ ہونے کی نہیں ہو سکتی۔ تمام انسانوں کی نسبت خدا تعالیٰ نے نفخ روح کہا ہے جیسے کہ سورہ تنزیل میں فرمایا ہے "خلق الانسان من طین ثم جعل نسلہ من سلالۃ من ماء مھین ثم سواہ و نفخ فیہ من روحہ" پس جس طرح کہ اور تمام انسانوں میں اللہ اپنی روح نفخ کرتا ہے اسی طرح حضرت عیسیٰ میں بھی کی تھی۔

سورہ آل عمران میں ہے "ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل ادم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون" اس آیت سے بھی حضرت عیسیٰ کا بن باپ کے پیدا ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ وفد نجران جب آنحضرت صلعم پاس آیا اور حضرت عیسیٰ کے ابن اللہ ہونے پر یہ دلیل لائے کہ وہ بن باپ کے پیدا ہوئے ہیں اس لئے خدا کے بیٹے ہیں اس دلیل کے رد کرنے کو یہ آیت نازل ہوئی۔ اگر یہ روایت صحیح مانی جاوے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آنحضرت صلعم نے حضرت عیسیٰ کا بن باپ کے پیدا ہونا تسلیم کیا ہو کیونکہ یہ دلیل بطور دلیل الزامی کے ہے دلیل الزامی میں اس سے بحث نہیں ہوتی کہ جو مقدمہ مخالف نے قائم کیا ہو وہ صحیح ہے یا غلط، بلکہ اُس کے مقابلہ میں ایک اور مقدمہ مسلمہ پیش کیا جاتا ہے جس سے مخالف کی دلیل باطل ہو جاتی ہے۔ پس اس مقام پر دلیل الزامی اس طرح پر قائم ہوتی ہے کہ اگر بالفرض تم بوجہ بن باپ کے پیدا ہونے کے حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا مانتے ہو تو حضرت آدم کو جو بن ماں باپ کے پیدا ہوئے تھے بدرجہ اولیٰ خدا کا بیٹا ماننا چاہیئے اور جبکہ تم حضرت آدم کو خدا کا بیٹا نہیں مانتے تو حضرت عیسیٰ کو صرف بن باپ کے ہونے سے کیوں خدا کا بیٹا مانتے ہو۔

[illegible] مثل سے حضرت آدم اور حضرت عیسیٰ میں مماثلت مراد ہے تو وہ مماثلت [illegible]

وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ ۞ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

میں تو ہو نہیں سکتی کیونکہ حضرت آدم مٹی سے یا پانی سے پیدا ہوئے تھے، اور وہ نہ نو مہینے کسی عورت کے پیٹ میں رہے اور نہ مثل ایسے انسانوں کے جو نطفہ سے پیدا ہوتے ہیں اُن کا حالت نطفہ سے جنین ہونے تک نشوونما ہوا، برخلاف حضرت عیسٰی کے پس حضرت عیسٰی اور حضرت آدم کی پیدایش میں تو کسی طرح مماثلت نہیں ہو سکتی، اور اگر یہہ کہا جاوے کہ صرف باپ نہ ہونے میں مماثلت ہے تو یہہ بھی نہیں ہو سکتا، اسلئے کہ اول یہہ بات ثابت ہونی چاہیے کہ حضرت عیسٰی بن باپ کے پیدا ہوئے تھے جب یہہ بات ثابت ہو جاوے تو بن باپ پیدا ہونے میں مماثلت کا دعویٰ ہو سکتا ہے، حالانکہ اُن کا بے باپ کے پیدا ہونا ابھی تک ثابت نہیں ہے۔ پس اگر مماثلت ہے تو یا تو نفخ روح میں ہے کہ حضرت آدم کی نسبت بھی کہا ہے کہ "نفخت فیہ من روحی" اور حضرت عیسٰی کی نسبت کہا ہے "فنفخنا فیہ من روحنا" اور یا صرف مخلوق ہونے میں ہے کہ جسطرح آدم خدا کے بندے اور مخلوق تھے اسیطرح حضرت عیسٰی بھی خدا کے بندے اور مخلوق ہیں، اور اِسکی تائید قرآن مجید سے ہوتی ہے جہاں خدا نے فرمایا ہے "لن یستنکف المسیح ان یکون عبد اللہ" پس کوئی وجہ نہیں ہے کہ اِس آیت سے حضرت مسیح کے بن باپ ہونے پر استدلال کیا جاوے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں ہر جگہہ حضرت عیسٰی کو ابن مریم کہا گیا ہے اگر اُنکے کوئی باپ ہوتا تو اُنکی نسبت باپ کی طرف منسوب کی جاتی نہ ماں کی طرف مگر یہہ دلیل نہایت بودی ہے کیونکہ جب قرآن نازل ہوا تو حضرت عیسٰی یہود اور نصاریٰ دونوں میں ابن مریم کے لقب سے مشہور تھے، وہی مشہور لقب اُن کا قرآن میں بھی بیان کیا ہے اِس سے اُن کا بے باپ کے پیدا ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

(۴۸) حضرت مسیح کے واقعات میں جیسے کہ آپکی ولادت کا مسئلہ بحث طلب ہے ویسا ہی آپکی وفات کا مسئلہ بھی غور کے لایق ہے یہودی یقین کرتے ہیں کہ اُنھوں نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو صلیب پر چڑھا کر قتل کر ڈالا

[illegible]

... مناسب کر نیوالوں سے بہتر ہے (۴) جب خدا نے کہا اے عیسیٰ بیشک میں

تجھکو مار نیوالا ہوں اور اپنے پاس اٹھا لینے والا ہوں اور تجھکو پاک کرنیوالا ہوں اُن لوگوں

سے جو کافر ہوئے اور کرنیوالا ہوں اُن لوگوں کو جنہوں نے تیری تابعداری کی برتر اُن پر جو کافر ہوئے

قیامت کے دن تک

عیسائی یقین رکھتے ہیں کہ یہودیوں نے انکو صلیب پر چڑھایا اور وہ صلیب ہی پر مر گئے پھر صلیب پر سے اتار کر قبر میں دفن کیا پھر وہ جی اُٹھے جیسے مسلمین کا یہ اعتقاد ہے کہ وہ صلیب پر چڑھائے بھی نہیں گئے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ پر الحاد کا اور یہودی شریعت کے مسائل مقررہ سے پھر جانے کا الزام لگایا تھا۔ انجیل یوحنا کے ساتویں باب کی بارھویں آیت میں لکھا ہے کہ "لوگوں میں اُسکی (یعنی حضرت عیسیٰ کی) بابت بہت تکرار تھی بعضے کہتے تھے کہ وہ نیک ہے اور کتنے کہتے تھے کہ نہیں بلکہ وہ لوگوں کو گمراہ کرتا ہے" اور متی انجیل کے باب ۲۶ آیت ۶۵ میں لکھا ہے کہ "سردار امام نے اپنے کپڑے پھاڑ کر کہا کہ یہہ (یعنی حضرت عیسیٰ) کفر کہہ چکا ہے اب ہمکو اور گواہوں کی کیا درکار ہے دیکھو اب تمنے اُسکا کفر بکنا سُنا"

یہودی شریعت میں جیسے کہ توریت کی کتاب احبار باب ۲۴ ورس ۱۴ اور کتاب استثنا باب ۱۳ سے پایا جاتا ہے الحاد یا الحاد کی سزا سنگسار کرنا تھا۔ مگر اُس زمانہ میں رومیوں کی سلطنت تھی اور وہ یہودی شریعت سے مرتد ہونیکے جرم میں کسیکو سنگسار نہیں کرتے تھے۔ اسلئے یہودیوں نے حضرت عیسیٰ پر بادشاہ وقت سے باغی ہونے کی تہمت لگائی اور پلاطس سے کہا کہ وہ اپنے تئیں یہودیوں کا بادشاہ کہتا ہے لوگوں کو ورغلاتا ہے اور قیصر کو خراج دینے سے منع کرتا ہے جرم بغاوت کی سزا صلیب پر چڑھا کر مار ڈالنا تھی اسلئے یہودیوں نے پلاطس سے جو وہاں کا حاکم تھا درخواست کی کہ وہ صلیب پر چڑھا دیا جاوے۔

واقعہ صلیب کے بعد مختلف فرقوں نے مختلف رائیں اُسکی نسبت قائم کیں یہودی اپنی شیخی سے یہ دعویٰ کرتے تھے کہ ہمنے حضرت عیسیٰ کو شریعت کے بموجب پہلے سنگسار کرکے قتل کر ڈالا اور پھر صلیب پر لٹکا دیا عیسائی [illegible] تسلیم نہیں کرتے جو در حقیقت غلط بھی ہے مگر صلیب پر چڑھا کر مار ڈالنا تسلیم کرتے ہیں اور

[illegible]

إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿٥٥﴾ فَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَأُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا

دعویٰ کرتے ہیں کہ بعد اسکے حضرت عیسیٰ قبر میں دفن کئے گئے اور پھر وہاں میں سے جی اُٹھے اور حواریوں سے ملے اور پھر زندہ آسمان پر چلے گئے اور اپنے باپ یعنی خدا کے دائیں ہاتھ پر جا بیٹھے۔ بعض قدیم عیسائی فرقے جنکو حضرت عیسیٰ کا صلیب پر چڑھایا جانا نہایت ناگوار تھا حضرت عیسیٰ کے صلیب پر چڑھائے جانے سے قطعاً منکر تھے بعضے کہتے تھے کہ شمعون قرینی صلیب پر چڑھایا گیا اور بعض کہتے تھے کہ یہودا اسکریوطی شمعون وہ شخص ہے جو صلیب لیکر جاتے بیگار میں پکڑا گیا تھا اور یہودا وہ شخص ہے جسنے مخبری کر کے حضرت عیسیٰ کو پکڑوا دیا تھا۔

مسلمان مفسروں کی عادت ہے کہ پرانے قصوں میں بغیر تحقیقات اصلیت کے اور بلا غور کرنے کے مقصد قرآن مجید پر جہاں تک ہو سکتا ہے یہودیوں اور عیسائیوں کی روایتوں کو لے لیتے ہیں۔ انہوں نے پچھلی روایت کو زیادہ موجب سمجھا اور ظاہری الفاظ قرآن مجید کو اُسکے مناسب پایا اسلئے انھوں نے پچھلی روایت کو اختیار کیا اور قرآن مجید کے ایک لفظ کی بنا پر جسکو ہم آگے بیان کرینگے یہہ قرار دیا کہ شمعون یا یہودا کی صورت بدل کر بعینہ حضرت عیسیٰ کی سی صورت ہو گئی تھی اور یہودیوں نے اسکو حضرت عیسیٰ جانکر صلیب پر چڑھا دیا تھا اور وہ زندہ آسمان پر چلے گئے تھے۔

ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے آسمان پر جانے میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے اعتقاد میں چنداں تفاوت نہیں ہے کیونکہ دونوں حضرت عیسیٰ کے زندہ آسمان پر چلے جانے کا اعتقاد رکھتے ہیں، مگر درحقیقت یہہ ایک مسئلہ ہے جو دونوں مذہبوں میں نہایت مختلف ہے۔ عیسائی مذہب میں حضرت عیسیٰ کے صلیب پر چڑھائے جانے اور صلیب ہی پر جان دینے کا اعتقاد رکن اعظم ایمان ہے کیونکہ اُن کے اعتقاد میں انسانوں کی نجات صرف حضرت عیسیٰ کے فدیہ ہونے یعنی صلیب پر جان دینے میں منحصر ہے۔ جو کوئی اس امر کا اعتقاد نہ کرے وہ موجودہ عیسائی مذہب کے مطابق عیسائی نہیں ہے اور نجات کا مستحق ہے! پس مسلمانوں کا یہہ اعتقاد کہ حضرت عیسیٰ بغیر صلیب پر چڑھائے زندہ آسمان پر چلے گئے موجودہ عیسائی مذہب کے بالکل برخلاف ہے۔

[illegible] میری طرف ہے تم کو پھر آنا پھر میں فیصلہ کرونگا تم میں جس بات میں تم جھگڑتے تھے ۞ پھر جو لوگ کافر ہوئے اُن کو عذاب دونگا عذاب سخت۔

اِس واقعہ پر بحث کرنے سے پہلے ہمکو مناسب ہے کہ صلیب دینے کی نسبت کچھ بیان کرین کہ وہ کیونکر دی جاتی تھی اور کسطرح اُس پر جان نکلتی تھی۔ جاننا چاہیئے کہ صلیب بطور چلیپا کے اِس شکل کی ہوتی تھی۔ اُس پر چڑھانیکا طریق یہہ تھا کہ انسان کے دونون ہاتھ اُن لکڑیون پر جو یمین و یسار میں اِس پھیلاتے تھے اور اُسکی ہتھیلیون کو اُن لکڑیون سے ملا کر آہنی کیلین ٹھوک دیتے تھے۔ جہان گول نشان ہے وہان ایک مضبوط لکڑی لگی ہوتی تھی جو دونون ٹانگون کے بیچ مین رہتی تھی اور انسان اُس پر ٹِک جاتا تھا اِس سے غرض یہہ تھی کہ انسان بدن کے بوجھ سے نیچے نہ کھسکنے پاوے پھر دونون پاؤن کو اوپر تلے کرکے اور نیچے کی لمبی لکڑی پر رکھکر ایک لوہے کی میخ اسطرح ٹھوکتے تھے کہ دونون پاؤن کو توڑ کر لکڑی مین لگ جاتی تھی۔ اور کبھی پاؤن مین میخ نہیں ٹھوکتے تھے بلکہ رسی سے خوب جکڑ کر باندھ دیتے تھے صلیب پر چڑھا دینے سے انسان مر نہیں جاتا کیونکہ اُس کی صرف ہتھیلیان اور کبھی ہتھیلیان اور پاؤن زخمی ہوتے تھے۔ اُسکے مرنیکا سبب یہہ ہوتا تھا کہ چار چار پانچ پانچ دن تک اُسکو صلیب پر لٹکائے رکھتے تھے اور ہاتھ پاؤن کے چھیدون اور بھوک اور پیاس اور دھوپ کا صدمہ اٹھاتے اٹھاتے کئی دن مین مرتا تھا۔ چنانچہ اِسکی سند ٹیلوس کی شہادت سے جو کتاب مطیری کالن صفحہ ۱۱۱ مین اور اتیجیرس کی شہادت سے جو تفسیر انجیل متی مطبوعہ گوٹینگا زن صفحہ ۴۳ مین مندرج ہے اور ارنسٹ رینان کی کتاب صفحہ ۲۹۰ سے جو حضرت مسیح کے حالات مین لکھی ہے اور یوسی بیس کی تاریخ کلیسیا صفحہ ۲۹۱ سے بخوبی پائی جاتی ہے۔

اب اِسبات پر غور کرنی چاہیئے کہ حضرت عیسیٰ کو کسطرح صلیب پر چڑھایا تھا جس دن حضرت عیسیٰ صلیب پر چڑھائے گئے وہ جمعہ کا دن اور یہودیون کی عید فصح کا تہوار تھا [illegible]

اس میں کچھ شبہ نہیں کہ انکی ہتیلیوں میں کیلیں ٹھوکی گئیں مگر یہ امر مشتبہ ہے کہ پاؤن میں بھی کیلیں
ٹھوکی گئیں یا نہیں کیونکہ انجیل یوحنا میں صرف ہتیلیوں کے چھید ہونے کا ذکر ہے اور لوک کی انجیل
میں ہاتھ اور پاؤن دونوں کا مگر اس اختلاف سے جو اصل امر ہے اُس مین کچھ فرق پیدا نہیں ہوتا۔

عید فسح کے دن کے ختم ہونے پر یہودیون کا سبت شروع ہونے والا تھا، اور یہودی مذہب کی
رو سے ضرور تھا کہ مقتول یا مصلوب کی لاش قبل ختم ہونے دن کے یعنی قبل شروع ہونے سبت کے دفن
کردی جاوے مگر صلیب پر انسان اسقدر جلدی نہیں مرسکتا تھا، اسلئے یہودیون نے درخواست
کی کہ حضرت مسیحؑ کی ٹانگیں توڑدی جاویں تاکہ وہ فی الفور مرجاویں، مگر حضرت عیسیٰؑ کی ٹانگین توڑی نہیں
گئیں، اور لوگون نے جانا کہ وہ اتنی ہی دیر میں مر گئے۔ برچھی کا حضرت عیسیٰ کے پہلو میں اُن کے
زندہ یا مردہ ہونے کی شناخت کے لئے چبھونا صرف یوحنا کی انجیل مین ہے اور کسی انجیل میں نہیں ہے
اور نہ اُس وقت جبکہ حضرت عیسیٰ نے اپنے ہاتھون کے چھید حواریون کو دکھلائے پسلی کے چھید کا
دکھانا کسی انجیل میں لکھا ہے، اس لئے برچھی کا چبھونا نہایت مشتبہ ہے، معہذا اگر وہ صحیح بھی ہو تو
وہ بھی کوئی ایسا زخم جس سے فی الفور ہلاکت ہو متصور نہیں ہوسکتا جس طرح اُنکے ہاتھ پاؤن زخمی
تھے اسیطرح پسلی کے نیچے بھی ایک زخم تسلیم کیا جاوے۔

جبکہ لوگوں نے غلطی سے جانا کہ حضرت عیسیٰ درحقیقت مر گئے ہیں تو یوسف نے حاکم سے
اُنکے دفن کردینے کی درخواست کی، وہ نہایت متعجب ہوا کہ ایسے جلد مر گئے، اسقدر جلدی مرجانے
سے کچھ حاکم ہی کو تعجب نہیں ہوا بلکہ عیسائی بھی اُسکو ناممکن سمجھتے تھے اور اسلئے تیسری صدی
عیسوی میں جو عیسائی علما تھے اُنھون نے حضرت عیسیٰ کا اسقدر جلد صلیب پر مرنا آخرکار ایک معجزہ قرار دیا۔

جبکہ یوسف کو دفن کرنیکی اجازت مل گئی اور حضرت عیسیٰ صرف تین چار گھنٹے صلیب پر رہے
کسی کتاب سے نہیں معلوم ہوتا کہ کوئی رسم تجہیز و تکفین کی حضرت عیسیٰ کے ساتھ عمل میں آئی ہو بلکہ
یہ معلوم ہوتا ہے کہ یوسف نے انکو ایک لحد مین رکھا اور اُسپر ایک پتھر ٹکا دیا [illegible] بہت کم
[illegible] یوسف [illegible] اسلئے کہ احتمال ہے کہ حضرت عیسیٰ کے [illegible] دفن کرنے [illegible] درحقیقت [illegible]

[illegible] اور کوئی اُن کا رد کرنے والا نہ ہوگا (۴۹)

[illegible] رکھے اور وہ جانتا تھا کہ وہ مرے نہیں ہیں یا آنکہ درحقیقت انکو مردہ سمجھکر اُسنے لحد میں رکھدیا
تھا بہرحال رات کو وہ اُس لحد میں نہ تھے اور اُس سے پہلی بات کی تائید ہوتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے
کہ یہودیوں کو بھی شبہ تھا کہ وہ مر گئے ہیں یا نہیں اسلئے صبح کو یعنی بروز شنبہ انھوں نے حاکم
کی اجازت سے وہاں پہرہ متعین کردیا مگر اب کیا فائدہ تھا جو کچھ ہونا تھا وہ اس سے پہلے ہوچکا تھا۔
جب اس تمام واقعہ پر مورخانہ طور پر نظر ڈالی جاوے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عیسی صلیب
[illegible] نہ تھے بلکہ اُن پر ایسی حالت طاری ہوگئی تھی کہ لوگوں نے انکو مردہ سمجھا تھا۔ اس امر کی نظیرین
کہ صلیب پر سے لوگ زندہ اُترے ہیں تاریخ میں موجود ہیں۔ ڈاکٹر کلارک نے متی کی انجیل کی تفسیر میں
[illegible] ہے کہ ایسی کئی ایک مثالیں ہیں کہ شخص مصلوب کئی دن تک زندہ رہا ہے۔ هیروڈوٹس رومی مورخ
نقل [illegible] ہے کہ سنڈوکیس دارا کے حکم سے صلیب پر چڑھایا گیا اور پھر اُسکے حکم سے اُتارا گیا وہ زندہ رہا اور
[illegible] کر دیا گیا۔ یوسی فیس مورخ نے اپنے سوانح عمری میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ طیطوس بادشاہ کے
حکم سے بہت سے قیدی صلیب پر چڑھائے گئے اُن میں سے تین آدمی اُسکے ملاقاتی تھے اُسنے
بادشاہ سے انکی سفارش کی اور وہ صلیب پر سے اُتارے گئے اور اُن کا معالجہ کیا گیا، مگر اُن میں سے
دو آدمی مر گئے اور ایک شخص اچھا ہوگیا۔ حضرت عیسی تین چار گھنٹے کے بعد صلیب پر سے اُتار لیے گئے
تھے اور بہ طور پر یقین ہوسکتا ہے کہ وہ زندہ تھے، رات کو وہ لحد میں سے نکال لیے گئے اور وہ مخفی اپنے
مریدوں کی حفاظت میں رہے، حواریوں نے انکو دیکھا اور ملے اور پھر کسی وقت اپنی موت سے
مر گئے۔ بلاشبہ اُن کو یہودیوں کی عداوت کے خوف سے نہایت مخفی طور پر کسی نامعلوم مقام
میں دفن کر دیا ہوگا جو اب تک نامعلوم ہے اور یہ مشہور کیا ہوگا کہ وہ آسمان پر چلے گئے۔ حضرت
موسی کی وفات کے وقت بھی نہایت شبہ تھا کہ بنی اسرائیل جو پہاڑوں اور جنگلوں میں پھرتے پھرتے
[illegible] تھے اور حضرت موسی کے ہاتھ سے نہایت تنگ ہوگئے تھے حضرت موسی کی
[illegible] انکو ایک پہاڑ کی کھوہ میں [illegible] نامعلوم مقام پر دفن کیا تھا [illegible]
[illegible]

وَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۵۰﴾ ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَیْكَ مِنَ الْاٰیٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِیْمِ ﴿۵۱﴾ اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ

موافق قول خداوند وفات کرد و او را در روئے زمین صواب برابر بیت یہود دفن کرد و ہیچ کس از مقبرہ او تا بہ امروز واقف نیست" حضرت علی مرتضیٰ کا جنازہ بھی خوارج کے خوف سے اسیطرح مخفی طور پر دفن کیا گیا تھا حالانکہ خوارج کا خوف بہ نسبت یہودیوں کے بہت کم تھا، اور اسیطرح بعض فرق شیعہ نے حضرت علی مرتضیٰ کی نسبت بھی کہا تھا کہ وہ آسمان پر چلے گئے۔

اب ہمکو قرآن مجید پر غور کرنا چاہیئے کہ اُس میں کیا لکھا ہے۔ قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ کی وفات کے متعلق چار جگہہ ذکر آیا ہے۔

اول تو سورہ آل عمران میں اور وہ یہی آیت ہے جسکی ہم تفسیر لکھتے ہیں "کہ جب اللہ نے عیسیٰ سے کہا کہ بیشک میں تجھکو وفات دینے والا ہوں اور تجھکو اپنی طرف رفع کرنیوالا ہوں"

> اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی (آل عمران آیت ۴۸)

دوم۔ سورہ مائدہ میں جہاں فرمایا ہے کہ "جب اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ سے کہیگا کہ کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھکو اور تیری ماں کو خدا بناؤ تو حضرت عیسیٰ کہیں گے کہ میں نے اُن سے نہیں کہا بجز اُسکے جسکا تو نے مجھکو حکم دیا تھا کہ خدا کی عبادت کرو جو میرا و تمہارا پروردگار ہے اور جب تک میں اُن میں رہا اُنپر شاہد تھا پھر جب تو نے مجھکو وفات دی تو تو اُنپر نگہبان تھا اور تو ہر چیز پر گواہ ہے"

> ما قلت لهم الا ما امرتنی بہ ان اعبدوا اللہ ربی وربکم وکنت علیهم شهیدا ما دمت فیهم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم وانت علی کل شیء شهید (سورہ مائدہ آیت ۱۱۷)

سوم سورہ مریم میں جہاں فرمایا ہے کہ "جب حضرت مریم حضرت عیسیٰ کو علماء یہود سے کلام کرنے کو لے آئیں تو حضرت عیسیٰ نے کہا کہ میں خدا کا بندہ اور نبی ہوں مجھکو کتاب ملی ہے اور مجھکو حکم دیا ہے نماز کا اور زکوٰۃ کا جب تک کہ میں زندہ ہوں اور اپنی ماں کے ساتھ نیکی کرنیکا اور مجھکو جبار و شقی نہیں بنایا ہے اور مجھپر سلامتی ہے جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن کہ مرونگا اور جس دن کہ پھر [illegible]

> واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ ما دمت حیا وبرا بوالدتی ولم یجعلنی جبارا شقیا والسلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا۔ [illegible]

...لوگ جو ایمان لائے اور نیک کام کئے تو انکو پورا دیگا انکی اجرت اور اللہ دوست نہیں رکھتا ظالم کرنیوالوں کو (۵۷) یہ باتیں جو ہم تجھکو پڑھ سناتے ہیں نشانیوں میں سے ہیں اور ذکری ہوئی ٹھیک باتون میں سے (۵۸) بیشک عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک آدم کی سی مثال ہے۔

معنی بر درجه شرح

چہارم سورہ نساء مین جہان یہودیون کے کفر کے اقوال بیان کئے ہین وہان انکا یہ قول نقل کیا ہے کہ یہودی کہتے تھے کہ ہمنے عیسیٰ بن مریم رسول خدا کو قتل کر ڈالا حالانکہ نہ انھون نے انکو قتل کیا اور نہ صلیب پر مارا ولیکن انپر (صلیب پر مارے جانیکی) شبہہ کر دی گئی اور جو لوگ کہ اس میں اختلاف کرتے ہیں البتہ وہ اسبات میں شک میں پڑے ہیں انکو اسکا یقین نہیں ہے بجز گمان کی پیروی کے انھون نے انکو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے اپنے پاس انکو اٹھا لیا"

وقولهم انا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفي شك منه ما لهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه يقينا بل رفعه الله اليه۔ (سورہ نساء آیت ۱۵۶)

پہلی تین آیتون سے حضرت عیسیٰ کا اپنی موت سے وفات پانا علانیہ ظاہر ہے مگر چونکہ علماء اسلام نے بہ تقلید بعض فرق نصاریٰ کے قبل اسکے کہ مطلب قرآن مجید پر غور کرین یہ تسلیم کر لیا تھا کہ حضرت عیسیٰ زندہ آسمان پر چلے گئے ہیں اسلئے انھون نے ان آیتون کے بعض الفاظ کو اپنی غیر محقق تسلیم کے مطابق کرنیکی بیجا کوشش کی ہے۔

پہلی آیت میں صاف لفظ "متوفیک" کا واقع ہے جسکے معنی عموماً ایسے مقام پر موت کے لئے جاتے ہیں خود قرآن مجید سے اسکی تفسیر پائی جاتی ہے جہان خدا نے فرمایا ہے "اللہ یتوفی الانفس حین موتها" ابن عباس اور محمد ابن اسحاق نے بھی جیسے کہ تفسیر کبیر مین لکھا ہے المتوفیک کے معنی "ممیتک" کے لئے ہیں۔

دوسرا لفظ "توفیتنی" کا ہے جو دوسری آیت میں ہے اور جسکے صاف معنی یہ ہیں کہ جب تو نے مجھکو موت دی یعنی جب میں مر گیا اور ان میں نہیں رہا تو تو ان کا نگہبان تھا۔

تیسری اور چوتھی آیت میں لفظ "رفع" کا بھی آیا ہے جس سے حضرت عیسیٰ کی عزت [illegible]

ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿٥٩﴾ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ﴿٦٠﴾ فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا

یہ کہ اُنکے جسم کو اُٹھا لینے کا۔ تفسیر کبیر میں[1] بھی بعض علما کا قول لکھا ہے کہ لفظ "رفع" کا تعظیماً اور تفخیماً بولا گیا ہے۔

جن علما نے "متوفیک" کے معنی "ممیتک" کے قرار دیئے تھے اُنھوں نے قرآن مجید کے ٹھیک ٹھیک معنی سمجھے تھے اُن کا خیال تھا کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ کو قتل نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنی موت سے مرے مگر اُنھوں نے "رافعک" کے معنوں میں غلطی کی جو یہ خیال کیا کہ پھر زندہ ہو کر آسمان پر چلے گئے کیونکہ "رافعک" کے لفظ سے جیسا کہ ہمنے اوپر بیان کیا آسمان پر جانا لازم نہیں آتا تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ پر موت طبعی طاری کرنے سے مقصود یہ تھا کہ اُنکے دشمن اُنکو قتل نہ کرسکیں۔ وہب کا یہ قول ہے کہ وہ تین گھنٹے تک مردہ رہے اور محمد ابن اسحاق کا قول ہے کہ سات گھنٹے تک پھر زندہ ہوئے اور آسمان پر چلے گئے، اور ربیع ابن انس کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اُٹھاتے وقت موت دی۔

متوفیک ای ممیتک وھو مروی عن ابن عباس و محمد ابن اسحق قالوا والمقصود ان لا یصل اعداؤہ من الیھود الی قتلہ ثم انہ بعد ذلک اکرمہ بان رفعہ الی السماء ثم اختلفوا علی ثلاثۃ اوجہ احدھا قال وھب توفی ثلاث ساعات ثم رفع ثانیھا قال محمد ابن اسحاق توفی سبع ساعات ثم احیاہ اللہ ورفعہ الثالث قال الربیع بن انس انہ تعالیٰ توفاہ حین رفعہ الی السماء قال تعالیٰ اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا (تفسیر کبیر)

بہر حال ان اقوال سے اسقدر ثابت ہوا کہ بعض علما اس بات کے قائل ہوئے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کو موت طبعی طاری ہوئی، اور بعض علما نے رفع کے لفظ سے حضرت عیسیٰ کے جسم کا آسمان پر اُٹھا لینا مراد نہیں لیا، بلکہ اس سے اُنکی قدر و منزلت مراد لی ہے پس جب ان دونوں قولونکو تسلیم کیا جاوے تو جو ہم بیان کرتے ہیں وہی پایا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کو یہودیوں نے نہ سنگسار کر کے قتل کیا نہ صلیب پر قتل کیا بلکہ وہ اپنی موت سے مرے اور خدا نے اُن کے درجہ اور مرتبہ کو مرتفع کیا۔

[1] ... انی رافعک الی ان الله اجاء الی محل کرامتی وجعل ذلک رفعاً الیہ للتفخیم والتعظیم ومثلہ قولہ انی ذاھب الی ربی وانما ذھب ابراھیم صلوات الله علیہ من العراق الی الشام وقد یقول السلطان ارفعوا ھذا الامر الی القاضی ... الله ... المجاھدون جیران الله والمراد من کل ذلک التفخیم والتعظیم فکذا ھھنا

[illegible]

[illegible] حال میں [illegible] ہوتا ہے پھر کوئی تعجب نہیں اس بات میں کہ [illegible] یعنی حضرت [illegible] دنیا ہی میں [illegible] بعد اسکے کہ تجھکو [illegible] بلا لیا ہے تو دیکھ کہ بلا دیں ہم اپنے بچون کو۔

[illegible] سے یعنی "ما دمت فیھم" اسکے صاف معنی ہیں کہ جبتک [illegible] زندہ تھا، اور اس کی سند خود قرآن مجید کی دوسری آیت میں موجود ہے جہاں فرمایا ہے "ما دمت حیا" پس صاف ظاہر ہے کہ جو معنی "حیا" کے ہیں وہی معنی "فیھم" کے ہیں، اسکے بعد ہے "فلما توفیتنی" تو اس سے اور بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اس لفظ سے حیا ہی مراد تھی اور مطلب بالکل صاف ہوجاتا ہے کہ جب تک میں اُن میں تھا یعنی زندہ تھا تو میں اُن پر شاہد تھا جب تو نے مجھے موت دی تو تو انکا نگہبان رہا۔ پس اِن دونوں آیتوں میں اس دنیا ہی میں حضرت عیسیٰ کا زندہ رہنا اور اس دنیا ہی میں اپنی موت سے مرنا بخوبی ظاہر ہوتا ہے۔

اب باقی رہی چوتھی آیت، مگر جب یہ تحقیق ہوگیا کہ یہودی یہ دعویٰ کرتے تھے کہ ہمنے حضرت عیسیٰ کو سنگسار کرکے قتل کیا تھا، اور عیسائی یہ یقین کرتے تھے کہ یہودیون نے صلیب پر حضرت عیسیٰ کو قتل کیا تھا، حالانکہ یہہ دونوں باتیں غلط تھیں، وہ سنگسار تو ہرگز نہیں ہوئے، صلیب پر البتہ لٹکائے گئے مگر صلیب پر مرے نہیں۔ اِن دونوں اعتقادون کے رد کرنے کو خدا نے فرمایا کہ "ما قتلوہ وما صلبوہ" پہلے "ما" نافیہ سے نفس قتل کا سلب ہوتا ہے اور دوسرے سے کمال صلیب کا یعنی صلیب پر چڑھانے کی تکمیل اسی وقت تھی جب صلیب کے سبب موت واقع ہوتی، حالانکہ صلیب سے موت واقع نہیں ہوئی۔ "ولکن شبہ لھم" سے اور زیادہ تشریح اِس مطلب کی ہوتی ہے۔ تشبیہ میں چار چیزیں ہوتی ہیں، ایک مشبہ، ایک مشبہ بہ، ایک وجہ تشبیہ، ایک مشبہ لہ۔ اِس آیت میں صرف دو چیزیں بیان ہوئی ہیں، ایک مشبہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ دوسری مشبہ لہم یہودی تھے۔ اور وجہ شبہ قتل حضرت مسیح تھے۔ مشبہ بہ قرآن میں مذکور نہیں ہے [illegible] بعض عیسائی فرقون کا یہہ قول پایا کہ شمعون یا یہودا صلیب پر چڑھایا گیا تھا [illegible] کے یہہ معنی [illegible] لے اور یہودا یا شمعون کو مشبہ اور حضرت عیسیٰ کو مشبہ بہ [illegible] یہودا یا شمعون [illegible]

وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ ﴿۶۱﴾

تبدیل صورت کو وجہ تشبیہ قرار دیدیا حالانکہ یہان صرف مشبہ بہ محذوف ہے "مردہ" "موتیٰ" ہی اور وجہ تشبیہ وہ حالت ہے جو حضرت عیسیٰ پر طاری ہوئی تھی جس کے سبب وہ مردہ تصور ہونے تھے پس تقدیر آیت کی یہ ہے کہ "وما صلبوہ ولکن شبہ لھم بالموتیٰ"۔ اسکی زیادہ تصریح اسی آیت کے اگلے لفظون سے ہوتی ہے جہان خدا نے فرمایا ہے کہ "جو لوگ اس مین اختلاف کرتے ہیں وہ شک میں ہیں اُن کو کچھ علم نہیں ہے بجز گمان کی پیروی کے" اور پھر اسکے بعد تاکیداً اور یقیناً فرمایا کہ "انہون نے عیسیٰ کو قتل نہیں کیا" اور اس مقام پر صلیب کا کچھ ذکر نہیں کیا بلکہ صرف قتل کی نفی کی اور اس سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ اوپر جو صلیب کی نفی کی تھی اُس سے نفی قتل بالصلیب مراد تھی نہ مطلق صلیب کی۔ ثم اماتہ اللہ باجل مسمی ورفعہ الیہ کما قال اللہ تعالیٰ انی متوفیک

انہی باتوں پر آنحضرت صلعم نے عیسائی عالموں سے مباہلہ چاہا جس سے ایک نہایت عمدہ طور پر فطرت انسانی ظاہر ہوتی ہے۔ تمام اہل مذہب خواہ صحیح مذہب رکھتے رہون یا غلط دو قسم کے ہوتے ہیں جہلا اور علما۔ جہلا کا یقین مذہبی باتوں پر نہایت پختہ اور مستحکم ہوتا ہے اور جو کچھ اُنھون نے سمجھا ہے یا سیکھا ہے اُسکے سوا وہ اور کچھ نہیں جانتے اور کوئی شبہ اُنکے دل میں نہیں ہوتا اُنکی مثال اندھے آدمی کی سی ہے کہ وہ اُس رستہ پر جو اُسکو کسی نے بتلا دیا ہے چلا جاتا ہے اور اُسکے ٹھیک ہونے پر یقین رکھتا ہے اور خود نہیں جانتا کہ درحقیقت یہ راستہ اُسی جگہ جاتا ہے جہان اُسکو جانا ہے یا نہیں پھر اگر کسی نے کہدیا کہ میان اندھے آگے گڑھا ہے یا دیوار ہے تو وہ بغیر کسی شک کے اُس پر یقین کر لیتا ہے اور پھر جاتا ہے پھر جسنے جو راہ بتائی اُسطرف ہو لیا یہی جہلائے اہل مذہب کا حال ہے جس مذہب میں وہ ہیں اُنکو اُس پر ذرا بھی شبہہ نہیں۔ مگر علما کا حال اُسکے برخلاف ہوتا ہے گو وہ بھی مذہب کی پیروی کرتے ہیں اور جس مذہب میں وہ ہیں اُسکو سچ کہتے ہیں اور دل میں بھی پختہ یقین رکھتے ہیں مگر اُنکا دل شبہ سے خالی نہیں ہوتا۔ وہ مذہب کے ہزارون مسئلوں کو سچ کہتے ہیں مگر اُنکی عقل اُنکو قبول نہیں کرتی اُنکا علم

اور تمھارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمھاری عورتوں کو، اور خود ہم بھی اور تم خود بھی اکٹھے ہوں، پھر سب عاجزی سے دعا کریں کہ جھوٹوں پر خدا کی لعنت پڑے (۶۱)

اُن کے ویسے ہی ہونے پر اُنکی تصدیق نہیں کرتا، اور جب وہ اُس پر سچا یقین نہیں کر سکتے تو اپنے دلکو سمجھاتے ہیں کہ گو یہہ بات عقل سے اور سمجھ سے دور ہو مگر مذہب کی رو سے ہمکو یوں ہی ماننا اور اُس پر یقین کرنا ضرور ہے۔ پس درحقیقت اُن پر اُنکو سچا یقین نہیں ہوتا، دل میں ایک کانٹا کھٹکتا رہتا ہے اور جسپر اُنکو حقیقی یقین نہیں ہوتا اُس پر یقین جمانا چاہتے ہیں۔ علمای عیسائی جو حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہتے تھے اور مرنے کے بعد جی اُٹھنے کا اعتقاد رکھتے تھے یہہ بھی ایسی ہی باتیں تھیں جنکو وہ مذہبًا مانتے تھے اور مذہبًا اُس پر اعتقاد رکھتے تھے مگر سچائی سے دل نہیں مانتا تھا۔ فطرت انسانی میں یہہ بات ہے کہ جو سچا شبہ اُسکے دل میں ہوتا ہے وہ دور کرنے سے دور نہیں ہوتا اور یقین جمانے سے یقین نہیں بیٹھتا، بلکہ وہ شبہ جب ہی دور ہوتا ہے جب حقیقتًا دور ہو جاوے اور یقین جب ہی آتا ہے جب کہ حقیقتًا یقین آجاوے۔ ایسی حالت میں کوئی شخص ایسی بات کرنے پر فطرتًا آمادہ نہیں ہو سکتا جو اُسکے دل میں کھٹکنے والے شبہہ کے برخلاف ہو۔ اِسی لئے علمای عیسائی سے جہلاء عیسائی سے کہا گیا کہ اگر تم اُس پر سچا یقین رکھتے ہو تو مباہلہ کرو، اور ظاہر ہو گیا کہ جسکے دل میں کھٹکنے والا شبہہ اُس پر آمادہ نہیں کر سکتا، اور ثابت ہو گیا کہ خود علمای عیسائی کو حضرت عیسیٰ کے ابن اللہ ہونے اور مر کے جی اُٹھنے پر سچا یقین نہیں تھا، اور میں کہہ سکتا ہوں کہ اب بھی بجز ایسے یقین کے جو مذہبًا ہوتا ہے سچا یقین نہیں ہے

ہم اہل اسلام کو بھی اِن باتوں سے بری نہیں سمجھتے ہزاروں مسلمان اسوقت موجود ہیں جو بہت سے مسئلوں پر صرف اسوجہ سے یقین رکھتے ہیں کہ مذہبًا اُنپر یقین رکھنا چاہیئے مگر وہ دل میں کھٹکنے والا شبہہ اُنکے دل میں موجود ہے البتہ اسلام میں ایسے علماء و اہل السلف گذرے ہیں جنھوں نے درحقیقت مذہب اسلام پر غور و فکر کی اور جو تمام شبہات اُنکے دل میں وہ دور ہو گئے ہیں اور حقیقتًا اُنکے دل میں یقین آیا ہے ایسے محققین کو ہمیشہ لوگوں نے کافر کہا ہے اور اب بھی کہتے ہیں مگر کچھ شبہہ نہیں کہ خدا کے سامنے اُنکے کفر کے مقابلہ میں ہم مسلمانوں کا ایمان ہیچ ہے ہم بھی ان[illegible]

إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا اللَّهُ ۚ وَإِنَّ اللَّهَ
لَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٥٥﴾ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِالْمُفْسِدِينَ ﴿٥٦﴾
قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا
نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا
أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ﴿٥٧﴾
يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تُحَاجُّونَ فِي إِبْرَاهِيمَ وَمَا أُنْزِلَتِ التَّوْرَاةُ
وَالْإِنْجِيلُ إِلَّا مِنْ بَعْدِهِ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٥٨﴾ هَا أَنْتُمْ هَٰؤُلَاءِ حَاجَجْتُمْ
فِيمَا لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَاجُّونَ فِيمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ
وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٥٩﴾ مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا
وَلَٰكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٦٠﴾ إِنَّ
أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا ۗ
وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٦١﴾ وَدَّتْ طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ
يُضِلُّونَكُمْ وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿٦٢﴾
يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَأَنْتُمْ تَشْهَدُونَ ﴿٦٣﴾

اس میں کچھ شک نہیں کہ یہی وہ سچے قصے ہیں اور نہیں کوئی خدا بجز اللہ کے اور بیشک اللہ
وہی زبردست ہے حکمت والا (۵۵) پھر اگر وہ (اسطرح کو سنا ڈالنے سے) پھر جاویں تو سب
کچھ ضائع ہو جاویگا کیونکہ بات وہ کہتے ہیں جسکا انکو یقین نہیں تو بے شک اللہ جانتا ہے
مفسدوں کو (۵۶) کہدے اے پیغمبر کہ اے اہل کتاب (یعنی اے عیسائیوں) آؤ ایک
بات پر جو ہم میں اور تم میں یکساں ہے کہ ہم کسی کی پرستش نہ کریں بجز خدا کے اور ہم کسی چیز
کو اُسکے ساتھ شریک نہ کریں اور نہ ٹھیرادیں آپس میں ایک دوسرے کو (اپنا) رب خدا کے
سوا پھر اگر وہ (اس بات سے) پھر جاویں تو اُن سے کہدو کہ تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں (۵۷)
اے کتاب والوں تم کیوں جھگڑتے ہو ابراہیم پر اور کیا توریت اور انجیل اُسکے بعد نہیں
اوتری کیا تم سمجھتے نہیں (۵۸) ہان تم وہ لوگ ہو کہ تمنے ایسی بات میں جھگڑا کیا جسکو تم جانتے
تھے (یعنی اُن باتوں پر جو توریت میں موجود تھیں) پھر کیوں جھگڑتے ہو ایسی بات پر جسکو نہیں جانتے
(یعنی جو توریت میں بھی نہیں ہے) اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (۵۹) ابراہیم نہ یہودی تھا اور نہ نصرانی
و لیکن تھا خالص (حنیف) مسلمان اور مشرکوں میں سے نہ تھا (۶۰) بلاشبہ لوگوں میں سب سے
زیادہ دوست ابراہیم کے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اُسکی پیروی کی اور یہ نبی (یعنی محمد صلعم) اور
وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور اللہ دوست ہے ایمان والوں کا (۶۱) چاہتا تھا ایک گروہ
اہل کتاب کا انکو گمراہ کرے اور وہ گمراہ نہیں کرتے مگر اپنے آپکو اور نہیں سمجھتے (۶۲) اے
کتاب والو تم کیوں کفر کرتے ہو اللہ کی نشانیوں کے ساتھ اور تم جانتے ہو (۶۳)

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ
تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٤﴾ وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْۤ
اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْۤا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ
يَرْجِعُوْنَ ﴿٦٥﴾ وَلَا تُؤْمِنُوْۤا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى
هُدَى اللّٰهِ اَنْ يُّؤْتٰۤى اَحَدٌ مِّثْلَ مَاۤ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ
قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ
عَلِيْمٌ ﴿٦٦﴾ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ
الْعَظِيْمِ ﴿٦٧﴾ وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ
يُّؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ اِلَّا
مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ﴿٦٨﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِى
الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٩﴾
بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿٧٠﴾ اِنَّ
الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا
خَلَاقَ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

کتاب والو تم کیوں ملا دیتے ہو سچ میں جھوٹ اور کیوں چھپاتے ہو سچ بات کو اور تم
جانتے ہو ﴿۶۴﴾ اہل کتاب میں سے ایک گروہ نے (آپس میں) کہا کہ ان لوگوں پر (یعنی مسلمانوں
پر) جو اترا ہے اس پر ایمان لے آؤ دن چڑھتے ایمان لاؤ اور دن اترتے انکار کرو شاید وہ بھی
(یعنی جو مسلمان ہو گئے ہیں) پھر جاویں ﴿۶۵﴾ اور دل میں ایمان نہ لاؤ مگر اسی پر جو تمہاری
دین کی پیروی کرے کہدے اے پیغمبر کہ ہدایت اللہ کی ہدایت ہے کہ دیا جا سکتا ہی
ہر کوئی ایسی ہی جیسی تم کو دی گئی ہے (یعنی جسطرح شریعت موسوی دی گئی ہے اسیطرح
شریعت محمدی دی گئی ہے) یا تم سے تمہارے پروردگار کے پاس (اس بات پر کہ موسی
کو شریعت کیوں دی گئی) جھگڑا کرینگے (پھر تم محمد صلعم کو شریعت ملنے پر کیوں جھگڑتے ہو)
کہدے (اے پیغمبر) بیشک فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے دیتا ہے جسکو چاہتا ہے
اور اللہ وسیع نعمت والا ہے جاننے والا ﴿۶۶﴾ مخصوص کرتا ہے اپنی رحمت سے
جسکو چاہتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے ﴿۶۷﴾ اور اہل کتاب میں سے بعضا ایسا
ہے کہ اگر تو اسکے پاس سونے کا ڈھیر امانت رکھدے تو تجھکو پھیر دیوے اور ان میں سے بعضا
ایسا ہے اگر تو اسکے پاس ایک دینار امانت رکھدے تو تجھکو پھیر نہ دے جب تک کہ تو اسکے
(سر) پر کھڑا نہ رہے ﴿۶۸﴾ یہ بات اس لئے ہے کہ انھوں نے کہا کہ جاہلوں کو ہم پر دعوی
کرنے کی کوئی راہ نہیں اور جھوٹ بولتے ہیں اللہ پر اور وہ جانتے ہیں ﴿۶۹﴾ (بات یوں
نہیں ہے) بلکہ جو کوئی پورا کرے اپنا اقرار اور پرہیزگاری کرے تو بے شک اللہ دوست
رکھتا ہے پرہیزگاروں کو ﴿۷۰﴾ اس میں کچھ شک نہیں کہ جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں
کو تھوڑی سی قیمت کے بدلے بیچتے ہیں وہ وہی لوگ ہیں جنکے لئے آخرت میں کچھ حصہ نہیں
اور قیامت کے دن نہ ان سے اللہ بات کریگا اور نہ انکی طرف نگاہ کریگا

وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٧٧﴾ وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلْوُونَ
أَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ
يَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَيَقُولُونَ عَلَى
اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٧٨﴾ مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللّٰهُ
الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِي مِنْ
دُونِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُونُوا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتٰبَ وَبِمَا
كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ ﴿٧٩﴾ وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ
أَرْبَابًا أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴿٨٠﴾ وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ
مِيثٰقَ النَّبِيّٖنَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتٰبٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُولٌ
مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ ءَأَقْرَرْتُمْ
وَأَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا
وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشّٰهِدِينَ ﴿٨١﴾ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَأُولٰٓئِكَ
هُمُ الْفٰسِقُونَ ﴿٨٢﴾ أَفَغَيْرَ دِينِ اللّٰهِ يَبْغُونَ وَلَهُ أَسْلَمَ مَنْ
فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَإِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ﴿٨٣﴾

[illegible] اور انکے لئے دکھ دینے والا عذاب ہے (۷۱) اور بیشبہ انہی میں سے
وہ لوگ ہیں جو کتاب (یعنی توریت) پڑھنے میں اپنی زبانوں کو پلیٹ دیتے ہیں تاکہ تم جانو کہ وہ
(چھپا ہوا لفظ بھی) کتاب (یعنی توریت) میں سے ہے اور وہ کتاب میں سے نہیں ہے
اور کہتے ہیں کہ وہ بھی اللہ کے پاس سے نازل ہوا ہے اور وہ اللہ کے پاس سے نہیں
نازل ہوا) ہے اور جھوٹ بولتے ہیں اللہ پر اور وہ جانتے ہیں (۷۲) کوئی انسان نہیں کر سکتا
کہ خدا تو اسکو کتاب و حکمت اور نبوت دے پھر وہ لوگوں سے کہے کہ تم میرے بندے
ہو جاؤ سوائے خدا کے مگر (یہہ کہیگا کہ) ہو جاؤ اللہ والے کتاب (اللہ) کے سکھانے
سے اور (کتاب اللہ کے) پڑھتے رہنے سے (۷۳) اور تم کو یہہ نہ کہیگا کہ تم ٹھیراؤ فرشتوں کو
اور نبیوں کو پروردگار کیا وہ تم کو کفر کرنے کو کہیگا بعد اسکے کہ تم مسلمان ہو گئے (۷۴)
اور جبکہ اللہ نے نبیوں سے پکا عہد لے لیا تھا جس وقت کہ میں نے (یعنی اللہ نے)
تمکو (یعنی نبیوں کو) کتاب و حکمت دی۔ پھر (اے اہل کتاب) تمہارے پاس رسول
آیا سچ بتاتا ہوا اُس کو جو تمہارے پاس ہے تو چاہیے کہ تم اُس پر ایمان لاؤ اور چاہیے
کہ اسکی مدد کرو۔ خدا نے (نبیوں سے) کہا کہ کیا تم نے اقرار کیا اور تم نے اس بات پر
میرے عہد کا بوجھ اٹھا لیا بولے کہ ہم نے اقرار کیا (خدا نے) کہا کہ تم شاہد رہو اور میں بھی تمہارے
ساتھ شاہد ہوں (۷۵) پھر جو کوئی اُس سے پھر جاوے تو وہی لوگ فاسق ہیں (۷۶) پھر کیا خدا کے
دین کے سوا کوئی دوسرا دین) چاہتے ہیں اور اسی کی فرمانبرداری کرتے ہیں جو آسمانوں
میں اور زمین میں چار و ناچار اور اسی کے پاس پھر جاوینگے (۷۷)

[illegible] [illegible] مع النفس والتقدیر کی تواریانیین سبب کو تکم عالمین و معلمین [illegible]
[illegible] تفسیر کبیر
[illegible] [illegible] اعطیتکم (تفسیر [illegible])

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۸۵﴾ كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۶﴾ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۷﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۸۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ

اور اے پیغمبر کہہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اُس پر جو ہم پر اُتارا گیا اور اُس پر جو ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اُس کے پوتوں پر اُتارا گیا اور اُس پر جو موسیٰ اور عیسیٰ اور تمام نبیوں کو اُن کے پروردگار کے پاس سے دیا گیا ہم فرق نہیں کرتے کسی میں اُن میں سے اور ہم اُسی کے فرمانبردار ہیں (۷۸) اور جو شخص سوائے اسلام کے دوسرا دین چاہے تو ہرگز اُس سے قبول نہ کیا جاوے گا اور وہ قیامت میں ٹوٹے والوں میں ہوگا (۷۹) کیونکر اللہ ہدایت کرے ایسی قوم کو کہ کافر ہو گئی اپنے ایمان لانیکے بعد اور گواہی دی کہ بیشک رسول برحق ہے اور اُن کے پاس صریح نشانیاں بھی آچکیں اور اللہ ہدایت نہیں کرتا ظالم لوگوں کو (۸۰) وہی ہیں جنکی سزا یہ ہے کہ اُن پر ہے لعنت اللہ کی اور فرشتوں کی اور آدمیوں کی سب کی (۸۱) ہمیشہ اُسی میں رہینگے اُن سے عذاب کی تخفیف نہ ہوگی اور نہ اُنکو مہلت دی جاوے گی (۸۲) مگر جنہوں نے اسکے بعد توبہ کی اور نیکی کی تو بیشک اللہ بخشنے والا ہے مہربان (۸۳) بے شک جو کافر ہوئے اپنے ایمان کے بعد پھر زیادتی کی کفر میں ہرگز قبول نہ کی جاویگی اُنکی توبہ اور وہی ہیں گمراہ (۸۴) بے شک جو کافر ہوئے اور کفر ہی میں مر گئے تو نہ قبول ہوگا اُن میں سے ایک کا بھی زمین بھر کر سونا اگر وہ اُس کو بدلے میں دے اُنہی لوگوں کے لئے عذاب

اليم وما لهم من نصرين ﴿٨٥﴾ لن تنالوا البر حتى تنفقوا مما
تحبون وما تنفقوا من شيء فإن الله به عليم ﴿٨٦﴾ كل الطعام
كان حلا لبني إسرائيل إلا ما حرم إسرائيل على نفسه من
قبل أن تنزل التورىة قل فأتوا بالتورىة فاتلوها إن كنتم
صدقين ﴿٨٧﴾ فمن افترى على الله الكذب من بعد ذلك
فأولئك هم الظلمون ﴿٨٨﴾ قل صدق الله فاتبعوا ملة
إبرهيم حنيفا وما كان من المشركين ﴿٨٩﴾ إن أول بيت
وضع للناس للذي ببكة مباركا وهدى للعلمين ﴿٩٠﴾ فيه
ايات بينت مقام إبرهيم ومن دخله كان امنا ولله
على الناس حج البيت من استطاع إليه سبيلا ﴿٩١﴾
ومن كفر فإن الله غني عن العلمين ﴿٩٢﴾ قل يأهل الكتب
لم تكفرون بايات الله والله شهيد على ما تعملون ﴿٩٣﴾
قل يأهل الكتب لم تصدون عن سبيل الله من امن
تبغونها عوجا وأنتم شهداء وما الله بغفل عما تعملون ﴿٩٤﴾

کہ دینے والا اسے بھلا کوئی اُنکے لئے مددگار نہیں (۸۵) ہرگز نہ پہونچو گے بھلائی کو
جب تک کہ خرچ کرو اُس میں سے جس سے محبت رکھتے ہو (یعنی مال و دولت میں
سے) اور جو کوئی چیز تم خرچ کروگے تو بیشک اللہ اُس کا جاننے والا ہے (۸۶) سب
کھانیکی چیزین حلال تھین بنی اسرائیل پر مگر جو حرام کر لیا تھا اسرائیل نے خود اپنے پر قبل نازل
کئے جانے توریت کے کہدے (اے پیغمبر) کہ لے آؤ توریت کو اور اُسکو پڑھو اگر تم سچے
ہو (۸۷) پھر جو کوئی خدا پر اسکے بعد جھوٹا افترا کرے تو وہی لوگ ہیں ظالم (۸۸) کہدے (اے
پیغمبر) کہ سچ کہا خدا نے پھر پیروی کرو ابراہیم کے خالص دین کی اور (ابراہیم) مشرکون
میں سے نہ تھا (۸۹) بے شک پہلا گھر جو لوگون کے لئے بنایا گیا (یعنی لوگوں کے لئے
خدا کی عبادت کرنے کو) وہ وہی جو مکہ میں ہے مبارک اور ہدایت عالموں کے لئے (۹۰)
اُس میں صریح نشانیاں ہیں مقام ابراہیم کی اور جو کوئی وہاں آیا امن میں ہوا اور اللہ کیواسطے
لوگوں پر اُس گھر کا حج کرنا ہے جسکو استطاعت ہو وہان تک کے رستہ کی (۹۱) پھر جو
کوئی کافر ہوا تو اللہ بے پرواہ ہے عالمون سے (۹۲) کہدے (اے پیغمبر) کہ اے اہل کتاب
کیون انکار کرتے ہو اللہ کی نشانیوں کے ساتھ اور اللہ گواہ ہے اُس پر جو تم کرتے
ہو (۹۳) کہدے (اے پیغمبر) کہ اے اہل کتاب کیون تم روکتے ہو اللہ کے رستہ سے
اُسکو جو ایمان لایا تم اللہ کے رستہ کو ٹیڑھا کرنا چاہتے ہو اور تم جانتے ہو اور اللہ بیخبر
نہیں ہے اُس سے جو تم کرتے ہو (۹۴)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ
يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ﴿٩٥﴾ وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى
عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ
اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٩٦﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ
وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿٩٧﴾ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ
جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً
فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ﴿٩٨﴾ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا
حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ
لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿٩٩﴾ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ
وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الْمُفْلِحُوْنَ ﴿١٠٠﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ
مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١٠١﴾ يَّوْمَ
تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ
اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿١٠٢﴾

لوگو جو ایمان لائے ہو اگر تم اطاعت کرو گے ایک فرقہ کی اُنمیں سے جنکو کتاب دی گئی
ہے پھیر دینگے تمکو تمھارے ایمان لانیکے بعد کافر بنا کر (۹۵) اور کیونکر تم کافر ہو گے
اور تم ہی ہو کہ پڑھ سُنائی جاتی ہیں تمکو اللہ کی نشانیاں اور تم میں اُس کا رسول ہے اور جو
کوئی اللہ کو مضبوط پکڑے تو بے شک اُسکو سیدھا رستہ بتلایا گیا (۹۶) اے لوگو جو ایمان
لائے ہو اللہ سے ڈرو جیسا کہ اُس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم ہرگز نہ مرو بجز ایسی حالت
کے کہ تم مسلمان ہو (۹۷) اور مضبوط پکڑ لو اللہ کی رسی سب ملکر اور متفرق مت ہو اور یاد کرو اللہ
کی نعمتوں کو اپنے پر جبکہ تم آپس میں دشمن تھے پھر ملاپ کر دیا تمھارے دلوں میں پھر تم
اُس کی نعمت سے صبح کو اُٹھے آپس میں بھائی بنکر (۹۸) اور تم آگ بھرے ہوئے گڑھے
کے کنارہ پر تھے پھر تمکو اُس سے بچایا اس طرح تمکو اللہ بتلاتا ہے اپنی نشانیاں تاکہ
ہدایت پاؤ (۹۹) اور تم میں ایک گروہ ہونا چاہیئے کہ بلاوے لوگوں کو نیکی کی طرف
اچھے کام کرنے کو کہے اور بُرے کاموں سے منع کرے اور وہی لوگ ہیں فلاح
پانیوالے (۱۰۰) اور اُن لوگوں کی مانند مت ہو جنھوں نے تفرقہ ڈالا اور اختلاف کیا
بعد اسکے کہ اُن کے پاس نشانیاں آئیں اور وہی لوگ ہیں کہ اُنکے لئے بڑا عذاب ہے (۱۰۱)
جس دن کہ کچھ منھ سفید ہونگے اور کچھ منھ کالے ہونگے پھر جن کے منھ کالے
ہونگے اُن سے کہا جاویگا کہ کیا تم ایمان لانیکے بعد کافر ہو گئے تھے پھر عذاب
کا مزہ چکھو اپنے کافر ہونے پر (۱۰۲)

وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ اللَّهِ هُمْ فِيهَا
خَالِدُونَ ﴿١٠٧﴾ تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ وَمَا اللَّهُ
يُرِيدُ ظُلْمًا لِلْعَالَمِينَ ﴿١٠٨﴾ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا
فِي الْأَرْضِ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿١٠٩﴾ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ
لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ
وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ
مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿١١٠﴾ لَنْ يَضُرُّوكُمْ إِلَّا أَذًى
وَإِنْ يُقَاتِلُوكُمْ يُوَلُّوكُمُ الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُونَ ﴿١١١﴾ ضُرِبَتْ
عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوا إِلَّا بِحَبْلٍ مِنَ اللَّهِ وَحَبْلٍ مِنَ النَّاسِ
وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ذَلِكَ
بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ
حَقٍّ ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ﴿١١٢﴾ لَيْسُوا سَوَاءً مِنْ
أَهْلِ الْكِتَابِ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ يَتْلُونَ آيَاتِ اللَّهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَهُمْ
يَسْجُدُونَ ﴿١١٣﴾ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ

[illegible]

یہ آیتیں اللہ کی ہم تجھکو پڑھ سناتے ہیں برحق اور اللہ لوگوں پر ظلم کرنے کا ارادہ نہیں کرتا

اور اللہ ہی کے لئے ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ کہ زمین میں ہے اور اللہ ہی

کی طرف سب کام رجوع کئے جاتے ہیں (۱۰۵) تم اچھی اُمت ہو جو لوگوں کے لئے

پیدا کی گئی ہے اچھے کاموں کے کرنے کو کہتے ہو بُرے کاموں کے کرنے سے

منع کرتے ہو اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہل کتاب بھی ایمان لے آویں تو بلاشبہ

اُن کے لئے اچھا ہے اُن میں سے بعضے ایمان والے ہیں اور اکثر اُن میں

فاسق ہیں (۱۰۶) تمکو ضرر نہیں پہونچانے کے بجز تھوڑی سی اذیت دینے کے اور

اگر تم سے لڑینگے تو تم سے پیٹھ پھیر دینگے پھر اُن کی مدد نہ کی جاویگی (۱۰۷) اُن پر

ذلت ڈالی گئی ہے جہاں وہ ہوں (وہ کہیں نہیں ٹھیر سکتے) بغیر خدا کی پناہ یا آدمیوں

کی پناہ کے اور کما کے وہ پھر پڑے ہیں اللہ کے غضب میں یہہ بات اس لئے ہوئی کہ

وہ کفر کرتے تھے اللہ کی نشانیوں سے اور مار ڈالتے تھے نبیوں کو ناحق یہ کام اُنکے

گناہ کرنیکے سبب ہوا اور وہ حد سے زیادہ بڑھ گئے تھے (۱۰۸) وہ ایک سے نہیں ہیں اہل

کتاب ہی میں سے لوگ ہیں سیدھے وہ پڑھتے ہیں اللہ کی آیتوں کو پچھلی رات میں اور وہ

سجدہ کرتے ہیں (۱۰۹) ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور اچھے کاموں کا حکم کرتے ہیں

ويَنهون عن المنكر ويسارعون في الخيرات واولئك من
الصلحين ﴿۱۱۰﴾ وما يفعلوا من خير فلن يكفروه والله عليم
بالمتقين ﴿۱۱۱﴾ ان الذين كفروا لن تغني عنهم اموالهم ولا
اولادهم من الله شيئا واولئك اصحب النار هم فيها
خلدون ﴿۱۱۲﴾ مثل ما ينفقون في هذه الحيوة الدنيا كمثل
ريح فيها صر اصابت حرث قوم ظلموا انفسهم فاهلكته
وما ظلمهم الله ولكن انفسهم يظلمون ﴿۱۱۳﴾ يايها الذين
امنوا لا تتخذوا بطانة من دونكم لا يالونكم خبالا ودوا
ما عنتم قد بدت البغضاء من افواههم وما تخفي
صدورهم اكبر قد بينا لكم الايت ان كنتم تعقلون ﴿۱۱۴﴾
هانتم اولاء تحبونهم ولا يحبونكم وتؤمنون بالكتب كله
واذا لقوكم قالوا امنا واذا خلوا عضوا عليكم الانامل
من الغيظ قل موتوا بغيظكم ان الله عليم بذات الصدور

ان تمسسكم حسنة تسؤهم

اور بُرے کاموں کے کرنے سے منع کرتے ہیں اور جلدی کرتے ہیں بھلائیوں میں اور وہ
لوگ نیکوں میں ہیں (۱۱۰) اور جو کچھ کہ وہ بھلائیوں میں سے کرتے ہیں وہ ضائع نہ ہوگا
اور اللہ جانتا ہے پرہیزگاروں کو (۱۱۱) بیشک جو لوگ کافر ہوئے اُن کو اُن کا مال
اور اُنکی اولاد اللہ سے کچھ بھی بے پرواہ نہیں کرینگی اور وہ لوگ آگ میں پڑنے والے
ہیں وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے (۱۱۲) جو کچھ کہ وہ دنیا کی اس زندگانی میں خرچ کرتے ہیں
اُسکی مثال ایسی ہوا کی مانند ہے جس میں سخت پالا ہو جو ایک قوم کی کھیتی پر پڑے
جنہوں نے آپ اپنے پر ظلم کیا ہو پھر تمام کھیتی کو مار دے اور اُن پر خدا نے ظلم نہیں
کیا ولیکن وہ آپ اپنے پر ظلم کرتے ہیں (۱۱۳) اے لوگوں جو ایمان لائے ہو
اپنے لوگوں کے سوا کسی کو اپنا بھیدی دوست بناؤ وہ تمہاری خرابی میں کمی نہیں کرتے
وہ دوست رکھتے ہیں اُس چیز کو جو تمہیں رنج میں ڈالے بے شک اُن کے مُنہ کی
باتوں سے دشمنی ظاہر ہو گئی ہے اور جو کچھ اُن کے دل میں چھپا ہوا ہے وہ اُس سے
زیادہ ہے بلا شبہہ ہمنے تمکو نشانیاں بتلا دیں اگر تم سمجھتے ہو (۱۱۴) دیکھو جن لوگوں کو
تم دوست رکھتے ہو اور وہ تم کو دوست نہیں رکھتے اور ہر ایک کتاب پر ایمان رکھتے
ہو اور جب وہ تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور جب وہ اکیلے ہوتے
ہیں تو تم پر غصہ کے مارے اُنگلیاں کاٹ کھاتے ہیں کہدے (اے پیغمبر) کہ مرو
اپنے غصہ میں بے شک اللہ جانتا ہے دل کی باتوں کو (۱۱۵) اگر تمکو کوئی بھلائی
پہونچتی ہے تو اُنکو رنج دیتی ہے

وَإِن تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُوا بِهَا وَإِن تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ﴿١١٦﴾ وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿١١٧﴾ إِذْ هَمَّت طَّائِفَتَانِ مِنكُمْ أَن تَفْشَلَا وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١١٨﴾ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿١١٩﴾ إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَن يَكْفِيَكُمْ أَن يُمِدَّكُمْ رَبُّكُم بِثَلَاثَةِ آلَافٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُنزَلِينَ ﴿١٢٠﴾

---

(١١٨) اذ ھمت طائفتٰن پہلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ درحقیقت تمہارے دوست نہیں ہیں اُنکو اپنا بھیدمت بتلاؤ، وہ ظاہر میں دوست ہیں اور باطن میں دشمن۔ اُسکی مثال میں اللہ تعالیٰ نے جنگ اُحد کے واقعہ کو یاد دلایا۔ اُس لڑائی میں عبداللہ ابن اُبی یہودی بھی تین سو آدمی لیکر شامل تھا، وہ ظاہر میں مسلمانوں سے ملا ہوا تھا مگر دل میں نفاق رکھتا تھا، اور جسطرح پر لڑنا ٹھیرلیتا اُن بھیدوں کی اُسکو بھی خبر تھی، جب لڑائی شروع ہوئی تو وہ معہ اپنے تین سو آدمیوں کے بھاگ نکلا اُسکو بھاگتا ہوا دیکھ کر بنو سلمہ جو بنی خزرج کے قبیلہ کے تھے اور بنو حارثہ جو اوس کے قبیلہ میں سے تھے اور یہ دونوں گروہ انصار میں سے اور سچے مسلمان تھے گھبرا گئے، اور اُنھوں نے بھی بھاگنے کا ارادہ کیا مگر پھر دل مضبوط کر کے قایم رہے اور لڑائی میں ایسی بےترتیبی ہو گئی کہ آنحضرت صلعم کے دندان مبارک کو بھی صدمہ پہونچا، آخرکار بہزار خرابی پھر سب مسلمان یکجا ہو کے اور دلیری سے لڑے اور دشمنوں کو ہزیمت دی۔

(١١٩) ولقد نصرکم اُحد کی لڑائی کی مثال تو خدا نے اس غرض کے بتانیکی دی تھی جو غیر لوگوں کا بھید نکر [illegible] اب [illegible] مثال [illegible] دی ہے جس میں کوئی غیر شخص لڑائی کے بھیدوں [illegible]

[illegible] تو تم کو اُن کا فریب کچھ بھی ضرر نہ کرے بے شک اللہ اُن چیزوں پر جو وہ کرتے ہیں حاوی ہے (۱۱۶) اور یاد کر جب کہ تو اپنے لوگوں میں سے صبح کو اٹھا تا بٹھاتا تھا مسلمانوں کو کمین گاہ میں لڑنے کے لئے اور اللہ سننے والا ہے جاننے والا (۱۱۷) جب کہ تم میں سے دو گروہوں نے ارادہ کیا بزدلی کرنے کا اور اللہ اُن کا حمایتی تھا، اور چاہیے کہ ایمان والے اللہ ہی پر توکل کریں (۱۱۸) اور بے شک اللہ نے تمہاری مدد بدر (کی لڑائی) میں کی تھی اور تم بے حقیقت یعنی تھوڑے اور کمزور تھے پھر اللہ سے ڈرو تاکہ تم شکر کرو (۱۱۹) جب کہ تو مسلمانوں سے کہتا تھا کہ کیا تم کو کافی نہ ہوگا کہ تمہارا پروردگار تین ہزار بھیجے ہوئے فرشتوں سے تمہاری مدد کرے (۱۲۰)

[illegible] تھا اور باوجودیکہ مسلمان نہایت کم اور کمزور تھے اور دشمن بہت زیادہ اور قوی اس پر بھی مسلمانوں نے فتح پائی۔

بڑا مسئلہ بحث طلب اس آیت میں فرشتوں کا لڑائی میں دشمنوں سے لڑنے کے لئے اُترنا ہے میں اس بات کا بالکل منکر ہوں، مجھے یقین ہے کہ کوئی فرشتہ لڑنے کو سپاہی بنکر یا گھوڑے پر چڑھکر نہیں آیا مجھکو یہ بھی یقین ہے کہ قرآن مجید سے بھی اُن جنگ جو فرشتوں کا اُترنا ثابت نہیں ہے مگر تمام مسلمانوں کا اعتقاد اُسکے برخلاف [illegible] یقین کرتے ہیں کہ درحقیقت فرشتوں کا رسالہ لڑنے کو اُترا تھا، وہ نادانی سے یہ بھی کہتے ہیں کہ فرشتوں [illegible] لڑائی کے لئے اُترنا منصوص ہے اور اُس سے انکار کرنا قرآن کا انکار کرنا ہے مگر اُن کا یہ خیال محض [illegible] مجھکو فکر تھی کہ آیا کسی مسلمان نے بھی اس سے انکار کیا ہے یا نہیں، تو مجھکو ایک مسلمان ملا جس نے اس سے انکار کیا ہے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ ابوبکر اصم اس سے سخت منکر تھے اُنہوں نے اپنے انکار کی [illegible] دلیلیں بیان کی ہیں ایک یہ کہ ایک فرشتہ بھی تمام دنیا کے غارت کر دینے کو کافی تھا پھر فرشتوں کی [illegible] [illegible]

بَلٰۤی ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا وَ یَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا یُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ مُسَوِّمِیْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَ مَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَ لِتَطْمَىِٕنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ؕ وَ مَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَكِیْمِ ﴿۱۲۶﴾ لِیَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَوْ یَكْبِتَهُمْ فَیَنْقَلِبُوْا خَآىِٕبِیْنَ ﴿۱۲۷﴾ لَیْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْهِمْ اَوْ یُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۲۹﴾

ہلاک ہوتے تھے پھر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کفار کو فرشتوں نے مارا تھا۔ تیسرے یہ کہ اگر فرشتے اُترے تھے تو وہ لوگوں کو دکھائی دیتے تھے یا نہیں، اور اگر دکھائی دیتے تھے تو آدمیوں کی صورت میں دکھائی دیتے تھے یا کسی صورت میں، اگر آدمیوں کی صورت میں دکھائی دیتے تھے تو وہ آنحضرت صلعم کے لشکر میں شمار ہوتے تھے اور اسلئے آنحضرت صلعم کا لشکر تین ہزار یا اس سے زیادہ ہو گیا ہوگا، اور اتنا لشکر کسی نے بیان نہیں کیا، اور قرآن کے بھی برخلاف کیونکہ دشمنوں کی آنکھوں میں تھوڑا لشکر دکھائی دیتا تھا، اور اگر اور کسی صورت پر دکھائی دیتے تو تمام لوگوں کے دل پر دہشت پڑ جاتی، اور اگر وہ لوگوں کو دکھائی نہ دیتے تو کفار کو لوگ بغیر قتل کرنے والے کے قتل ہوتا ہوا دیکھتے اور یہ واقعہ اعظم معجزات میں سے ہوتا، مگر اس طرح پر کفار کا مارا جانا وقوع میں نہیں آیا۔ چوتھے یہ کہ جو فرشتے آئے تھے انکے اجسام کثیف تھے یا لطیف، اگر کثیف تھے تو انکو سب لوگ دیکھتے حالانکہ انکو کسی نے نہیں دیکھا، اور اگر انکے اجسام ہوا کی طرح لطیف تھے تو وہ گھوڑے پر سوار ہو کر نہیں آ سکتے تھے۔

امام فخر الدین رازی نے ان شبہوں پر کسی کا جواب نہیں دیا سوا اس کے کہ اس طرح پر بات کہی کہ ایسے شبہے [illegible] قرآن اور نبوت کو مانتا ہو اس کو ایسے شبہے [illegible]

[illegible] اور دلی ہے [illegible] [illegible]

تمہارا پروردگار پانچ ہزار نشان دار فرشتوں سے (۱۲۱) اور نہیں کیا اللہ نے اسکو مگر بشارت

واسطے تمہارے اور تاکہ اس سے تمہارے دل مطمئن ہو جاویں اور فتح نہیں ہے مگر اللہ

کی طرف سے جو بڑا ہے حکمت والا (بدر کی لڑائی میں تمکو اسی لیئے فتح دی) تاکہ توڑ دے

ان لوگوں کے ایک گروہ کو جو کافر ہوئے یا انکو ذلیل کر دے پھر وہ نامراد ہو کر الٹے پھر جاویں (۱۲۲)

تجھکو اس سے کچھ کام نہیں یا اُن کو معاف کرے یا انکو عذاب دے کیونکہ بے شک وہ ظالم

ہیں (۱۲۳) اللہ ہی کیلیئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے بخشتا ہے جسکو چاہتا ہے

اور عذاب دیتا ہے جسکو چاہتا ہے اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان (۱۲۴)

پس ابوبکر اصم کو لایق نہ تھا کہ اُن باتوں کا انکار کرتا باوجود اسکے کہ نص قرآن سے انکا ہونا پایا جاتا ہے اور ایسی حدیثوں میں جو تواتر کے قریب ہیں اُنکا بیان ہے۔

امام صاحب نے اخیر بات تو یقینی غلط کہی ہے کیونکہ تواتر تو درکنار کسی صحیح اور قوی حدیث سے بھی ان باتوں کا ثبوت نہیں ہے، تمام ضعیف اور موضوع حدیثیں ہیں جنمیں ایسی باتیں مذکور ہیں علماے محققین ایسی حدیثوں پر اعتبار نہیں کرتے اور اصول حدیث سے بھی انکی تقویت نہیں ہوتی۔ پہلی بات بھی امام صاحب کی صحیح نہیں ہے کیونکہ قرآن مجید سے فی الواقع سپاہی بنکر فرشتوں کا اُترنا پایا نہیں جاتا، بلکہ صرف وہ ایک بشارت تھی مسلمانوں کے دلوں کو مضبوط کرنے اور لڑائی میں ثابت قدم رہنے کی، جیسے کہ خود خدا نے اس جگہ پر سورہ انفال میں فرمایا ہے، "وما جعله الله الا بشری لکم ولتطمئن قلوبکم به،" مگر اس سورہ میں جنگ بدر کی واقعہ کا جس سے یہ آیت متعلق ہے بہت ہی تھوڑا بیان ہے، اور سورہ انفال میں وہ واقعہ بالاستیعاب بیان ہوا ہے اور اس میں ہزار فرشتوں کی مدد کا ذکر ہے پس ہم اسکی زیادہ تفصیل اور فرشتوں کی امداد کی حقیقت اور تین ہزار و پانچ ہزار اور ایک ہزار کے عدد کے کہنے کی وجہ خدا نے چاہا تو سورہ انفال کی تفسیر میں بیان کرینگے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً وَّاتَّقُوا اللّٰهَ
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ وَاَطِيْعُوا
اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ
مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۳﴾
الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ
وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ وَالَّذِيْنَ
اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا
لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا
وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾
قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَ
هُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ
الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾

[illegible]

(۱۳۱) اور بچو اُس آگ سے جو طیار کی گئی ہے کافرون کے لئے اور اطاعت کرو خدا کی اور رسول کی تاکہ تم پر رحم کیا جاوے (۱۳۲) اور دوڑو اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف اور جنت کیطرف جسکی چوڑان آسمانون اور زمین کی مانند ہے طیار کی گئی ہے پرہیزگاروں کے لئے (۱۳۳) وہ لوگ وہ ہیں جو اپنا مال خرچ کرتے ہیں فراخی میں اور تنگی میں اور غصہ کو پی جاتے ہیں، اور لوگون کو معاف کرتے ہیں، اور اللہ دوست رکھتا ہے احسان کرنے والون کو (۱۳۴) اور وہ لوگ وہ ہیں کہ جب کوئی برا کام کرتے ہیں، یا اپنے پر آپ ظلم کرتے ہیں، تو اللہ کو یاد کرتے ہیں، پھر معافی چاہتے ہیں اپنے گناہون کی؛ اور کون بخشتا ہے گناہوں کو بجز خدا کے اور (وہ لوگ) اپنے کئے پر ہٹ نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں (۱۳۵) وہی لوگ ہیں کہ اُنکی جزا اُن کے پروردگار سے بخشش ہے اور جنتیں کہ اُنکے نیچے نہریں بہتی ہین؛ وہ ہمیشہ اُن میں رہیں گے، اور اچھا بدلا ہے نیک عمل کرنے والوں کا (۱۳۶) بے شک تمسے پہلے (بہت سے) واقعات ہو چکے ہیں پھر زمین کی (یعنی دنیا کی یا ملکون کی) اسیر کرو، پھر دیکھو کہ کیونکر ہوا انجام جھٹلانے والون کا (۱۳۷) یہ لوگون کے لئے (ایک) بیان ہے اور ہدایت اور نصیحت ہے پرہیزگاروں کے لئے (۱۳۸) تم سست مت ہو اور رنج مت کرو اور تم ہی اعلیٰ ہو اگر تم ایمان والے ہو (۱۳۹)

إِن يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهُ ۚ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ
نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ
شُهَدَاءَ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ﴿١٤٠﴾ وَلِيُمَحِّصَ اللَّهُ الَّذِينَ
آمَنُوا وَيَمْحَقَ الْكَافِرِينَ ﴿١٤١﴾ أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ
وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ ﴿١٤٢﴾
وَلَقَدْ كُنتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِن قَبْلِ أَن تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَ
أَنتُمْ تَنظُرُونَ ﴿١٤٣﴾ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ
الرُّسُلُ ۚ أَفَإِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۚ وَمَن
يَنقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا ۗ وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ﴿١٤٤﴾
وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَن تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ كِتَابًا مُّؤَجَّلًا ۗ وَمَن
يُرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَن يُرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ نُؤْتِهِ مِنْهَا ۚ
وَسَنَجْزِي الشَّاكِرِينَ ﴿١٤٥﴾ وَكَأَيِّن مِّن نَّبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ
فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَ
مَا اسْتَكَانُوا ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ ﴿١٤٦﴾

اگر پہنچا ہے تم کو زخم یعنی رنج و مصیبت یا نقصان تو پہنچ چکا ہے تم کو بھی ویسا ہی زخم پہنچا ہے

اور یہہ زمانہ ہے کہ ہم اسکو لوگوں میں ادلتے بدلتے رہتے ہیں تاکہ جان لے

اللہ اُن لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں اور ٹھیرا لے تم میں سے شاہد اور اللہ دوست

نہیں رکھتا ظالموں کو (١٤٠) اور تاکہ کسوٹی پر کس لے اللہ اُن لوگوں کو جو ایمان لائے

ہیں اور مٹا دے کافروں کو (١٤١) کیا تمنے گمان کیا کہ جنت میں جاوینگے اور ابھی تک

نہیں جانا اللہ نے تم میں سے اُن لوگوں کو جو جہاد کرتے ہیں اور ابھی تک نہیں

جانا صبر کرنے والوں کو (١٤٢) اور ہاں بے شک تم موت کی آرزو کرتے

تھے اس سے پہلے کہ اُس سے ملو پھر بے شک تمنے اُس کو دیکھ لیا اور تم

دیکھتے ہو (١٤٣) اور محمد اور کچھ نہیں ہے مگر ایک پیغمبر بے شک اُس سے پہلے

بھی پیغمبر گذرے ہیں پھر کیا اگر وہ مر جاوے یا مارا جاوے تو تم اپنی ایڑیوں پر

پلٹ جاؤگے اور جو کوئی اپنی ایڑیوں پر پلٹے اللہ کو کچھ نقصان نہیں پہونچاتا اور

اللہ جزا دیگا شکر کرنے والوں کو (١٤٤) اور کسی جاندار کے لئے نہیں ہے کہ مرے

مگر اللہ کے حکم سے لکھا ہوا ہے (اُسکی موت کا وقت) اور جو کوئی دنیا کی بھلائی

چاہتا ہے اُسمیں سے اُسکو ہم دینگے اور جو کوئی آخرت کا ثواب چاہتا ہے اُسکو ہم اُس میں سے

دینگے اور جزا دینگے شکر کرنیوالوں کو (١٤٥) اور نبیوں میں سے بہت ایسے ہوئے کہ اُنکے ساتھ ہو کر

بہت سے خدا پرست لوگ (کافروں سے) لڑے پھر وہاں مصیبتوں سے جو اُن کو خدا کی راہ میں پہنچیں

سست نہیں ہوئے اور ناتوان ہوئے اور نہ عاجز ہوئے اور اللہ دوست رکھتا ہے صبر کرنیوالوں کو (١٤٦)

وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا

فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ فَاٰتٰىهُمُ

اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴۱﴾

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ

فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۲﴾ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ﴿۱۴۳﴾

سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ

يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۴﴾

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ حَتّٰىٓ اِذَا

فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا

تُحِبُّوْنَ ﴿۱۴۵﴾ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ

ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ

عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓى اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ

يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا

فَاتَكُمْ وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ

دلون پر اسکے بجز اسکے نہ تھا کہ وہ کہتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہ اور ہمارے

کاموں میں ہماری زیادتیاں ہمکو معاف کر دے اور ہمارے قدموں کو کافرونکے مقابلہ میں

قائم رکھ اور ہمکو مدد دے کافرونکی قوم پر پھر اللہ نے انکو دنیا کی بھلائی اور آخرت کا اچھا ثواب

عطا کیا اور اللہ دوست رکھتا ہے احسان کرنے والوں کو (۱۴۱) اے لوگوں جو ایمان لائے

ہو اگر تم اطاعت کروگے کافروں کی تو وہ تمکو پھیر دینگے تمہاری ایڑیوں پر پھر تم ہو جاؤگے

ٹوٹا اوٹھانے والے (۱۴۲) بلکہ اللہ تمہارا مددگار ہے اور وہ اچھا مدد کرنیوالا ہے (۱۴۳)

ہم جلد دہشت ڈال دینگے اُن لوگوں کے دلوں میں جو کافر ہوئے اسلئے کہ وہ شریک

کرتے ہیں اللہ کے ساتھ اُس چیز کو کہ اُسکے لئے کوئی حجت نہیں اُتاری اور اُنکی جگہہ

آگ ہے اور وہ بُری جگہہ ہے ظالموں کے رہنے کی (۱۴۴) اور ہاں بے شک تمسے اللہ

نے اپنا سچا وعدہ کیا (یعنی اُحد کی لڑائی میں) جبکہ تم اُنکو (یعنی اپنے دشمنوں کو) بہکاتے

تھے اسکے حکم سے یہاں تک کہ جب تمنے بزدلی کی اور تمنے (اپنے متعلق) کام میں جھگڑا کیا

اور تمنے نافرمانی کی (یعنی پیغمبر کی) بعد اسکے کہ دکھا دیا تم کو جو تم چاہتے تھے (یعنی دشمنوں پر

فتح اور غلبہ) (۱۴۵) تم میں سے وہ تھے جو دنیا کو چاہتے تھے اور تم میں سے وہ تھے جو

آخرت کو چاہتے تھے پھر تم کو اُن سے شکست دلوا کر لوٹایا تاکہ تمکو مبتلا کرے اور ہاں بیشک

تمکو معاف کیا اور اللہ فضل کرنیوالا ہے مسلمانوں پر (۱۴۶) جسوقت کہ تم بے تحاشا بھاگے جاتے

تھے اور کسی کی طرف مُڑتے بھی نہ تھے اور پیغمبر تمکو بلاتا تھا تمہاری پچھلی صف میں پھر سزا دی تمکو غم پر غم

کی واللہ نے تمکو معاف کیا تاکہ جو کچھ کہ تمہارے کھو دیا غمگین نہو اور نہ اسپر جو کچھ کہ تم کو پہونچا۔

وَاللّٰهُ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَیْکُمْ مِّنْ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا یَّغْشٰی طَآئِفَةً مِّنْکُمْ.

(۱۴۹) (امنۃ نعاسا) یہہ مضمون دو آیتوں میں آیا ہے ایک اسی آیت میں اور دوسرے سورۂ انفال کی آیت میں جہاں فرمایا ہے "اذ یغشیکم النعاس امنۃ منہ" پہلی آیت جنگ اُحد سے متعلق ہے اور دوسری جنگ بدر سے۔ جنگ اُحد میں یہہ امر پیش آیا تھا کہ لڑائی شروع ہونے پر مسلمانوں کی فتح اور دشمنوں کی شکست ہونی شروع ہوئی، مسلمانوں کا ایک گروہ تو بدستور لڑنے کی جگہہ قائم رہا اور لڑا کیا۔ مگر ایک گروہ نے لوٹ کے لالچ سے اُن مقاموں کو جہاں وہ متعین تھے چھوڑ دیا اور لوٹ پر جا پڑے دشمن اس بےترتیبی کو دیکھکر پھر پڑے اور خوب ملا یہاں تک کہ فتح کی شکست ہوگئی اور وہ لوگ جو لوٹ کی لالچ میں پڑ کر قطع لگی دیکھا دیکھی وہ لوگ بےتحاشا بھاگ نکلے آنحضرت صلعم کو بھی ایک پتھر جا لگا جس سے دندان مبارک کو سخت صدمہ پہونچا اور آپ بھی ایک گڑھے میں گر پڑے مگر پھر سنبھل کر لوگوں کو پکارا اور اکھٹا کیا اور اُن کے دل کو تقویت دی اور دشمنوں پر حملہ کیا وہ بھاگ نکلے اور آخیر کو مسلمانوں کی فتح ہوئی۔ شکست کے بعد جو لوگوں کے دل کو تقویت اور دوبارہ حملہ کرنے کی جرأت ہوئی اُس کا ذکر خدا تعالیٰ نے اِس آیت میں ان لفظوں سے کیا ہے کہ ثم انزل علیکم من بعد الغم امنۃ نعاسا۔

دوسری آیت جو جنگ بدر سے متعلق ہے اُس میں یہ واقعہ پیش آیا تھا کہ مسلمان نہایت اقل قلیل تھے تین سو تک بھی اُنکی تعداد نہ تھی اور ہتھیار بھی نہایت کم معدودے چند تھے اُنکا دفعتاً مقابلہ دشمن کے گروہ کثیر سے جو بخوبی مسلح تھے ہوگیا مسلمانوں پر نہایت مایوسی اور دہشت طاری ہوئی دل چھوٹ گئے دشمنوں کی کثرت سے گھبرا گئے مگر آنحضرت صلعم نے اُنکے دلوں کو تقویت دلائی خدا کے بھروسہ پر اُنکو آمادہ کیا سب کے دل میں طمانیت اور جرأت پیدا ہوئی دشمنوں سے مقابلہ کیا اور ایسی بہادری دلیری سے مقابلہ کیا کہ دشمنوں کا دل چھوٹ گیا وہ بھاگ نکلے اور بہت سے مارے گئے ایک قلیل گروہ کو خدا نے جم غفیر پر فتح دی۔ اُس پہلی ہراس و مایوسی اور دہشت کے بعد جو تقویت و طمانیت و جرأت مسلمانوں کے دلوں میں پیدا ہوئی اُسکا ذکر خدا نے دوسری آیت میں ان لفظوں سے کیا ہے "اذ یغشیکم النعاس امنۃ منہ"

ہو گیا تمکو تاکہ تم پچھتاؤ اس پر کہ تم سے فوت ہو ﴿۲﴾ پھر اتارا تم پر اس غم کے بعد امن و تسلی اونگھ
جسمیں اونگھ آجاوے چھا لیتا تھا ایک گروہ کو تم میں سے

ان دونوں آیتوں میں جو نعاس کا لفظ ہے اس پر لوگوں نے روایتیں گھڑ لی شرح کیں اور کہا کہ
در حقیقت اس لڑائی میں وہ گروہ جسنے فتح حاصل کی اونگھ گئے تھے ایک راوی نے ابو طلحہ کا قول نقل کیا
کہ ہم ایسے اونگھ گئے تھے کہ ہمارے ہاتھ سے تلوار چھوٹ پڑتی تھی پھر ہم اسکو اٹھاتے تھے اور پھر اونگھ کے
مارے چھوٹ پڑتی تھی پھر ان بے اصل روایتوں پر علمائے طبع آزمائی شروع کی اور کہا کہ ایسے خوف کی
حالت میں اونگھ کا آجانا ایک معجزہ تھا اور یہ معجزہ اسلئے ہوا تھا کہ مسلمانوں کا ایمان اور خدا کی قدرت پر یقین اور
زیادہ بڑھ جاوے اور نیند آجانے سے کسل و ضعف رفع ہو جاوے اور جن لوگوں کو دشمن قتل
کر رہے تھے انکا قتل ہونا یقینی تھا کیونکہ اگر وہ لوگ جو قتل ہوتے سے بچ گئے اونگھ نہ جاتے اور
اپنے عزیز و اقارب کو قتل ہوتے دیکھتے تو ان پر خوف و بزدلی چھا جاتی۔ اور جو لوگ باوجود اونگھ جانے
کے قتل ہونے سے بچ گئے انکو خدا کی حفاظت پر زیادہ یقین ہو گیا یہ ایسے بیہودہ خیالات ہیں
کہ جو کوئی انکو پڑھتا ہے افسوس کرتا ہوگا۔

ہمارے علماء مفسرین کی عادت ہے کہ ضعیف اور موضوع بے اصل روایتوں کو اپنی تفسیر کا زیور
سمجھتے ہیں اور کیسی ہی ضعیف و بے اصل روایت انکے کان تک پہنچے قرآن مجید کے اصل مطالب
پر غور کئے بغیر قرآن کی آیتوں کو توڑ مروڑ کر اُن بے اصل روایتوں کے مطابق کرنا چاہتے ہیں اُسی
اپنی عادت کے مطابق انھوں نے ان دونوں آیتوں کو بھی توڑا مروڑا ہے۔

پہلی آیت میں اُنھوں نے " امنۃ نعاسا " کو بدل و مبدل منہ قرار دیا ہے یعنی امنۃ کو مبدل منہ
اور نعاسا کو بدل اور چونکہ بدل و مبدل منہ میں مقصود بدل ہوتا ہے اسلئے انھوں نے قرار دیا کہ خدا نے فی الحقیقت
نیند ہی کو مسلط کیا تھا مگر اس مقام پر بدل کل تو صحیح نہیں ہو سکتا اسلئے کہ بدل کل اور مبدل منہ میں اتحاد
ذاتی ضرور ہے اور امن اور نعاس میں اتحاد ذاتی نہیں۔ اور بدل بعض بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ اس میں بدل
مبدل منہ کا جزو ہونا چاہیئے اور نعاس امن کا جزو نہیں ہے اور عام طور سے بدل اشتمال بھی نہیں ہے
کیونکہ اس میں بدل کا مبدل منہ سے ایک ایسا تعلق ہونا چاہیئے کہ اسکا تصور مبدل منہ کے تصور کا

وطائفة قد اهمتهم انفسهم يظنون بالله غير الحق ظن الجاهلية يقولون هل لنا من الامر من شيء

مستلزم ہوتا یا انھوں نے امنۃ نعاسا کو بدل اشتمال کی وہ قسم قرار دیا ہو جس میں مبدل منہ بدل کا محتاج ہوتا ہے اور انھوں نے امن کو نعاس کا جزو قرار دیا ہو گا کہ وہ بغیر اس کے نہیں ہو سکتی۔

سورہ انفال کی آیت سے یہ مطلب حاصل ہونا نہایت مشکل بلکہ درحقیقت ناممکن ہے، مگر ہمارے مفسرین نے اس سیدھی صاف آیت کو بھی توڑ مروڑ ڈالا ہے۔ انھوں نے نعاس کو یغشی فعل متعدی کا مفعول بہ اور امنۃ کو مفعول لہ قرار دیا ہے، مگر امنۃ مفعول لہ نہیں ہو سکتا تھا اسلئے کہ مفعول لہ ہونیکے لئے ضرور ہے کہ فعل جو عامل ہے اُسکا اور مفعول لہ دونوں کا فاعل واحد ہو اس جگہ یغشی فعل متعدی کا فاعل تو خدا تھا اور امنۃ جو باب لازمی سے ہے وہ ایک صفت ہے جو خود مخاطبین میں قائم تھی، اب ہمارے مفسرین نے خواہ نخواہ قرآن مجید کو اُن بے اصل کہانیوں کے مطابق کرنیکے لئے جنکو قبل از غور معانی قرآن بطور سچ کے تسلیم کر لیا تھا، اور امنۃ کو مفعول لہ ٹھہرانے کیلئے تمام سیاق قرآن مجید کو بدل دیا۔ صاحب بیضاوی فرماتے ہیں کہ " وہو مفعول لہ باعتبار المعنی فان قولہ یغشیکم النعاس متضمن معنی تنعسون" یعنی امنۃ لفظوں کے اعتبار سے نہیں بلکہ معنوں کے اعتبار سے مفعول لہ ہے کیونکہ خدا کا یہ کہنا کہ چھا دیا (یعنی اللہ نے) تم پر اونگھ کو اس کے معنی یہ ہیں کہ تم اونگھ گئے۔ اونگھ جانا بھی ایک صفت ہے جو مخاطبین میں قائم تھی پس گویا دونوں کے فاعل مخاطبین ہو گئے اور امنۃ کا مفعول لہ ہونا درست ہو گیا مگر ہر شخص انصاف سے دیکھ سکتا ہے کہ اسطرح آیت کے معنی قرار دینا بالکل نظم قرآنی کو بدل دینا ہے اول یغشی جو متعدی ہے اسکو باعتبار معنی مفروضہ لازمی قرار دینا ہے۔ دوسرے۔ تمام سیاق قرآنی اس مقام پر اسطرح واقع ہوا ہے کہ خدا تعالی اپنے احسانوں کو یاد دلاتا ہے اور اپنے تئیں انکا فاعل بیان کرتا ہے۔ اس آیت کے قبل بیان فرمایا ہے " واذ یعدکم اللہ " پھر فرمایا " اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم " پھر اس آیت کے بعد فرمایا " اذ یوحی ربک " پس اگر اذ یغشیکم النعاس کو بمعنی تنعسون لیا جاوے اور فعل متعدی کو بے معنے لازمی قرار دیا جاوے تو تمام سیاق قرآنی اُلٹ جاتا ہے۔

[illegible] تھا کہ ان کو اپنی جانوں ہی کی فکر میں تھا وہ گمان کرتے تھے اللہ پر ناحق

جاہلیت کا گمان کہتے تھے کہ کیا اس کام میں ہمارے اختیار میں کچھ ہے

ہو بلکہ سلسلہ عطف ومعطوف کا درست نہیں رہتا۔ ان تمام خرابیوں کا سبب یہ ہے کہ اُن بے اصل روایتوں پر پہلے سے دل میں یقین بٹھا لیا ہے کہ درحقیقت لڑائی میں لوگ سو رہے تھے اور پھر اسکی مطابقت کرنیکو اسقدر تکلف کیا ہے۔

قرآن مجید کی دونوں آیتوں کے معنی نہایت صاف ہیں کوئی شخص لڑائی میں نہ سویا تھا نہ اونگھا تھا بلکہ "امنۃ نعاسا" سے کنایہ غایت امن اور کامل امن سے ہے۔ انسان اُسی وقت سوتا ہے جب کہ اُس کو پورا امن ہو اسلئے نعاسا سے غایت امن یا کامل امن کا کنایہ کیا گیا ہے۔ پس پہلی آیت میں "امنۃ" موصوف ہے اور "نعاسا" اسکی صفت ہے، مصادر میں تانیث وتذکیر ضروری امر نہیں ہے پس تقدیر کلام کی یوں ہے کہ "امنا کامنۃ النعاس" یعنی نیند کا سا امن۔ جب رسول خدا صلعم نے شکست ہونیکے بعد لوگوں کا دل بڑھایا اور ہمت دلائی تو خدا نے انکے دلوں پر کامل اور غایت درجہ کا امن اور تسلی وطمانیت ڈالی کہ وہ شکست کے بعد پھر لڑے اور دشمنوں پر فتح پائی۔

تفسیر کبیر میں بھی لکھا ہے کہ بعض لوگوں کا قول ہے کہ اس آیت میں "نعاس" کے لفظ سے کنایہ غایت امن کا ہے لیکن اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ بغیر کسی دلیل کے لفظ نعاس کے حقیقی معنی چھوڑ کر مجازی معنی لئے جاتے ہیں، مگر یہ اعتراض اُن کا صحیح نہیں ہے کیونکہ اس جگہ لفظ نعاس کو مجازی معنوں میں لینے کے لئے خود سورہ انفال کی آیت دلیل موجود ہے جیسے کہ ہم بیان کرتے ہیں۔

اور جبکہ ہم نعاس کو امن کامل سے کنایہ کہتے ہیں تو اگر "امنۃ نعاسا" کو بدل ومبدل منہ ہی قرار دیں تو بھی کچھ ہرج نہیں ہے کیونکہ امن کامل اور امن میں اتحاد ذاتی ہے اس صورت میں "امنۃ نعاسا" بدل کل ہو جاویگا جیسے کہ سورہ انفال کی آیت میں ہے۔

جو معنی کہ مفسرین نے سورہ انفال کی آیت کے لئے تھے اُن کی غلطی اور بے ترتیبی ہم نے اوپر بیان کردی ہے اور وہ بے ترتیبی اسی لئے کی گئی تھی کہ جو غلط معنی سورہ آل عمران کی آیت کے قرار دئے تھے اُسی کے مطابق سورہ انفال کی آیت کے معنی ہو جاویں، لیکن جب اُن تمام خیالات کو

إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ يُخْفُونَ فِي أَنفُسِهِم مَّا لَا يُبْدُونَ لَكَ يَقُولُونَ
لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هَاهُنَا قُل لَّوْ كُنتُمْ فِي
بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَىٰ مَضَاجِعِهِمْ وَلِيَبْتَلِيَ
اللَّهُ مَا فِي صُدُورِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ
الصُّدُورِ (۱۵۴) إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا
اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ
إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ (۱۵۵) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ
كَفَرُوا وَقَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ إِذَا ضَرَبُوا فِي الْأَرْضِ أَوْ كَانُوا غُزًّى
لَّوْ كَانُوا عِندَنَا مَا مَاتُوا وَمَا قُتِلُوا لِيَجْعَلَ اللَّهُ ذَٰلِكَ حَسْرَةً
فِي قُلُوبِهِمْ

جو پہلے سے دل میں بیٹھ گئے ہیں دور کر دیا جاوے تو سورہ انفال کی آیت کے معنی صاف ہو جاتے ہیں اور سورہ آل عمران کی آیت کے معنی صاف ہو جاتے ہیں اور سورہ آل عمران کی آیت کے معنی اس مطلب کے بالکل مطابق ہیں جو ہم نے بیان کیا ہے۔

سورہ انفال کی آیت کے یہ لفظ ہیں "اذ یغشیکم النعاس امنة منه" یعنی جب کہ چھا لیا تم پر خدا نے اونگھ کو کہ وہ امن تھا خدا کی طرف سے۔ اس آیت میں "نعاس" کا لفظ مبدل منہ ہے "امنة منه" موصوف ہے اور "منه" جار مجرور نازلة کے متعلق ہو کر صفت ہے موصوف کی اور موصوف صفت مل کر بدل ہے مبدل منہ سے جیسے کہ آیت "بالناصية ناصية كاذبة" میں جہاں بدل

[illegible] تجھپر کہ تمام کام اللہ ہی کے اختیار میں ہیں چھپاتے رکھتے ہیں اپنے دلوں

میں باتیں جو نہیں ظاہر کرتے تجھپر کہتے ہیں کہ اگر اس کام میں ہمارے اختیار میں کچھ ہوتا تو ہم

یہاں نہ مارے جاتے کہدے کہ اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے تو بھی بے شک وہ لوگ

جن پر قتل ہونا لکھا تھا اپنے قتل ہونے کی جگہ پر نکل کھڑے ہوتے، اور تاکہ امتحان کرے

اللہ جو کچھ کہ تمہارے سینوں میں ہے اور کسوٹی پر کس لے جو کچھ کہ تمہارے دلون

میں ہے، اور اللہ جانتا ہے دلوں کی باتون کو ⦃۱۴۴⦄ بے شک جنھون نے

تم میں سے پیٹھ پھیر دی دو فوجوں کے بھڑ جانے کے دن اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ ڈگمگا دیا

انکو شیطان نے اُن بعض کاموں کے سبب جو اُنھوں نے کئے، اور ہاں بے شبہہ اللہ نے

انکو معاف کیا، بیشک اللہ بخشنے والا حلم والا ہے ⦃۱۴۹⦄ ای لوگو جو ایمان لائے ہو اُن لوگوں کی مانند مت ہو

جو کافر ہوئے اور اپنے بھائیوں کو کہا جب کہ وہ سفر کرنیکو چلے یا جب وہ لڑائی پر تھے کہ اگر وہ ہمارے

پاس ہوتے تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے تاکہ کردے اللہ اسکو پچھتاوا اُن کے دلوں میں۔

بدل امنۃ مقصود بالذات نہیں ہوتا بلکہ بدل مقصود بالذات ہوتا ہے پس ظاہر ہے کہ نعاس مقصود بالذات

نہیں ہے بلکہ امن من اللہ مقصود بالذات ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ درحقیقت نعاس نازل نہیں

ہوا تھا بلکہ امن نازل ہوا تھا اور نعاس کا لفظ صرف امن کا مل سے کنایہ ہے امن کامل سے امن مع

[illegible] افضل ہے اسلئے اس کا بدل، امنۃ، لایا گیا ہے، یہ معنی ایسے صاف ہیں جنکو ہر شخص ادنی

[illegible] کے بعد تسلیم کرسکتا ہے اور دونوں آیتوں میں بلا کسی تکلف کے مطابقت ظاہر ہوتی ہے

[illegible] نعاس کے [illegible] ثابت اس سے قرار دینے کو خود دوسری آیت [illegible]

وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۵۶﴾ وَلَئِنْ
قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ
مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِالَى اللّٰهِ
تُحْشَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ
فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ
اسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ
عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا
غَالِبَ لَكُمْ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ بَعْدِهٖ وَ
عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ
وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ
وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ
بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶۲﴾ هُمْ
دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۳﴾ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ
عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ

جِلاتا ہے اور مارتا ہے اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو اُسکو دیکھتا ہے (۱۵۰) اور اگر تم
مارے جاؤ اللہ کی راہ میں یا مر جاؤ تو بلا شبہہ بخشش اللہ کی اور رحمت بہتر ہے اُس سے
جو وہ جمع کرتے ہیں (۱۵۱) اور اگر تم مر جاؤ یا مارے جاؤ بے شبہہ اللہ کے پاس
لیجائے جاؤ گے (۱۵۲) پھر خدا کی رحمت سے ہے کہ تو اُنکے لئے نرم (مزاج) ہوا
اور اگر تو تند خو اور سخت دل ہوتا تو تیرے ارد گرد سے بھاگ جاتے، پھر اُنکو معاف کر اور اُنکے
لئے (خدا سے) معافی چاہ اور اِس کام میں اُن سے مشورہ کر پھر جب تو مصمم ارادہ کرلے
تو اللہ پر توکل کر، بے شک اللہ دوست رکھتا ہے توکل کرنے والوں کو (۱۵۳) اگر
تمھاری مدد خدا کرے تو پھر تم پر کوئی غالب نہیں، اور اگر تم کو خوار کرے تو پھر کون ایسا
ہے جو اُس کے بعد تمھاری مدد کرے اور اللہ پر توکل کرتے ہیں ایمان والے (۱۵۴) اور
کسی نبی کے لایق نہیں ہے کہ (غنیمت کے مال میں) غبن کرے اور جو کوئی غبن کریگا
آویگا اُس چیز سمیت جسکو غبن کیا ہے قیامت کے دن پھر پوری دی جاویگی (سزا)
ہر ایک شخص کو اُس کی جو اُسنے کمایا ہے اور اُن پر ظلم نکیا جاویگا (۱۵۵) پھر کیا وہ شخص جسنے
تابعداری کی اللہ کی رضامندی کی اُس شخص کی مانند ہوگا جسنے کمایا غصہ اللہ کا اور اُسکی
جگہ جہنم ہے اور بُری جگہ جانے کی ہے (۱۵۶) اُنکے درجے ہیں اللہ کے پاس اور اللہ
دیکھتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں (۱۵۷) بے شک اللہ نے احسان کیا ہے ایمان والوں پر
جب بھیجا اُن میں رسول اُنھی میں سے پڑھتا ہے اُنکو اُسکی نشانیاں

وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ
لَفِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ ﴿۱۵۸﴾ أَوَلَمَّا أَصَابَتْكُمْ مُّصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُمْ
مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ أَنّٰى هٰذَا قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِكُمْ إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۱۵۹﴾ وَمَا أَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِإِذْنِ
اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا وَقِيلَ لَهُمْ
تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَوِ ادْفَعُوا قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا
لَّاتَّبَعْنٰكُمْ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمٰنِ ﴿۱۶۰﴾
يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا
يَكْتُمُونَ ﴿۱۶۱﴾ الَّذِينَ قَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوا لَوْ أَطَاعُونَا
مَا قُتِلُوا قُلْ فَادْرَءُوا عَنْ أَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ﴿۱۶۲﴾
وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوٰتًا

---

(۱۶۲) ولا تحسبن الذین) اس آیت کی تفسیر میں امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں مفسرین کے تمام رطب و یابس اقوال نقل کئے ہیں ان میں سے صرف قول اصم ہی کا صحیح و درست ہے جسکو ہم اس کی تفسیر میں کافی سمجھتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ مرے ہوئے شخص کا جب دین کے لحاظ سے [illegible] خوشی اور زندگی اور سعادت نصیب ہو [illegible] [illegible] نسبت [illegible]

[illegible] ادر بے شک وہ [illegible]

[illegible] ہوئی لوگ ہیں (۱۵۸) کیا جب تمکو پہونچی مصیبت اُحد کی لڑائی میں بے شک

[illegible] پہنچے تھے تم اُس سے دو چند کو بدر کی لڑائی میں، تم نے کہا کہ یہہ کہاں سے ہے

یعنی بدر کی لڑائی کی مصیبت کہدے کہ وہ خود تمہیں میں سے ہے بے شک اللہ

ہر چیز پر قادر ہے (۱۵۹) اور جو کچھ تمکو پہونچا دو گروہوں کی مٹ بھیر کے دن پھر اللہ کے

حکم سے تھا اور تاکہ جان لے ایمان والوں کو اور تاکہ جان لے اُن لوگوں کو جنہوں نے

نفاق کیا اور کہا گیا اُنکو بڑھو لڑو اللہ کی راہ میں یا (کافروں کے حملے کو) دفع کرو کہنے لگے

کہ اگر ہم لڑنا جانتے تو بے شک تمہاری پیروی کرتے وہ کفر کے لئے اُس دن قریب

تر تھے بہ نسبت اسکے کہ اُن میں سے (کوئی) واسطے ایمان کے (۱۶۰) کہتے ہیں اپنے

منہوں سے جو نہیں ہے اُنکے دلوں میں اور اللہ جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں (۱۶۱) جن لوگوں

نے کہا اپنے بھائیوں کو اور آپ بیٹھ رہے کہ اگر ہمارا کہا مانتے تو نہ مارے جاتے کہدے کہ ہٹا دو

اپنے آپ پر سے موت کو (اگر تم سچے ہو) (۱۶۲) اور نہ گن اُن لوگوں کو جو مارے گئے اللہ کی راہ میں مرے ہوئے

کبھی دوسرے کو یہہ کہنا صحیح ہے کہ وہ مردہ ہے زندہ نہیں ہے اور جیسے کہ احمق آدمی کی نسبت کہا جاتا [illegible]

[illegible] ہے اور مردہ آدمی کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ زندہ ہے لکھتے ہیں کہ جب عبد الملک بن مروان مری مرگیا اور [illegible]

[illegible] بیٹا اُسکے باپ کی نسبت جو مرچکے تھے کہا کہ وہ شخص نہیں مرا جسنے تجسا بیٹا چھوڑا۔ غرضکہ اس [illegible]

[illegible] نہیں کہ انسان جب کہ مرجاوے اور کوئی اچھا کام اور اپنی یادگاری چھوڑ جاوے تو اُسکی نسبت

[illegible] کہا جاتا ہے کہ وہ مرا نہیں بلکہ زندہ ہے اسیطرح اس آیت میں شہدا کی نسبت کہا گیا [illegible]

بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۲﴾ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ

کہ وہ مرے نہیں بلکہ زندہ ہیں۔

تمام الفاظ جو اس آیت میں آئے ہیں وہ اسی مطلب پر دلالت کرتے ہیں جو اصم بلخی نے بیان کیا ہے، مثلاً اس آیت میں ہے کہ "بل احیاء عند ربھم" یعنی بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے پروردگار کے نزدیک" اس لفظ سے کہ اپنے پروردگار کے نزدیک زندہ ہیں ثابت ہوتا ہے کہ اُن کی زندگی زندہ انسانوں کی سی زندگی نہیں ہے" اور نہ اُس زندگی کو ابدان سے کچھ تعلق ہے۔ "یرزقون فرحین" کے بعد آیا ہے "بما اتاھم اللہ" یعنی اُنکا رزق دیا جانا اور خوش ہونا اُن اشیا یا اسباب سے نہیں ہے جس سے ایسے زندے جنکو تعلق ابدان سے ہوتا ہے رزق دئے جاتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں، بلکہ اُنکا رزق دیا جانا اور خوش ہونا اُس چیز سے ہے جو خدا نے انکو دی ہے پھر آگے اُسکا بیان کیا ہے کہ وہ چیز کیا ہے، وہ اللہ کا فضل ہے۔ پس معنی یہہ ہوئے کہ وہ اسکے فضل اور کرم و رحمت سے رزق دئے جاتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں نہ مثل زندہ انسانوں کے اشیاء خوردنی و نوشیدنی سے۔

تفسیر کبیر میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ "قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی

زندہ ہیں اپنے پروردگار کے نزدیک رزق دیے جاتے ہیں ﴿۱۶۹﴾ خوش ہیں اُس چیز سے
جو دیا ہے انکو اللہ نے اپنے فضل سے خوش خبری دیتے ہیں ایک دوسرے کو اُن لوگوں سے
جو انکے بعد ابھی تک اُنسے آکر نہیں ملے (یعنی ابھی تک شہید نہیں ہوئے) کہ انکو کچھ خوف نہیں اور
نہ وہ غمگین ہونگے (یعنی شہید ہونیکے بعد) ﴿۱۷۰﴾ خوشخبری دیتے ہیں (اپنے آپکو) اللہ کی نعمت سے
اور فضل سے اور بیشک اللہ نہیں ضایع کرتا اجر ایمان والوں کا ﴿۱۷۱﴾ جن لوگوں نے قبول کیا
(حمراء اسد میں ابوسفیان کے حملہ کو روکنے کے لئے جانا) اللہ و رسول کیلئے بعد اسکے کہ اُن کو زخم پہنچا
تھا (اُحد کی لڑائی میں) تو اُن میں سے اُن لوگوں کیلئے جنہوں نے اچھے کام کئے اور پرہیزگاری
کی بہت بڑا اجر ہے ﴿۱۷۲﴾ وہ لوگ جن سے لوگوں نے کہا تھا کہ بے شبہہ بہت لوگ تم سے
لڑنے کو جمع ہوئے ہیں (بدر صغریٰ کے مقام میں) پھر اُن سے ڈرو

* یعنی آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میں ایک رات خدا کے پاس مہمان رہا وہ مجھکو کھلاتا تھا اور مجھکو پلاتا تھا اسپر امام غزالی مقام
فرماتے ہیں کہ کچھ شک نہیں کہ اِس کھانے اور پینے سے معرفت و محبت الٰہی اور انوار عالم غیب سے اکتساب
نور مراد ہے۔ ہم اسوقت نہ اِس حدیث کی صحت و عدم صحت پر بحث کرتے ہیں نہ اُسکے معنوں پر بلکہ اس مقام پر
اُسکو صرف اسلئے نقل کیا ہے کہ علماء اسلام نے متعدد جگہ طعام و شراب سے یعنی رزق سے وہ معنی مراد لئے
ہیں جو روح سے متعلق ہوتے ہیں نہ بدن سے۔

اب یہ سوال باقی رہتا ہے کہ مرنے کے بعد کیا چیز باقی رہتی ہے جسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ "
یرزقون فرحین من فضلہ" اسکا جواب یہی ہو سکتا ہے کہ وہ چیز باقی رہتی ہے جسکو روح
کہتے ہیں۔ روح کی اور اُسکی بقا کی اور اُسکی فرحت و الم کی بحث نہایت دقیق و طویل ہے ہم اُسکو اس مقام
میں طے کر دینا نہیں چاہتے بلکہ اس بحث کو جہاں تک ہماری سمجھ اور ہمارے خیال کی رسائی ہے اور
جہاں تک کہ قرآن مجید سے اُسکو ہم مستنبط کر سکے ہیں اور جو ایک ایسی بحث ہے کہ انسان کی زندگی میں تجربہ
میں نہیں آسکتی سورہ بنی اسرائیل کی اُس آیت کی تفسیر میں بیان کرینگے جس میں خدا نے فرمایا ہے "قل الروح
من امر ربی"

فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ (١٦٧) فَانْقَلَبُوا
بِنِعْمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ لَمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ وَاتَّبَعُوا رِضْوَانَ اللَّهِ
وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ (١٦٨) إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ
فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (١٦٩) وَلَا يَحْزُنْكَ
الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَنْ يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا يُرِيدُ
اللَّهُ أَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (١٧٠)
إِنَّ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ لَنْ يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا
وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (١٧١) وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي
لَهُمْ خَيْرٌ لِأَنْفُسِهِمْ إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ
مُهِينٌ (١٧٢) مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ
يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ (١٧٣) وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى
الْغَيْبِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ
وَرُسُلِهِ وَإِنْ تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا فَلَكُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ (١٧٤) وَلَا يَحْسَبَنَّ
الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَهُمْ

پس بڑھ گیا اسنے انکے ایمان کو زیادہ کر دیا اور انھوں نے کہا کہ ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور اچھا کارساز ہے

پھر وہ وہاں سے پھر آئے اللہ کیطرف سے نعمت اور فضل کے ساتھ انکو کسی برائی نے چھوا تک نہیں

اور انھوں نے پیروی کی اللہ کی رضامندی کی اور اللہ بڑا فضل والا ہے (۱۷۴) اسکے سوا کچھ

نہ تھا کہ یہہ کہنے والا شیطان تھا ڈراتا تھا اللہ کے دوستوں کو پھر تم اُنسے مت ڈرو اور مجھ

سے ڈرو اگر تم ایمان والے ہو (۱۷۵) اور تجھکو غمگین نکرینگے اے پیغمبر وہ لوگ جو بڑھے جاتی

ہیں کفر میں بے شک وہ کچھ بھی اللہ کو ضرر نہیں پہونچا سکتے خدا چاہتا ہے کہ اُنکے لئے کوئی

حصہ آخرت میں نکرے اور اُنکے لئے بڑا عذاب ہے (۱۷۶) بیشک جن لوگوں نے خریدا

کفر کو ایمان کے بدلے وہ کچھ بھی اللہ کو ضرر نہ پہونچاوینگے (۱۷۷) ور نہ گمان کریں وہ لوگ جو کافر

ہوئے کہ ہمارا اُنکو مہلت دینا اُنکے حق میں بہتر ہے اسکے سوا کچھ نہیں کہ ہم انکو اسلئے مہلت

دیتے ہیں تاکہ گناہوں میں زیادہ ہو جاویں اور اُنکے لئے ذلیل کرنیوالا عذاب ہے (۱۷۸)

نہ چھوڑیگا اللہ ایمان والوں کو اس حالت پر جس پر کہ تم اب ہو یہانتک کہ جدا کرے پاک کو ناپاک

سے (۱۷۹) اور نہ مطلع کریگا تمکو اللہ غیب پر ولیکن اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے

جسکو چاہتا ہے پھر ایمان لاؤ اللہ پر اور اُسکے رسولوں پر اور اگر تم ایمان لاؤ گے اور پرہیزگاری

کروگے تو تمھارے لئے بڑا اجر ہے (۱۸۰) اور نہ گمان کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اُسمیں جو دیا ہے اُنکو

اللہ نے اپنے فضل سے کہ وہ بخل اُنکے لئے اچھا ہے

شَرٌّ لَّهُمْ ﴿١٨٠﴾ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿١٨١﴾ لَقَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ فَقِيرٌ وَنَحْنُ أَغْنِيَاءُ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوا وَقَتْلَهُمُ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَنَقُولُ ذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ﴿١٨٢﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ﴿١٨٣﴾ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ عَهِدَ إِلَيْنَا أَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُولٍ حَتّٰى يَأْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَأْكُلُهُ النَّارُ ﴿١٨٤﴾

﴿١٨٤﴾ یاتینا بقربان تاکلہ النار) یہودی جس جانور کی قربانی بنظر تقرب الی اللہ یا بطور کفارہ گناہ کرتے تھے اُسکو ذبح کرنیکے بعد آگ میں جلا دیتے تھے، توریت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسم حضرت آدم اور حضرت نوح کے وقت سے چلی آتی تھی، تاریخ کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بت پرست لوگوں میں اور یونانی بت پرستوں میں بھی یہ رسم تھی، مذہب اسلام اس قسم کی قربانیوں کے بالکل برخلاف تھا۔ اسپر یہودیوں نے آنحضرت صلعم سے کہا کہ "توریت میں حکم ہے کہ کسی نبی پر جبتک کہ وہ ایسی قربانی نہ کرے جسکو آگ جلاوے ایمان نہ لاؤ"، خدا نے اُن پر حجت الزامی قایم کی کہ آنحضرت صلعم سے پہلے تمہارے پاس انبیا صریح نشانیاں لیکر آئے اور جس طرح کہ تم کہتے ہو اُسیطرح کی قربانی بھی اُنھوں نے کی، پھر تم نے کیوں اُنکو مار ڈالا اگر تم سچے ہو۔ اس سے ثابت ہوا کہ تمہارا یہ بیان کہ، توریت میں ایسا حکم ہے اور تمہارا یہ کہنا کہ جو بھی ایسی قربانی کرے اُس پہ ایمان لاؤگے یہ دونوں باتیں سچ نہیں ہیں۔

ہمارے علما مفسرین نے اس مقام پر بڑی غلطی کی ہے، اُنھوں نے یہودیوں کی بعض بیہودہ روایتوں سے یہ سمجھ لیا کہ جو قربانی آگ سے جلائی جاتی تھی اسکے جلانے کو آسمان پر سے ایک سفید آگ بغیر دھوئیں کے ایک سن سناہٹ کے ساتھ اُترتی تھی اور قربانی کو کھا جاتی تھی۔۔۔

[illegible] کرتا ہے (۱۷۵) جس چیز کا انھوں نے بخل کیا ہے اُسی کا طوق قیامت کے دن اُنکی گردن کو پہنایا جائیگا اور اللہ کے لئے ہے میراث آسمانوں کی اور زمین کی اور اللہ خبر رکھتا ہے اُسکی جو تم کرتے ہو (۱۷۶) بے شک اللہ نے سُنا اُن لوگوں کا کہنا جنھوں نے کہا کہ بے شک اللہ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں ہم لکھ رکھتے ہیں جو کچھ کہ اُنھوں نے کہا اور (لکھ رکھتے ہیں) اُن کا نبیوں کو مارنا ناحق اور ہم کہینگے (یعنی قیامت کے دن) کہ چکھو جلانیوالا عذاب (۱۷۷) یہ اُسکا بدلا ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے اور بے شک اللہ ظلم کرنیوالا نہیں ہے بندوں پر (۱۷۸) وہ لوگ جنھوں نے کہا کہ بے شک اللہ نے ہم سے عہد لیا ہے کہ ہم نہ ایمان لاویں کسی رسول پر جب تک کہ ہمارے پاس ایسی قربانی لاوے کہ اُس کو آگ کھالے (۱۷۹)

جانور کو جلا کر خاکستر کر جاتی تھی۔ انھوں نے سمجھا کہ انبیاے بنی اسرائیل کا یہ معجزہ تھا اور یہودیوں نے یہی معجزہ آنحضرت صلعم سے طلب کیا تھا۔ آنحضرت صلعم نے یہ معجزہ تو نہیں دکھایا مگر اور دلیلوں سے اُنکو ساکت کر دیا۔

یہ خیال مفسرین کا محض غلط ہے توریت میں کہیں یہ حکم نہیں ہے کہ جب تک کوئی نبی آگ سے جلنے والی قربانی نہ کرے اُسپر ایمان مت لاؤ۔ اور نہ توریت میں کہیں اس بات کا ذکر ہے کہ قربانی کے جلانیکو آسمان پر سے آگ اُترتی تھی۔

قربانی سوختنی کا ذکر بہت جگہ توریت میں آیا ہے حضرت موسیٰ نے اُسکے قواعد مقرر کئے ہیں اور وہ سب قواعد جنکو پڑھ کر تعجب ہوتا ہے (توریت سفر لویان میں مندرج ہیں) اُس سے ثابت ہے کہ قربانی سوختنی کو کاہن آگ جلا کر اُس میں جلا دیتا تھا چنانچہ باب اول سفر لویان ورس ۶ و ۷ میں لکھا ہے کہ "قربانی سوختنی را پوست کندہ آنرا پارہ پارہ نماید و پسران ہارون کاہن آتش را بر مذبح بگذارند و ہیزم را بالاے آتش بچینند" اسیطرح اور بہت سے مقام ہیں جنمیں ذکر ہے کہ کاہن آگ جلا کر اُس میں قربانی سوختنی کو جلاتے تھے نہ یہ کہ آسمان پر سے آگ اُترتی تھی۔

قُلْ قَدْ جَاءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِي بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِي قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوهُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ﴿١٨٠﴾ فَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَاءُوا بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيرِ ﴿١٨١﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ﴿١٨٢﴾ لَتُبْلَوُنَّ فِي أَمْوٰلِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ﴿١٨٣﴾

وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ

انسان کے گناہوں کے کفارہ میں قربانی کرنا اور انسان کے جرم کے سبب ایک جانور کی جان مارنا اور یہ سمجھنا کہ انسان اُس گناہ سے پاک ہوگیا ایک عجیب و غریب خیال ہے جو نہایت تاریکی اور جہالت کے زمانہ میں لوگوں کو پیدا ہوا تھا۔ عام جاہلوں کے خیال کا بقیہ ہر ایک زمانہ میں چلا آتا ہے اور کیسا ہی بڑا مصلح کیوں نہ ہو کچھ کچھ دیگر زمانہ میں بھی باقی رہتا ہے انبیاء علیہم السلام ایسے اُمور کی جو خدا کی وحدانیت اور ایمان کے برخلاف نہ تھے اور ایسے امور کی جنسے عام جاہلوں کے خیال میں کسی قسم کا خیال تقدس و تقرب الی اللہ پیدا ہوتا تھا اگو فی نفسہ وہ بے اصل ہوں کچھ پروا نہ کرتے تھے اور اُسی حال پر چھوڑ دیتے تھے یہی سبب تھا کہ حضرت موسیٰ کے مذہب میں کو جاری رہنے دیا لیکن نبی آخرالزمان کا یہ کام تھا کہ اس قسم کے خیالات کو بھی توڑ دے کیسی قربانی کا حکم بطور انسانی گناہ کے کفارہ کے قرآن مجید میں نہیں آیا ہے آجکل قربانیاں درحقیقت مذہبی قربانیاں نہیں ہیں انکی رخصت قرآن مجید سے بالنص صریح کے پائی جاتی ہے یہی سبب ہے کہ

[illegible] بے شک [illegible] رسول [illegible] مجھ سے پہلے [illegible]

اور اسکے ساتھ جو تم نے کہا پھر کس لئے تم نے انکو مار ڈالا اگر تم سچے ہو (۱۸۰) پھر اگر وہ تجھکو جھٹلائیں

تو بے شک جھٹلائے گئے ہیں رسول تجھ سے پہلے آئے تھے صریح نشانیوں اور صحیفوں اور روشن

کتابوں کے ساتھ (۱۸۱) ہر جاندار موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے، اور اسکے سوا کچھ نہیں کہ

تمھاری مزدوریاں قیامت کے دن پوری دی جاویگی، پھر جو کوئی آگ سے بچا لیا گیا اور

جنت میں داخل کیا گیا تو بے شک مراد کو پہونچا، اور دنیا کی زندگی کچھ ہی نہیں مگر پونجی فریب

دینے والی (۱۸۲) البتہ تم آزمائے جاؤگے اپنے مالوں میں اور اپنی جانوں میں، اور البتہ

تم سنوگے اُن لوگوں سے جنکو کتاب دی گئی ہے (تم سے پہلے) اور اُن لوگوں سے جو مشرک ہیں بہت

سی ایذا دینے والی باتیں، اور اگر تم صبر کروگے اور پرہیزگاری کروگے تو بے شک یہ ہمت

کے کاموں میں سے ہے (۱۸۳) اور جسوقت وعدہ لیا اللہ نے

علمای مجتہدین نے کتب فقہ میں کسی قربانیکو فرض نہیں قرار دیا ہے، زیادہ سے زیادہ جو کوشش کی ہے تو واجب لکھا ہے اور ہمکو اُس میں بھی کلام ہے۔

اسلام نے کوئی قربانی بطور تقرب الی اللہ یا بطور کفارہ گناہ مقرر نہیں کی، یہودی سمجھتے تھے کہ بدون قربانی سوختنی انسان پاک ہو نہیں سکتا، پھر وہ کیونکر ایسے نبی پر ایمان لاتے جس کے ہاں انسان کے گناہوں کے کفارہ کے لئے نہ قربانی تھی نہ قربانی سوختنی، وہ سمجھتے تھے کہ اگر ہم ایسے نبی پر ایمان لائے تو گناہوں سے کیونکر پاک ہونگے مگر وہ نہ سمجھے کہ اسلام نے گناہوں سے پاک ہونے کے لئے کسی بے گناہ جانور کے مارنے کے بدلے خود گنہگار کے دل کی قربانی مقرر کی ہے جسکو مذہبی اصطلاح میں توبہ و استغفار سے تعبیر کیا ہے اور یہی قربانی حقیقت میں حقیقی قربانی ہے۔

مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ

فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَبِئْسَ

مَا يَشْتَرُوْنَ ﴿۱۸۴﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّ

يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸۵﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰى

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۸۶﴾ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ

الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۸۷﴾ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ

قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ

الْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ

النَّارِ ﴿۱۸۸﴾ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ وَمَا

لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۱۸۹﴾ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ

اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ﴿۱۹۰﴾ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا

وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ﴿۱۹۱﴾ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ

وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

جنکو کتاب دی گئی تھی کہ البتہ بیان کیجیو لوگوں کو اور اسکو نہ چھپائیو پھر پھینک دیا
اسکو انہوں نے اپنی پیٹھوں کے پیچھے اور لیا اسکے بدلے میں مول تھوڑا سو بری ہے وہ جو
مول لیتے ہیں ۱۸۴ مت گمان کر ان لوگوں کو جو خوش ہوتے ہیں اس کام سے جو انہوں نے
کیا اور پسند کرتے ہیں کہ انکی تعریف کی جاوے اسپر جو انہوں نے نہیں کیا پھر مت گمان کر ان کو
عذاب سے چھٹکارے میں اور انکے لئے عذاب ہے دکھ دینے والا ۱۸۵ اور اللہ ہی کیلئے ہے
بادشاہت آسمانوں کی اور زمین کی اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ۱۸۶ بیشک آسمانوں اور زمین کے
پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے اختلاف میں البتہ نشانیاں ہیں عقلمندوں کیلئے ۱۸۷ جو یاد کرتے
ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹ پر لیٹے اور سوچتے ہیں آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں
اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار یہہ جو کچھ تونے پیدا کیا ہے بیفائدہ نہیں ہے تو پاک ہے
پھر بچا ہمکو آگ کے عذاب سے ۱۸۸ اے ہمارے پروردگار بیشک تو جسکو دوزخ میں ڈالے
تو بےشبہ تونے اسکو ذلیل کیا اور ظالموں کیلئے کوئی مددگار نہیں ۱۸۹ اے ہمارے پروردگار
بیشک ہمنے سنا منادی کرنیوالیکو ایمان کیلئے منادی کرتا تھا کہ اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ پھر ہم ایمان
لائے ۱۹۰ اے پروردگار ہمارے پھر ہمارے لئے ہمارے گناہ بخشدے اور ہمسے ہمارے
گناہ دور کردے اور ہمکو نیکوں کے ساتھ موت دے ۱۹۱ اے ہمارے پروردگار اور ہمکو دے
جس کا تونے ہمسے اپنے رسولوں کی زبان پر وعدہ کیا ہے اور ہمکو قیامت کے دن

إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ ﴿١٩٤﴾ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ

عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ فَالَّذِينَ

هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا

وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ

تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِّنْ عِندِ اللَّهِ وَاللَّهُ عِندَهُ

حُسْنُ الثَّوَابِ ﴿١٩٥﴾ لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي

الْبِلَادِ مَتَاعٌ قَلِيلٌ ثُمَّ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿١٩٦﴾

لَٰكِنِ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

خَالِدِينَ فِيهَا نُزُلًا مِّنْ عِندِ اللَّهِ وَمَا عِندَ اللَّهِ خَيْرٌ

لِّلْأَبْرَارِ ﴿١٩٧﴾ وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَمَن يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا

أُنزِلَ إِلَيْكُمْ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْهِمْ خَاشِعِينَ لِلَّهِ لَا يَشْتَرُونَ

بِآيَاتِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ﴿١٩٨﴾ أُولَٰئِكَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ

رَبِّهِمْ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿١٩٩﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٢٠٠﴾

[illegible] دن بیشک تو وعدہ کے برخلاف نہیں کرتا (۱۹۲) پھر قبول کر لیا انکے لئے انکے
پروردگار نے انکی دعا کو اور کہا کہ میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے مرد یا عورت کا عمل ضائع
نہ کرونگا ایک تم میں سے ایسا ہے جیسے دوسرا (۱۹۳) پھر جن لوگوں نے ہجرت کی اور اپنے ملک
سے نکالے گئے اور میری راہ میں ایذا دیئے گئے اور لڑے اور مارے گئے البتہ دور کرونگا
میں ان سے انکے گناہ اور بیشک داخل کرونگا میں انکو جنتوں میں بہتی ہیں انکے نیچے نہریں (۱۹۴)
بطور ثواب کے اللہ کے پاس سے اور اللہ اسکے پاس اچھا ثواب ہے (۱۹۵) تجھکو فریب میں نہ ڈالیگا
تجارت سے فائدہ اٹھانیکے لئے بکثرت سے آنا جانا کافروں کا شہروں میں یہ پونجی تھوڑی ہے
پھر انکی جگہ جہنم ہے اور بری جگہ ہے (۱۹۶) مگر وہ لوگ جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں
انکے لئے جنتیں ہیں بہتی ہیں انکے نیچے نہریں ہمیشہ رہیں گے انمیں سب چیز تیار پاویں گے
اللہ کے پاس سے اور جو کچھ اللہ کے پاس بھلائی ہے نیک لوگوں کیلئے (۱۹۷) اور بیشک
اہل کتاب میں سے وہ شخص ہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور جو کچھ بھیجا گیا ہے تمہارے پاس اور
جو کچھ بھیجا گیا ہے انکے پاس عاجزی کرتے ہیں اللہ کے لئے نہیں لیتے ہیں اللہ کی نشانیوں
کے بدلے تھوڑا مول (۱۹۸) وہ لوگ ہیں کہ انکے لئے انکا ثواب ہے انکے پروردگار کے پاس
بیشک اللہ جلد حساب لینے والا ہے (۱۹۹) اے لوگوں جو ایمان لائے ہو صبر کرو اور صبر دلاؤ
اور بندے رہو پیغمبر کے حکم سے اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاؤ (۲۰۰) —

ھو المستعان

در مطبع مفید عام آگرہ باہتمام محمد قادر علی خان صوفی طبع شد

سنہ ۱۳۲۰ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ
خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ
الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ① وَاٰتُوا
الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۠ وَلَا تَاْكُلُوْٓا
اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ② وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا
فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ
فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ ذٰلِكَ
اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ۭ وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۭ فَاِنْ طِبْنَ
لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْۗـــًٔـا مَّرِيْۗـــــًٔا ③

(۲) وان خفتم الا تقسطوا فی الیتٰمی۔ یتامیٰ جمع الجمع ہے یتیم کی۔ اور یتیم اسکو کہتے ہیں جس کا باپ مرگیا ہو یعنی سرپرست سے تنہا رہ گیا ہو۔ یہ لفظ لڑکوں پر اور لڑکیوں پر اور جن عورتوں کا نکاح ہونے سے پہلے باپ مرگیا ہو اطلاق ہوتا ہے گو کہ وہ جوان ہوگئی ہوں۔ اس پر تفسیر کبیر میں مفصل بحث لکھی ہے مگر اس کا ماحصل مطلب اسی قدر ہے جو ہم نے بیان کیا۔ اس مقام پر "یتامیٰ" سے صرف لڑکیاں اور ایسی عورتیں جن کے باپ مرگئے ہیں مراد ہے۔

خدا کے نام سے جو بڑا رحم والا ہے بڑا مہربان

لوگو ڈرو اپنے پروردگار سے جس نے پیدا کیا تمکو ایک جان سے اور پیدا کیا اس سے اسکا
جوڑا اور پھیلائے دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں اور ڈرو اللہ سے جس کے نام سے آپس میں
سوال کرتے ہو اور (ڈرو) کنبہ کے چھوڑنے سے، بیشک اللہ تم پر نگہبان ہے ① اور یتیموں کا مال انکو
دو اور مت بدلو برا بعوض اچھے کے اور نہ کھا جاؤ انکا مال اپنے مال میں ملا کر بیشک وہ بڑا گناہ
ہے ② اور اگر تم کو ڈر ہو کہ یتیم لڑکیوں کے حق میں انصاف نہ کروگے تو نکاح کرو اور عورتوں سے
جو تمہیں اچھی لگیں دو دو اور تین تین اور چار چار پھر اگر تم کو ڈر ہو کہ (آپس میں) عدل نہ کروگے تو پھر
تمہارے لئے ایک ہی ہے یا وہ جنکے مالک تمہارے ہاتھ ہو چکے ہیں یہ اس سے کم ہے کہ
ظلم نہ کرو ③ اور دیدو عورتوں کو انکا مہر خوشی بخوشی پھر اگر اپنے جی کی خوشی سے وہ تمکو اس میں سے
کچھ چھوڑ دیں تو اسکو کھاؤ رچتا پچتا ④

اس آیت میں اور اس سے پہلے آیت میں یتیم لڑکیوں یا عورتوں کے حق میں ناانصافی کرنیکا
احتمال ہے اس مقام پر بنظر مزید احتیاط یہ فرمایا ہے کہ اگر تمکو اس بات کا خوف ہو کہ یتیم لڑکیوں سے نکاح
کر کے انکے مال اور انکے حقوق میں انصاف نہ کروگے تو اور عورتوں سے نکاح کرو۔ اس سے غایت درجہ
کی احتیاط یتیموں کے مال اور حقوق کی حفاظت کی پائی جاتی ہے
تفسیر کبیر میں عروہ سے ایک روایت لکھی ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ سے کہا کہ یہ جو خدا

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيَامًا وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا ⑤

روی عن عروة انه قال سألت عائشة ما معنی قول الله وان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی فقالت یا ابن اختی هی الیتیمة تکون فی حجر ولیها فیرغب فی مالها وجمالها الا انه یرید ان ینکحها بادنی من صداقها ثم اذا تزوج بها عاملها معاملة ردیة لعلمه بانه لیس لها من یذب عنها ویدفع شر ذالك الزوج عنها فقال تعالی وان خفتم ان تظلموا الیتامی عند نکاحهن فانکحوا من غیرهن ما طاب لکم من النساء

عروہ نے حضرت عائشہ سے پوچھا کہ خدا نے جو فرمایا ہے کہ ان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی اسکے کیا معنی ہیں حضرت عائشہ نے فرمایا کہ یتیم لڑکی جو ولی کی حفاظت میں ہوتی ہے اور وہ اُس کے مال و جمال کا لالچ کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ تھوڑے سے مہر پر اُس سے نکاح کرلے اور پھر جب نکاح کر لیتا ہے تو بد سلوکی سے پیش آتا ہے اور اُسکا کوئی ایسا سرپرست نہیں ہوتا کہ اُس کی حمایت کرے اور اُسکے خصم کی بد سلوکی سے اُسکو بچاوے اس پر خدا نے فرمایا کہ اگر تمکو ڈر ہو کہ نکاح کر لینے سے یتیم لڑکیوں پر ظلم کروگے تو اور عورتوں سے نکاح کرو۔

جو تفسیر کہ حضرت عائشہ نے فرمائی اور سیاق کلام بھی اُسی پر دلالت کرتا ہے اُسکے لحاظ سے تقدیر کلام یوں ہے کہ "ان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی فلا تنکحوھن وانکحوا من غیرھن ما طاب لکم من النساء" یعنی اگر تمکو ڈر ہو کہ یتیم لڑکیوں کے ساتھ انصاف نہ کروگے تو اُن سے نکاح مت کرو اور اُنکے سوا اور عورتوں سے جو پسند ہوں نکاح کرو۔ فلا تنکحوھن۔ گویا جزاے محذوف ہے اور "فانکحوا ما طاب لکم" اُس پر معطوف ہے جزا کو محذوف کرکے معطوف علی الجزا کو اسکی جگہہ فرمایا ہے اس میں ایک نہایت دقیق نکتہ ہے اور وہ یہہ ہے کہ اگر "فلا تنکحوھن" کو محذوف نہ کیا جاتا تو یہہ شبہہ پیدا ہوتا کہ یتامی سے اُنکے اولیا کا نکاح قطعاً ممنوع ہے حالانکہ امتناع صرف تصرف مال اور اُنکے حقوق میں ناانصافی کرنے سے متعلق تھا۔

نکاح درحقیقت دو شخصوں میں ایک معاہدہ ہے مثل دیگر معاہدوں کے، مگر یہہ ایک ایسا معاہدہ ہے کہ اُسکے مثل کوئی دوسرا معاہدہ نہیں ہے اور ایک ایسا معاہدہ ہے جو فطرت انسانی کا مقتضی ہے اور اُس سے بالتخصیص ایسے احکام بمقتضاے فطرت انسانی متعلق ہیں جو دوسرے کسی معاہدہ سے متعلق نہیں ہیں اور وہ احکام بایک نوع کے مذہبی احکام ہوگئے ہیں اسلیئے نکاح عام معاہدہ

[جماعت] و بے عقلوں کو اپنا مال جسکو اللہ نے تمہارے لئے وجہ معیشت کیا ہے
اُس میں سے اُن کو کھلاؤ اور پہناؤ اور کہو اُنکے لئے نیک بات (۴)

خاص ہو کر ایک مذہبی معاہدہ میں داخل ہو گیا ہے اور بلحاظ اُسکی خصوصیات کے ٹھیک ایسا ہی ہونا لازم تھا۔

عورت بہ نسبت مرد کے اس معاہدہ کے نتائج کے لئے محل ہے اِسی لئے وہ مجاز نہیں ہو سکتی کہ ایک سے معاہدہ کرنے کے بعد اور اُس معاہدہ کے فسخ ہونے کے قبل دوسرے سے معاہدہ کرے، اِسی وجہ سے اسلام نے بمقتضاے فطرت انسانی عورت کو ایک وقت میں تعدد ازدواج کی اجازت نہیں دی مگر مرد کی حالت اُس کے برخلاف ہے اور علاوہ اِسکے مرد کے ساتھ اور اقسام کے ایسے تمدنی امور متعلق ہیں جو عموماً عورات سے متعلق نہیں ہیں؛ اسلئے وہ عدم جواز مرد سے بعینہٖ متعلق نہیں ہو سکتا پس مرد کو کسی ایسے شرط کے ساتھ جو بجز خاص حالت کے اُسکو بھی تعدد ازدواج سے روکے مجاز رکھنا بمقتضاے فطرت نہایت مناسب تھا۔ اِن تمام دقائق کی رعایت مذہب اسلام نے اِس عمدگی سے کی ہے جس سے یقین ہوتا ہے کہ بلا شبہہ وہ بانی فطرت کی طرف سے ہے مگر افسوس ہے کہ مسلمانوں نے اسکو نہایت بُری طرح پر استعمال کیا ہے۔

فطرت اصلی جبکہ اُس میں کوئی اَور عوارض داخل نہوں تو اُس کا مقتضی یہہ ہے کہ مرد کے لئے ایک ہی عورت ہونی چاہیئے مگر مرد کو جسقدر امور تمدن سے بہ نسبت عورت کے زیادہ تر تعلق ہے ایسے امور پیش آتے ہیں جن سے بعض اوقات اُسکو اُس اصلی قانون سے عدول کرنا پڑتا ہے اور حقیقت میں وہ عدول نہیں ہوتا بلکہ دوسرا قاعدہ قانون فطرت کا اختیار کرنا ہوتا ہے۔ اگر یہہ قاعدہ قرار پاتا کہ جب تک ایک عورت سے قطع تعلق نہ ہو جاوے تو دوسری عورت ممنوع رہے، تو اُس میں اُن عورات پر اکثر حالت میں نہایت بے رحمی کا برتاؤ جائز رکھا جاتا، اور اگر اُس قطع تعلق کو اُسکی موت پر یا کسی خاص فعل کے سرزد ہونے پر منحصر رکھا جاتا تو مرد کو بعض صورتوں میں منہیات پر رغبت دلانی ہوتی اور بعض صورتوں میں اُسکی ضرورت تمدن کو روکنا ہوتا۔ پس مرد کو حالت خاص میں تعدد ازدواج کا مجاز رکھنا فطرت انسانی کے مطابق عمدہ قانون مبنی تھا۔

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَاْكُلُوْهَا اِسْرَافًا وَّبِدَارًا ۵

اگر ایک عورت ایسے امراض میں مبتلا ہو جاوے کہ اسکی حالت قابل رحم ہو کر معاشرت کے قابل نہ رہے یا کوئی عورت عقیمہ ہو جسکے سبب مرد کی خواہش اولاد پوری نہ ہوسکتی ہو تو یہ ایک ایسا امر ہے کہ نہ پہلے بھی اُنکی تمنا سے خالی نہ تھے تو کیا یہ مناسب ہوگا کہ ایک بے رحمانہ طریقہ اُس سے قطع تعلق کا اختیار کئے بغیر دوسری عورت جائز نہ ہو یا اُسکی موت کے انتظار میں مرد کو ان اُمیدوں کے حاصل کرنے میں جو بلحاظ تمدن اُسکے لئے ضروری ہیں روکا جاوے۔ یہ ایسے امور ہیں کہ بمقتضائے فطرت انسانی روک نہیں سکتے اور جب روکے جاتے ہیں تو اس سے زیادہ خرابیاں میں مبتلا کرتے ہیں۔

ہاں تعدد ازدواج کے جائز رکھنے کے ساتھ اس بات کی روک ضرور تھی کہ سوائے حالت ضرورت کے کہ وہ بھی بمقتضائے فطرت انسانی ہو اس جواز کو خواہش نفسانی کے پورا کرنے کا ذریعہ نہ بنایا جاوے (جیسا کہ مسلمانوں نے بنایا ہے) پس اسلام نے نہایت خوبی اور بے انتہا عمدگی سے اس روک کو قائم کیا ہے۔ جہاں فرمایا ہے کہ "فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ" یعنی اگر تمکو ڈر ہو کہ عدل نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی جورو چاہئے۔ لفظ "ان خفتم" زیادہ تر غور کے لائق ہے کیونکہ کوئی انسان ایسا نہیں ہے کہ جسکو کسی وقت اور حالت میں بھی خوف عدم عدل نہ ہو۔ پس قرآن کی رو سے تعدد ازدواج کی اجازت اُسی حالت میں پائی جاتی ہے جبکہ محل عدل بمقتضائے فطرت انسانی باقی نہ رہے کیونکہ صحیح طور پر اُسی وقت عدم خوف عدل صادق آسکتا ہے۔ ایسی حالت میں بھی اسلام نے تعدد ازدواج کو ملکہ نفس نکاح کو بھی لازم نہیں کیا کیونکہ اس مقام پر "فانکحوا" صیغہ امر کا (جیسا کہ خود مفسر بھی تسلیم کرتے ہیں) وجوب کے لئے نہیں ہے بلکہ جواز کے لئے ہے۔

اس آیت میں جس لفظ پر بحث ہوسکتی ہے وہ لفظ "عدل" ہے علمائے اسلام نے عدل کو صرف رہنے میں باری باندھنے اور نان و نفقہ دینے میں مخصوص کیا ہے اور میل قلبی یعنی محبت و موانست میں اور اُس امر میں جو خاص زوجیت سے متعلق ہے عدل کو متعلق نہیں کیا۔ انھوں نے ایک حدیث سے اسکا استنباط کیا ہے جسکے یہ لفظ ہیں "ان النبی صلعم کان یقسم بین نسائہ

دیدیں تنکا رہا لو جبکہ وہ نکاح کی حد تک پہونچیں یعنی حد بلوغ کو پہونچیں اگر تم اُن میں ہوشیاری پاؤ تو
اُنکا مال دیدو اور اُنکے مال کو اُنکے بڑھنے کے خوف سے اسراف اور جلدی کر کے مت کھا جاؤ (٥)

فیعدل ویقول اللہم ہذا قسمی فیما املک فلا تلمنی فیما تملک ولا املک" یعنی آنحضرت
صلعم باری باندھتے تھے اپنی بیویوں میں اور عدل کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے خدا یہ میری تقسیم
ہے جس میں میں مالک ہوں پھر تو مجھکو ملامت مت کر اُس میں جس میں تو مالک ہے اور میں مالک نہیں ہوں
ترمذی نے لکھا ہے کہ بعض علماء نے بیان کیا ہے کہ ان اخیر لفظوں سے محبت و مودت مراد ہے۔ اور لعا
میں اُس امر کو بھی جو خاص زوجیت سے متعلق ہے اسی میں داخل کیا ہے۔

مگر ہمکو اس میں کلام ہے۔ اول تو اس حدیث کی صحت قابل بحث ہے اس حدیث کے دو سلسلے ہیں
ایک حماد بن سلمہ سے اور ایک حماد بن زید اور اور لوگوں سے حماد بن سلمہ نے اپنے سلسلہ کو حضرت عائشہ
تک ملا دیا ہے اور حماد بن زید اور اور لوگوں نے صرف ابی قلابہ تک چھوڑ دیا ہے یعنی اُن کی حدیث مرسل
ہے ترمذی نے پہلے سلسلہ کو کافی اعتبار کے لایق نہیں سمجھا اور لکھا کہ دوسرا سلسلہ یعنی حماد بن زید کا
زیادہ صحیح ہے مگر جبکہ وہ خود مرسل ہے تو کافی اعتبار کے لایق نہیں ہے۔

دوسرے یہ کہ الفاظ " فلا تلمنی فیما تملک ولا املک " سے کسی امر کی طرف کنایہ ہے اُسکو میل
قلبی یعنی محبت و موانست پر مخصوص و متعین کر لینے اور بالتخصیص اُس امر سے بھی متعلق کر دینے کی جو خاص
زوجیت سے متعلق ہے کوئی وجہ نہیں ہے بلکہ انبیاء علیہم السلام کی عظمت و شان اور اُنکی نیکی طینت
و پاکیزگی طبیعت کے بالکل برخلاف ہے کیا یہ انبیاء کی شان سے ہے جو وہ یہ کہیں کہ اے خدا
جس پر میرا دل آجاوے تو اُس میں تو مجھکو معاف کر یا جسکے ساتھ میں وہ امر نہ کروں جو خاص زوجیت
سے متعلق ہے تو تو مجھکو ملامت مت کر۔ افسوس ہے کہ بعض دفعہ اکابر بھی قدر و منزلت نفوس
قدسیہ انبیاء کو بھول جاتے ہیں اور اپنے نفوس پر قیاس کر کے وہی خفیف خیالی باتیں جو اُنکے نفوس میں ان نفوس مکرم
انبیاء کی طرف منسوب کرتے ہیں وشان الانبیاء اعلیٰ واجل وارفع مما یظنون۔

اگر اس حدیث کو واقعی تصور کر لیا جاوے اور اُس کے الفاظ بھی وہی تسلیم کئے جاویں جو [illegible]
صلعم کی زبان مبارک سے نکلے تھے، جسکا یقیناً تسلیم کرنا نہایت مشکل ہے تو ممکن ہے

اِن يَّكْبَرُوْا ۭ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَھُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝

ان الفاظ سے اُن امور کیطرف اشارہ ہو جو مقتضاء قدر الٰہی سے واقع ہوتے ہیں اور جن میں انسان کا کچھ اختیار نہیں ہے مثلاً امراض میں سے کسی کو کسی مرض کا لاحق ہو جانا یا ایک کا ذی ولد اور ایک کا لا ولد ہونا وغیرو ذلک، نہ اُن اُمور کی طرف جو خواہش نفسانی سے علاقہ رکھتے ہیں کیونکہ انبیار کی قدر و منزلت کا ادنیٰ درجہ انکا خواہش نفسانی کے مطیع نہ ہونے کو یقین کرتا ہے۔

تیسرے یہ کہ باری کی اور نان و نفقہ کی تقسیم میں مساوات جسکو ایک حریص علی الازواج کر سکتا ہے کوئی ایسا امر مشکل اور مہتم بالشان نتھا جسکی نسبت لفظ "فان خفتم" استعمال ہوتا، یہ لفظ خود اسبات پر دلالت کرتا ہے کہ اُس سے کوئی ایسا امر عظیم الشان مراد ہے جسکی بجا آوری بجز اُن نفوس قدسیہ کے جو فی الحقیقت نفسانی خواہشوں کے مطیع نہیں ہیں یا اُس حالت میں جبکہ بمقتضا سے فطرت انسانی محل عدل باقی نہیں ہے اور کسیطرح پر ہو نہیں سکتی۔

چوتھے یہ کہ عدل کے تقاضیں میل قلبی کو داخل نہ سمجھنا ایک بڑی غلطی ہے بلکہ جو تعلقات کہ باہم زن و شوہر کے ہیں اُن میں میل قلبی سب سے مقدم امر ہے اور اسلئے لفظ عدل بدرجہ اولیٰ اُسی امر مقدم سے متعلق ہوتا ہے اور وہ امر مقدم کسیطرح اُس سے خارج نہیں رہ سکتا اور اِسلئے حدیث مذکورہ بالا کے الفاظ "لا تلمنی فیما تملك ولا املك" سے میل قلبی کی طرف اشارہ سمجھنا سراسر غلطی ہے۔

خود خداوند تعالیٰ نے موانست و محبت کو تعلقات زن و شوہر میں امر مقدم قرار دیا ہے جہاں فرمایا ہے کہ "اسد کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہارے لئے تم ہی میں سے جوڑا پیدا کیا تاکہ تم دلی میلان اُس سے کرو اور تم دونوں میں محبت و پیار پیدا کیا

"ومن ایاتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودۃ و رحمۃ ان فی ذلک لایات لقوم یتفکرون (سورہ روم)

یقال سکن الیہ السکون القلبی ویقال سکن عندہ السکون الجسمانی (تفسیر کبیر)

اس صورت میں کہ اُن کے بڑے ہوجانے کا اندیشہ ہے اور جو شخص آسودہ ہو تو اُسکو اُنکے مال سے بچنا چاہیئے اور جو کوئی محتاج ہو تو وہ اُس میں سے کھاوے نیکی سے ⑥ پھر جب تم اُن کو اُنکا مال دیدو

تو اُن پر گواہ کرلو اور اللہ کافی ہے حساب لینے والا ⑦

"پس جو امر کہ تعلقات زن و شوہر سے مخصوص ہے وہ کیونکر لفظ عدل سے جو ایسے موقع پر بولا گیا ہے خارج رہ سکتا ہے،

پانچویں یہ کہ جن کے پاس پہلے سے یعنی اس حکم کے آنیکے قبل سے متعدد جورواں تھیں اُنکی نسبت حکم بیان کرتے وقت خود خدا نے عدل کو میل قلبی سے متعلق کیا ہے۔ جہاں فرمایا ہے کہ ہرگز تم

ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم فلا تمیلوا کل المیل (سورۃ النساء)	عدل نہ کرسکوگے عورتوں میں اور گو کہ تمکو حرص ہو پھر مت جھک پڑو (یعنی ایک پر) بالکل جھک پڑنا

اس مقام پر فرمایا ہے کہ تم عدل نہیں کرسکنے کے، اگر عدل سے صرف مساوات نان و نفقہ و باری معین کرنے سے مراد ہوتی تو یہ بات ایسی نہ تھی جس کی نسبت کہا جاتا کہ تم ہرگز نہ کرسکوگے گو کہ اُسکے کرنے کی حرص بھی کرو اُسکے بعد میل قلبی کا ذکر فرمایا ہے جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ عدل میل قلبی کو شامل تھا لیکن ہے سکدہ بحث مذکورہ بالا اس آیت سے متعلق ہو۔

غرضکہ قرآن مجید سے جو حکم پایا جاتا ہے وہ یہی ہے کہ ایک جورو ہونی چاہیئے تعدد ازواج کی اجازت اُسی وقت ہے کہ جب بمقتضائے فطرت انسانی و ضروریات تمدنی کے عقل و اخلاق و تمدن اُسکی اجازت دے اور خوف عدم عدل باقی نہ رہے۔

.. لفظ اَو ما ملکت ایمانکم کا اُن عورات سے متعلق ہے جو قبل اُسکے نکاح میں آچکی ہوں یا بموجب رسم جاہلیت کے بطور ملک یمین لوگوں کے پاس ہوں مگر بعد کو مذہب اسلام نے اُس رسم جاہلیت کو موقوف کردیا جہاں فرمایا کہ "فاما منا بعد واما فداء" پس اُس کے بعد کوئی انسان کسی انسان کا ملک یمین نہیں ہوسکتا اس باب میں میرا مستقل رسالہ مسمی "بتطبیق الاسلام عین شین الامۃ والغلام" موجود ہے جس کسیکو مستوعب بحث دیکھنی ہو اُسکو دیکھے اور میں اپنی اس تفسیر میں بھی مذکورہ بالا آیت کے تحت میں بالاجمال اُسکا ذکر کرونگا انشاء اللہ تعالیٰ

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ
نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ
نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ﴿٨﴾ وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ
وَالْمَسَاكِينُ فَارْزُقُوهُم مِّنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ﴿٩﴾
وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا
عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ﴿١٠﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ
أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ
سَعِيرًا ﴿١١﴾ يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ
فَإِن كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِن كَانَتْ
وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ
مِمَّا تَرَكَ إِن كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِن لَّمْ يَكُن لَّهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ
أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِن كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ مِن
بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ
أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١٢﴾

[illegible] اُس میں سے جو اُن کے ماں باپ اور قرابتمندوں نے چھوڑا حصہ ہے

اور عورتوں کیلئے بھی اُس میں سے جو اُن کے ماں باپ اور قرابتمندوں نے چھوڑا ہے حصہ ہے اُس مال

میں سے تھوڑا ہو یا بہت مقرر کیا ہوا حصہ ⑧ اور جب موجود ہوں تقسیم ہوتے وقت قرابتمند

یتیم اور مسکین تو اُس میں سے انکو کچھ دیدو اور کہو اُن کو نیک بات ⑨ اور اُن لوگوں کو (جو قریب المرگ

مریضوں کو اُن کے مال کی نسبت صلاح دیتے ہوں صلاح دینے میں خدا سے) ڈرنا چاہیئے کہ

اگر وہ اپنے پیچھے ضعیف اولاد چھوڑ جاتے کہ اُن پر (تنگی کا) ڈر کرتے (تو اپنے مال کی نسبت کیا

کرتے) پس انکو خدا سے ڈرنا چاہیئے اور کہنی چاہیئے بات پختہ ⑩ بے شک جو لوگ یتیموں کا مال

ظلم سے کھاتے ہیں تو اُسکے سوا کچھ نہیں کہ اپنے پیٹوں میں انگارے بھرتے ہیں اور جاوینگے

دوزخ میں ⑪ بتا دیتا ہے تمکو اللہ میراث میں تمھاری اولاد کا حصہ، مرد کا حصہ دو عورتوں

کے حصہ کی برابر ہے، پھر اگر اولاد میں عورتیں (یعنی بیٹیاں) ہوں دو سے زائد تو اُن کا حصہ

کل ترکہ میں دو ثلث ہے، اور اگر ایک بیٹی ہو تو نصف متروکہ اُسکا حصہ ہے۔ اور اُس کے

ماں باپ کا اُن دونوں میں سے ہر ایک کا متروکہ میں چھٹا حصہ ہے اگر اُسکے اولاد ہو،

پھر اگر اُسکے کوئی اولاد نہ ہو اور اُسکے وارث اُسکے ماں باپ ہوں تو اُسکی ماں کا تیسرا حصہ ہے،

پھر اگر اُسکے بھائی ہوں تو اُسکی ماں کا چھٹا حصہ ہے، وصیت کے جو وہ کی گئی ہو یا قرض کے

ادا کرنے کے بعد، اپنے باپوں اور اپنے بیٹوں (میں سے) تم نہیں جانتے کہ اُن میں سے

کون تمھارے لئے نفع پہونچانے میں قریب تر ہے مقرر کر دیا گیا (اُن کا حصہ) اللہ کیطرف

سے بے شک اللہ جاننے والا ہے حکمت والا ⑫

---

* یعنی جبکہ کوئی شخص بلا وصیت مر گیا ہو یا کسی قدر کی وصیت کی ہو اور باقی متروکہ بلا وصیت ہو کیونکہ میری تحقیق میں ثلث مال پر وصیت محدود نہیں ہے۔

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّهُنَّ وَلَدٌ فَإِن
كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ
بِهَا أَوْ دَيْنٍ ﴿۱۳﴾ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّكُمْ وَلَدٌ
فَإِن كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُم مِّن بَعْدِ وَصِيَّةٍ
تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ﴿۱۴﴾ وَإِن كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ
وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَإِن كَانُوا
أَكْثَرَ مِن ذَٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ
بِهَا أَوْ دَيْنٍ ﴿۱۵﴾ غَيْرَ مُضَارٍّ وَصِيَّةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ
حَلِيمٌ ﴿۱۶﴾ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَذَٰلِكَ
الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿۱۷﴾ وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ
يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿۱۸﴾ وَاللَّاتِي
يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ مِن نِّسَائِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ
أَرْبَعَةً مِّنكُمْ فَإِن شَهِدُوا فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ

اور تمھارے لئے نصف حصہ ہے تمھاری بیبیوں کے متروکہ میں اگر انکے کوئی اولاد نہ ہو
پھر اگر اُن کے اولاد ہو تو تمھارا چوتھائی حصہ ہے اُنکے متروکہ میں، وصیت کے جو وہ کر گئی
ہوں یا قرض کے ادا کرنے کے بعد (۱۳) اور اُن کے لئے چوتھائی حصہ ہے تمھارے
متروکہ میں اگر تمھاری کوئی اولاد نہو پھر اگر تمھاری اولاد ہو تو اُن کے لئے آٹھواں حصہ ہے
تمھارے متروکہ میں، وصیت کے جو تم کر گئے ہو یا قرض کے ادا کرنے کے بعد (۱۴) اگر ایک
مرد ہو کہ اُسکے ورثہ لینے والوں میں اُسکی اولاد اور باپ کے سوا اور لوگ ہوں اور یا ایسی
ہی کوئی عورت ہو اور اُس کے وارثوں میں بھائی اور بہن ہوں تو اُن میں سے ہر ایک کا
چھٹا حصہ ہے، پھر اگر وہ اُس سے زیادہ ہوں تو وہ تیسرے حصہ میں شریک ہیں،
وصیت کے جو وہ کیگئی ہو یا قرض کے ادا ہونے کے بعد (۱۵) بغیر مضرت پہونچانے
کے، مقرر کیا گیا ہے اللہ کیطرف سے اور اللہ جاننے والا ہے حلم والا (۱۶) یہہ ہیں اللہ
کی مقرر کی ہوئی حدیں، اور جو کوئی اطاعت کرے اللہ کی اور اُسکے رسول کی اللہ اُسکو داخل
کریگا بہشتوں میں بہتی ہیں اُنکے نیچے نہریں ہمیشہ رہیں گے اُس میں اور یہہ ہے کامیابی
بڑی (۱۷) اور جس نے نافرمانی کی اللہ کی اور اُسکے رسول کی اور توڑدیں اُس کی مقرر کی
ہوئی حدیں اللہ اُسکو ڈالدیگا آگ میں ہمیشہ رہیگا اُس میں اور اُسکے لئے عذاب ہے
ذلیل کرنے والا (۱۸) تمھاری عورتوں میں سے جو عورتیں بدکاری کریں تو اُن پر تم میں
سے چار شخص گواہ مانگو پھر اگر وہ گواہی دیں تو اُنکو بند کر رکھو گھروں میں

حتى يتوفهن الموت أو يجعل الله لهن سبيلا ﴿١٩﴾ واللذان

يأتيانها منكم فآذوهما فإن تابا وأصلحا فأعرضوا عنهما إن الله

كان توابا رحيما ﴿٢٠﴾ إنما التوبة على الله للذين يعملون السوء

بجهالة ثم يتوبون من قريب فأولئك يتوب الله عليهم وكان الله

عليما حكيما ﴿٢١﴾ وليست التوبة للذين يعملون السيئات

حتى إذا حضر أحدهم الموت قال إني تبت الآن ولا

الذين يموتون وهم كفار أولئك أعتدنا لهم عذابا أليما ﴿٢٢﴾

يا أيها الذين آمنوا لا يحل لكم أن ترثوا النساء كرها ولا تعضلو

هن لتذهبوا ببعض ما آتيتموهن إلا أن يأتين بفاحشة

مبينة وعاشروهن بالمعروف فإن كرهتموهن فعسى أن

تكرهوا شيئا ويجعل الله فيه خيرا كثيرا ﴿٢٣﴾ وإن أردتم

استبدال زوج مكان زوج وآتيتم إحداهن قنطارا

فلا تأخذوا منه شيئا أتأخذونه بهتانا وإثما مبينا ﴿٢٤﴾

وكيف تأخذونه

یہاں تک کہ اُٹھا لے اُن کو موت یا مقرر کرے اللہ اُن کے لئے کوئی راہ (۱۹) اور جو
دو مرد تم میں سے بدکاری کریں تو اُن دونوں کو ایذا دو پھر اگر (سزا بھگتنے کے بعد آئندہ کے لئے) توبہ
کریں اور نیکی پر آویں تو اُن سے درگزر کرو، بے شک اللہ معاف کرنیوالا ہے رحم والا (۲۰) اُسکے
سوا کچھ نہیں ہے کہ اللہ پر اُن لوگوں کی توبہ قبول کرنی ہے جو بُرا کام کرتے ہیں نادانی سے
پھر توبہ کرتے ہیں جلدی سے، تو وہی لوگ ہیں کہ اللہ اُنکو معاف کریگا اور اللہ جاننے والا
ہے حکمت والا (۲۱) اور اُن لوگوں کے لئے معافی نہیں ہے جو بُرے کام کرتے جاتے ہیں
یہانتک کہ جب اُن میں سے کسی ایک کے پاس موت آموجود ہوئی تو کہا کہ بے شک
میں نے اب توبہ کی، اور نہ اُن لوگوں کے لئے ہے جو مر گئے اور وہ کافر تھے، یہ لوگ وہ
ہیں جن کے لئے ہم نے طیار کیا ہے عذاب دُکھ دینے والا (۲۲) اے لوگو جو ایمان لائے
ہو تمھارے لئے حلال نہیں ہے کہ ورثہ میں عورتوں کو زبردستی سے (جورو بنا نیکو) لو اور اُن
کو (اوروں سے نکاح کرنے سے) منع مت کرو تاکہ کچھ اُس میں سے لیلو جو تم نے اُنکو دیا ہے، مگر
جب کہ وہ علانیہ بدکاری کریں، اور اُن کے ساتھ گذران کرو نیکی سے پھر اگر تم اُنکو ناپسند
کرو تو (چھوڑ مت دو) شاید تم ناپسند کرو ایک چیز کو اور پیدا کرے اللہ اُس میں بہت سی
بھلائیاں (۲۳) اور اگر تم چاہو بدل لینا ایک جورو کا ایک جورو کی جگہہ (یعنی ایک کو طلاق
دیکر دوسری سے نکاح کرنا) اور تم نے اُن میں سے ایک کو بہت سا مال دیا ہو تو مت لو
اُس میں سے کچھ کیا تم اُسکو لیتے ہو بہتان کر کے اور علانیہ گناہ کر کے (۲۴) اور کیونکر تم اُسکو لوگے

وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۲۱﴾
وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۭ اِنَّهٗ كَانَ
فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ۭ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۲۲﴾ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَ
بَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ
وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ
نِسَآىِٕكُمْ وَرَبَآىِٕبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآىِٕكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ
بِهِنَّ ۡ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ۡ وَحَلَآىِٕلُ
اَبْنَآىِٕكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا
مَا قَدْ سَلَفَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۳﴾ وَّالْمُحْصَنٰتُ
مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَاُحِلَّ لَكُمْ
مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ

﴿۲۸﴾ (ان تبتغوا باموالکم) یہ آیت بھی منجملہ اُن آیتوں کے ہے جسکی تفسیر میں مجکو تمام مفسرین اور علما متقدمین سے اختلاف ہے۔ تمام مفسرین اس آیت کو آیت متعہ کہتے ہیں یعنی اس آیت میں متعہ کے جائز ہونے کا حکم ہے۔ متعہ کے یہ معنی ہیں کہ ایک مرد ایک عورت سے میعاد معین کے لئے مثلاً ایک شب کیلئے بعوض مال معین کے مثلاً دس روپیہ کی اُجرت ٹھیرا لے اور اُس سے اُس میعاد تک

(وھی ای المتعۃ عبارۃ عن ان یستاجر الرجل المراءۃ بمال معلوم الی اجل معین فیجامعھا ۔ تفسیر کبیر)

حالانکہ بے شک تمنے ایک دوسرے سے حاجت روائی کی ہے اور عورتوں نے تم سے عہد

قول لے لیا ہے (۲۵) اور مت نکاح کرو عورتوں میں سے اُس عورت سے جس سے تمھارے

باپوں نے نکاح کیا ہو مگر جو ہوا سو گذر گیا، بیشک وہ بیحیائی ہے اور ناپسندیدہ اور بدراہ (۲۶)

حرام کی گئیں تم پر تمھاری مائیں اور تمھاری بیٹیاں اور تمھاری بہنیں اور تمھاری پھوپیاں اور

تمھاری خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمھاری مائیں جنہوں نے تمھیں دودھ پلایا اور تمھاری دودھ

بہنیں اور تمھاری بیبیوں کی مائیں اور تمھاری گیلڑ بیٹیاں جو تمھاری گود میں ہیں تمھاری ایسی

بیبیوں کے پیٹ سے جن سے تمنے صحبت کی ہے پھر اگر تمنے اُن سے صحبت نہ

کی ہو تو کچھ گناہ تمپر نہیں اور (حرام کی گئیں تم پر) تمھارے بیٹوں کی جوروان جو تمھاری

پیٹھہ سے ہیں اور (حرام کیا گیا) کہ دو بہنوں کو اکھٹا کرو، مگر جو ہوا سو گذر گیا، بے شک

اللہ بخشنے والا ہے مہربان (۲۷) اور حرام کی گئیں تمپر عورتوں میں سے آزاد عورتیں

مگر وہ جنکے مالک ہوئے ہیں تمھارے ہاتھ (یعنی نکاح کر لینے سے) لکھ دیا اللہ نے

تمپر (یہ حکم) اور حلال کیا گیا تمھارے لئے ان محرمات کے سوا، اِس لئے کہ تم ڈھونڈو

بعوض اپنے مال کے (آزاد عورتوں کو نکاح کرنیکے لئے)

مباشرت کرے جیسا کہ اِس زمانہ میں بعض عورتوں سے بے حیا مردوں کا عام دستور ہے۔

علماء کا اتفاق ہے کہ ابتدائی اسلام میں متعہ جائز تھا اور اِس باب میں کہ وہ بدستور جائز ہے یا ممنوع یا منسوخ ہو گیا ہے اختلاف ہے، گروہ کثیر امت کا یہ قول ہے کہ اِس آیت میں تعلیماً شبیہ جوازیت کا حکم ہے لیکن یہ حکم منسوخ ہو گیا ہے، مگر جن آیتوں سے اِس کے نسخ کا استدلال کرتے ہیں وہ استدلال میری دانست میں نہایت ضعیف ہے۔

مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُم بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً

اور گروہ قلیل اسکا یہہ قول ہے کہ حکم جواز متعہ بدستور بحال و غیر منسوخ ہے" ابن عباس سے اس میں مختلف روایتیں ہیں ـ ایک روایت تو جواز متعہ کی ہے بلا کسی قید کے ـ اور ایک روایت میں اسکا جواز بحالت اضطرار بیان ہوا ہے" جیسے کہ مردار و سور کا گوشت حالت اضطرار میں کھانا جائز ہے ـ اور ایک روایت میں بیان ہوا ہے کہ ابن عباس نے تسلیم کیا کہ حکم جواز متعہ منسوخ ہو گیا ہے ـ عمران بن حصین اُسکے جواز کے قائل تھے اور کہتے تھے کہ جواز متعہ کی آیت قرآن مجید میں موجود ہے اور اُسکے بعد کوئی ایسی آیت سے جس سے حکم جواز متعہ منسوخ ہوا ہو نازل نہیں ہوئی ـ اور شیعہ حضرت علی مرتضیٰ سے جواز متعہ کی بہت سی روایتیں بیان کرتے ہیں" مگر اہل سنت و جماعت کے ہاں حضرت علی مرتضیٰ سے کوئی معتبر روایت جواز متعہ پر منقول نہیں ہے ـ محمد بن جریر الطبری نے اپنی تفسیر میں حضرت علی سے یہہ روایت لکھی ہے کہ " اگر عمر لوگوں کو متعہ کرنے سے منع نہ کرتے تو بجز کسی بدبخت کے کوئی زنا نہ کرتا" اور محمد بن الحنفیہ سے جو حضرت علی کے بیٹے ہیں یہہ روایت ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ ابن عباس پاس گئے جو جواز متعہ کا فتویٰ دیتے تھے اور فرمایا کہ آنحضرت صلعم نے متعہ سے منع کیا ہے "

میرے نزدیک علماء و مفسرین کا اس آیت سے حکم جواز متعہ پر استدلال کرنا محض غلط ہے" بلکہ اس آیت سے علانیہ متعہ کے امتناع کا حکم پایا جاتا ہے ـ تمام تاریخوں اور قدیم کتابوں سے پایا جاتا ہے کہ ہر ایک قوم میں قدیم زمانہ سے اس قسم کی عورتیں تھیں جو یہی پیشہ کرتی تھیں کہ لوگوں سے اجرت ٹھیرا کر اُنکو اپنے ساتھ مباشرت کرنے دیتی تھیں جیسے کہ اس زمانہ میں بھی ایسی عورتیں پائی جاتی ہیں" جنکو بلحاظ اُنکے حالات کے خانگیاں اور کسبیاں کہتے ہیں یہودیوں میں فارسیوں میں بلکہ تمام قوموں میں اس قسم کی عورتیں تھیں" عرب میں بھی قبل اسلام اور ابتدائے اسلام میں اور شاید اس کے بعد بھی ایسی عورتوں کا وجود تھا" اور شاید اب بھی ہوں بلا اُنکی ظاہری صورت میں کچھ تبدیلی واقع ہوئی ہو ـ یہہ طریقہ اور یہہ فعل صرف اس وجہ سے نکلا تھا کہ مردوں کو اپنی مستی بجھانے کا موقع ملے ستی ... ہیں اور اس طرح پر متعہ یعنی اجرت سے کام چلانے ...

محض کے لئے مستی جھاڑنے کو بصورت کرتے اُس سے فائدہ اُٹھا [illegible]
سے تو دو اور اُنکو اُنکی مقرر کی ہوئی اُجرت یعنی مہر ا

ی الفہ کوئی فرق نہ تھا اِسلئے کہ مہر اور اُجرت حقیقتاً ایک ہی شے ہے رضا و معاہدہ دونوں حالتوں میں ایک ہی حقیقت رکھتا ہے، متعہ میں میعاد کا معین ہو جانا اور تزوج میں تعین میعاد کا اختیار زوج کے ہاتھ میں رہنا، یا میعاد کا معلوم ہونا مگر اُسکی تعداد کا نامعلوم ہونا کہ کب موت آئیگی حقیقت معاہدہ میں کوئی معتدبہ تبدل نہیں کرتا پس ان دونوں میں جو حقیقتاً فرق تھا وہ یہی تھا کہ تزوج سے مقصود دراصل احصان یعنی پاک دامنی اور نیکی تھی، اور متعہ سے صرف مستی جھاڑنی، کیونکہ اُس سے اُسکے مرتکب کو بجز سفح منی کے اور کوئی مقصود نہیں ہوتا پس اسی کو خدا تعالیٰ نے منع کیا اور ارشاد فرمایا کہ "أن تبتغوا باموالكم محصنين غير مسافحين" یعنی تم بعوض اپنے مال کے آزاد عورتوں کو نکاح کرنے کے لئے تلاش کرو اور اُن سے نکاح کرنا پاک دامنی رکھنے کی غرض سے ہو نہ مستی جھاڑنے کی غرض سے مطلب آیت کا صرف محصنین کے لفظ پر ختم ہو گیا تھا۔ غیر مسافحین کا لفظ صرف اُسی طریقہ متعہ کے منع کرنیکو کہا گیا ہے جو نہایت بے حیائی اور بداخلاقی سے رائج تھا، "انه كان فاحشة ومقتا وساء سبيلا" پس اس آیت سے متعہ کا امتناع پایا جاتا ہے نہ اُسکا جواز جیسے کہ غلطی سے علماء اسلام نے خیال کیا ہے۔

باقی رہی روایتیں، جن میں سے بعض سے بجز اسکے اور کچھ نہیں پایا جاتا کہ مکہ کی عورتیں بن سنور کر بیٹھتی تھیں جیسے اب بھی اس قسم کی عورتیں میلوں اور مجمعوں میں بناؤ سنگار کر کر بیٹھتی ہیں اور اُن سے متعہ کرنے کی آنحضرت صلعم نے اجازت دی تھی، وہ سب روایتیں محض بیہودہ و لغو ہیں

روی ان النبی صلعم لما قدم مكة فی عمرته تزین نساء مكة فشكا اصحاب الرسول صلعم طول العزوبة فقال استمتعوا من هذه النساء (تفسیر کبیر)

جسقدر حدیثیں جواز متعہ پر بیان ہوئی ہیں اور جسقدر کہ اُسکی منسوخی یا بحالی کی نسبت منقول ہیں اُنمیں سے ایک بھی لائق التفات اور قابل تسلیم نہیں ہے کیونکہ اُنمیں سے کوئی بھی صحیح نہیں ہے متعہ پر جو بحث شروع ہوئی بیہودہ اسی سے شروع ہوئی کہ علماء و مفسرین نے غلطی سے سمجھا کہ اس آیت سے جواز متعہ نکلتا ہے پھر ایک گروہ اسکا مخالف ہو

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُم بِهِ مِن بَعْدِ الْفَرِيضَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿٢٨﴾ وَمَن لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنكُمْ طَوْلًا أَن يَنكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِن مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُم مِّن فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ۚ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِكُم ۚ بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ ۚ فَانكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ ﴿٢٩﴾ فَإِذَا أُحْصِنَّ فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ ۚ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنكُمْ ۚ وَأَن تَصْبِرُوا خَيْرٌ لَّكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣٠﴾ يُرِيدُ اللَّهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ وَيَتُوبَ عَلَيْكُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٣١﴾

اسکی منسوخی ثابت کرنے پر توجہ کی ہے اور اسکی تائید پر ناسخ حدیثیں موجود ہو گئیں ہیں اور اسکے مویدین نے اسکے سوا انکی حدیثیں پکڑ بلائیں ، شیعہ کے پشت پناہ تو جناب علی مرتضیٰ ہیں ہی انھوں نے سچ جھوٹ جو چاہا اب للظلوم علیہما السلام پر تہمت دھری۔ البتہ اگر اس آیت سے حکم امتناع متعہ تسلیم کیا جاوے جو اُس زمانہ میں عرب میں مروج تھا تو وہ روایتیں جن میں بلا ذکر ناسخ صرف حکم امتناع متعہ ہے بتائید اس آیت کے قابل ترجیح بالائق اعتماد متصور ہو سکینگی اور خیال ہو سکتا ہے کہ بعد نزول اس آیت کے آنحضرت صلعم نے متعہ مروجہ کا امتناع کیا۔

جبکہ ہم روایات متعلق متعہ کو صحیح تسلیم نہیں کرسکتے تو ضرورتاً ہمیں لازم آتا ہے کہ ہم اس بات کو بھی کہ متعہ کا

[illegible] میں ہی تمام پھر اگر اُس پر بھی ہوجاوٗ [illegible]

[illegible] والا ہے حکمت والا (۲۶) اور جو کوئی تم میں سے بلحاظ مقدور کے استطاعت

نہ رکھتا ہو کہ مسلمان آزاد عورتوں سے نکاح کرے تو تمھاری اُن مسلمان چھوکریوں سے

نکاح کرے) جنکے مالک تمھارے ہاتھ ہوئے ہیں' اور اللہ جانتا ہے تمھارے

ایمان کو ایک تم میں کا ایسا ہے جیسے دوسرا پھر اُن سے نکاح کرو اُنکے صاحبوں کی اجازت

سے اور اُنکو دو اُنکی اجرت (یعنی مہر) خوشی سے جبکہ وہ پاکدامن ہوں نہ مستی جھاڑنیوالی

اور نہ پوشیدہ آشنا رکھنے والی (۲۹) پھر جب شوہر دار ہونے کے بعد فاحشہ بنا اختیار

کریں تو اُن پر اُس عذاب کا آدھا ہی جو عذاب آزاد عورتوں پر ہے چھوکریوں سے نکاح کرنا

اُسکے لئے ہے جس کو تم میں سے بدکاری کا خوف ہو اور اگر تم صبر کرو تو تمھارے لئے بہتر

ہے اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان (۳۰) اللہ چاہتا ہی کہ تمکو بتاوے اور تمکو ہدایت کرے اُن لوگوں

کی راہ کو جو تم سے پہلے تھے اور معاف کرے تمکو اور اللہ جاننے والا ہے حکمت والا (۳۱)

نسبت آنحضرت صلعم نے جواز کا حکم دیا اور ابن عباس اور عمران بن حصین نے یہہ کہا اور علی مرتضیٰ نے یہہ فرمایا
تسیفضمین کرتے اور جو تفسیر اِس آیت کی ہمنے بیان کی اُسکی نسبت یہہ نہیں کہا جاسکتا کہ اُن بزرگوں کے اقوال کے
خلاف ہے ہاں یہہ کہا جاسکتا ہے کہ سوائے ہمارے تمام مفسرین و علمائے متقدمین آیت کے معنی اُنکے
سمجھے مگر اِس کہنے کی ہمکو کچھ پرواہ نہیں ہے غرضکہ ہماری تحقیق یہہ ہے کہ متعہ کا طریقہ اسلام نے پیدا نہیں
کیا بلکہ وہ قدیم سے جاری تھا اسلام نے اُسکو منع کیا گو کہ ابتدائے زمانہ اسلام میں بھی جاری رہا ہو بہت سے
رواج زمانہ جاہلیت کے ایسے تھے جو زمانہ ابتدائے اسلام میں رائج تھے بعد کو ممنوع ہوئے متعہ بھی
[illegible]

يُرِيدُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوٰتِ

أَنْ تَمِيلُوا مَيْلًا عَظِيمًا ﴿٢٧﴾ يُرِيدُ اللّٰهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ

الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا ﴿٢٨﴾ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَأْكُلُوٓا أَمْوَالَكُمْ

بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّآ أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوٓا

أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ﴿٢٩﴾ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا

وَظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيهِ نَارًا وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرًا ﴿٣٠﴾

إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبٰٓئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ

مُدْخَلًا كَرِيمًا ﴿٣١﴾ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ

عَلٰى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ مِمَّا

اكْتَسَبْنَ وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿٣٢﴾

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْأَقْرَبُونَ وَالَّذِينَ

عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ

شَيْءٍ شَهِيدًا ﴿٣٣﴾ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُونَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ

اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ

اللہ چاہتا ہے کہ معاف کرے تمکو اور جو لوگ خواہشات نفسانی کی پیروی کرتے ہیں
چاہتے ہیں کہ تم جھکو کر وٹیری کجروی کرنی اللہ چاہتا ہے کہ تم پر سے (بوجہ) ہلکا کرے
اور انسان ضعیف پیدا کیا گیا ہے (۳۲) اے لوگوں جو ایمان لائے ہو مت کھاؤ
اپنے آپس کا مال دغا سے مگر یہہ کہ آپس کی رضامندی سے تم میں سوداگری ہو،
اور مت مار ڈالو اپنے آپ کو بے شک اللہ تمہارے ساتھ رحم کرنیوالا ہے (۳۳) اور جس
شخص نے زیادتی اور ظلم سے ایسا کیا تو ہم اُسکو جلد آگ میں ڈالینگے اور یہہ اللہ پر آسان ہے (۳۴)
اگر تم بچتے رہوگے اُن بڑی باتون سے جنسے (یعنی جن کے کرنے سے) منع کیے گئے ہو تو ہم دور کر دینگے
تم سے تمہارے گناہ اور داخل کرینگے اچھی جگہہ میں (۳۵) اور تم تمنا نہ کرو (یعنی حسد مت کرو) اُسکی
جسمیں بڑائی کی اللہ نے تم میں سے ایک کو دوسرے پر دی ہے مردون کے لئے اُسکا حصہ ہے
جو اُنھون نے کمایا اور عورتوں کیلئے اُس کا حصہ ہے جو اُنھوں نے کمایا اور اللہ سے مانگو
اُسکا فضل بے شک اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے (۳۶) ہر ایک کیلئے ہمنے وارث قرار
دیئے ہیں اُسمیں جو چھوڑا ہے ماں باپ نے اور قرابت مندوں نے اور جن لوگوں سے تمنے عہد
باندھا ہے پھر تم اُنکا حصہ اُنکو دو بیشک اللہ ہر چیز پر شاہد ہے (۳۷) مرد تسلط رکھنے والے ہیں
عورتوں پر بسبب اُس کے کہ بزرگی دی ہے اللہ نے انسانوں میں سے ایک کو دوسرے پر

بِمَا أَنفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ
لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ وَالّٰتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ
وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا
تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا ﴿٣٨﴾ وَإِنْ خِفْتُمْ
شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا
إِن يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيمًا
خَبِيرًا ﴿٣٩﴾ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ
إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى
وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا
مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا ﴿٤٠﴾
الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُونَ مَا آتٰهُمُ اللّٰهُ
مِن فَضْلِهِ وَأَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا ﴿٤١﴾ وَالَّذِينَ
يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَلَا
بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَن يَكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهُ قَرِينًا فَسَاءَ
قَرِينًا ﴿٤٢﴾

[illegible] سبب سے کہ خرچ کیا ہے [illegible] پس نیک بخت عورتیں [illegible]

حفاظت رکھنے والی ہیں اپنے شوہرون کے پیچھے اللہ کی حفاظت کے ساتھ اور جو

عورتین کہ اُن سے تمکو سرکشی کا ڈر ہو تو اُن کو سمجھاؤ اور اُنکو اُنکے سونے کی جگہ میں اکیلا چھوڑ

دو اور اُنکو مارو پھر اگر وہ فرمانبردار ہو جاوین تو اُنپر اور کوئی راستہ ڈھونڈو دشمنی کوئی اور حیلہ اُنکے

ایذا دینے کا یا طلاق دینے کا مت ڈھونڈو بیشک اللہ بڑا بلند مرتبہ والا ہے (۳۸) اور اگر تم کو اُن

دو میں ناموافقت کا اندیشہ ہو تو ایک پنچ مرد کے لوگوں میں سے اور ایک پنچ عورت کے لوگون میں سے مقرر

کرو اگر وہ اصلاح چاہیں تو خدا اُن میں توفیق دیگا بیشک اللہ جاننے والا ہے خبردار (۳۹)

اور عبادت کرو اللہ کی اور مت شریک کرو اُسکے ساتھ کسی چیز کو اور ماں باپ کے ساتھ

احسان کرو اور قرابت مندوں اور یتیموں اور غریبوں اور قرابت مند ہمسایوں اور اجنبی

ہمسایوں اور پاس رہنے والے اور راہ چلتے کے ساتھ اور اُسکے ساتھ جسکے مالک تمہارے

ہاتھ ہوئے ہیں بیشک اللہ نہیں دوست رکھتا اُسکو جو متکبر شیخی کرنیوالا ہے (۴۰) جو

لوگ بخل کرتے ہین اور لوگوں کو بخل کرنے کو کہتے ہیں اور چھپاتے ہیں اُسکو جو اُنکو اللہ نے

اپنے فضل سے دیا ہے اور طیار کیا ہے ہمنے کافروں کے لئے عذاب ذلیل کرنے

والا (۴۱) اور جو لوگ کہ خرچ کرتے ہیں اپنا مال لوگوں کے دکھلانے کو اور ایمان نہیں

رکھتے اللہ پر اور نہ پچھلے دن پر اور جو کوئی کہ ہو شیطان اُس کا مصاحب تو بُرا

مصاحب ہے (۴۲)

وماذا عليهم لو آمنوا بالله واليوم الآخر وأنفقوا مما رزقهم
الله وكان الله بهم عليما ﴿۳۹﴾ إن الله لا يظلم مثقال ذرة
وإن تك حسنة يضاعفها ويؤت من لدنه أجرا عظيما ﴿۴۰﴾
فكيف إذا جئنا من كل أمة بشهيد وجئنا بك على هؤلاء
شهيدا ﴿۴۱﴾ يومئذ يود الذين كفروا وعصوا الرسول لو
تسوى بهم الأرض ولا يكتمون الله حديثا ﴿۴۲﴾ يا أيها
الذين آمنوا لا تقربوا الصلاة وأنتم سكارى حتى تعلموا
ما تقولون ولا جنبا إلا عابري سبيل حتى تغتسلوا وإن كنتم
مرضى أو على سفر أو جاء أحد منكم من الغائط أو لامستم
النساء فلم تجدوا ماء فتيمموا صعيدا طيبا فامسحوا
بوجوهكم وأيديكم إن الله كان عفوا غفورا ﴿۴۳﴾ ألم تر
إلى الذين أوتوا نصيبا من الكتاب يشترون الضلالة و
يريدون أن تضلوا السبيل ﴿۴۴﴾ والله أعلم بأعدائكم
وكفى بالله وليا وكفى بالله نصيرا ﴿۴۵﴾

[illegible] نقصان تھا اگر [illegible] ایمان لاتے [illegible] اور خرچ کرتے اس میں سے جو
انکو اللہ نے دیا ہے اور اللہ انکے حال کو جاننے والا ہے (۴۲) بیشک اللہ ظلم نہیں
کرتا ذرہ بھر بھی اور اگر نیکی ہو تو اسکو دوگنا کر دیتا ہے اور اپنے پاس سے بڑا اجر دیتا ہے (۴۳)
پھر کیا حال ہوگا جبکہ ہم ہر ایک امت سے گواہ بلاوینگے اور تجھکو اُن پر گواہ لاوینگے اُس دن
چاہینگے وہ لوگ جو کافر ہوئے اور رسول کی نافرمانی کی کہ کاشکے برابر ہو جاتی اُن پر
زمین اور نہ چھپا سکینگے اللہ سے کوئی بات (۴۵) اے لوگو جو ایمان لائے ہو نماز کے نزدیک
مت جاؤ (یعنی مت پڑھو) ایسے حال میں کہ تم نشہ میں ہو، جب تک کہ تم جانو کیا
کہتے ہو، اور نہ ایسے حال میں کہ تم ناپاک ہو مگر رستہ چلتے (یعنی مسافرت میں) جب
تک کہ نہالو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر پر ہو یا تم میں سے کوئی ضرورت رفع کر کے آوے یا تم نے
عورتوں کو چھوا ہو اور تم پانی نہ پاؤ تو قصد کرو پاک مٹی کا پھر مسح کرو اپنے موہوں کو اور
ہاتھوں کو، بے شک اللہ معاف کرنیوالا ہے بخشنے والا (۴۶) کیا نہیں دیکھا تو نے اُن
لوگوں کی طرف جن کو دیا گیا ہے ایک حصہ کتاب سے مول لیتے ہیں گمراہی کو اور چاہتے
ہیں کہ تم راہ سے بھٹک جاؤ اور اللہ جانتا ہے تمھارے دشمنوں کو اور کافی ہے
اللہ دوست ہونے کو اور کافی ہے اللہ مدد دینے والا (۴۷)

مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا

وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا

فِي الدِّيْنِ ﴿٤٨﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا

لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ

اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٤٩﴾ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا

مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا

عَلٰٓى اَدْبَارِهَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ وَكَانَ

اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿٥٠﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ

وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ

افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ﴿٥١﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ

بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿٥٢﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ

يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿٥٣﴾ اَلَمْ تَرَ

اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ

وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ﴿٥٤﴾

[illegible] ہم نے سنا [illegible] باطن میں یہہ معنی رکھتے ہیں کہ ہم نے سنا نہ
سنا اور کہتے ہیں رٰعنا ہے یعنی اُسن اے پیغمبر تجکو کوئی بری بات نہ سنایا گیا ہو یعنی کوئی بری بات
تجکو نہ کہے اور باطن میں یہہ معنی رکھتے ہیں کہ سن اے پیغمبر تیری بات سنی گئی نہ ہو یعنی تیری بات
کوئی نہ سنے اور کہتے ہیں راعنا کا لفظ مگر اپنی زبان کو مروڑ کر جس سے راعنا سمجھا جاوے پہلے کے معنی
ہیں کہ ہماری طرف متوجہ ہو اور دوسرے کے معنی ہیں کہ تو ہمارا چرواہا ہے یا احمق باتوں سے دین میں طعنہ کرتے ہیں (۴۸)
اور اگر وہ کہتے کہ ہم نے سنا اور ہم نے فرمانبرداری کی اور سُن اور ہماری طرف متوجہ ہو تو اُنکے لئے اچھا
اور درست تر ہوتا ولیکن خدا نے اُنپر بسبب اُنکے کفر کے لعنت کی ہے پھر وہ ایمان نہ لاوینگے مگر
چند (۴۹) ای لوگو جو کتاب دئے گئے ہو ایمان لاؤ اُسپر جو اُتارا ہمنے سچ بتانے والا اُسکا جو تمہارے
پاس ہے اِس سے پہلے کہ ہم بگاڑدین تمہارے چہروں کو پھر ہم پھیر دیں اُنکو گدی پر یعنی اُنکے دل کی بدی
اُنکے چہروں پر دکھائی دے اور گدی پر چہرے پھر جاویں یعنی راہ راست نہ دکھائی دے یا ہم اُنکو
لعنتی کریں جیسے کہ ہمنے لعنتی کی اصحاب سبت کو یعنی اُن یہودیوں کو جو سبت کے دن ممنوع کام
کرتے تھے اور خدا کا حکم بجا لایا ہوا ہوتا ہے دیکھو تفسیر کونوا قردۃ خاسئین جلد اول صفحہ ۱۱۹-۱۱ (۵۰)
بیشک اللہ نہیں بخشتا اُس گناہ کو کہ اُسکے ساتھ شرک کیا جاوے اور بخشتا ہے اسکے سوا تمام گناہوں کو جس
کسی کے چاہتا ہے اور جو کوئی خدا کے ساتھ شرک کرے تو بیشک اُسنے پیدا کیا گناہ بڑا (۵۱) کیا تو نے
نہیں دیکھا اُن لوگوں کو جو اپنے آپ کو پاک ٹھیراتے ہیں بلکہ خدا پاک کرتا ہے جسکو چاہتا ہے اور نہ ظلم کئے جاوینگے ایک
تاگے برابر بھی (۵۲) دیکھ کیونکر بہتان باندھتے ہیں اللہ پر جھوٹا اور بس ہے یہی کھلا ہوا گناہ (۵۳) کیا تو نے نہیں دیکھا
اُن لوگوں کو جنکو دیا گیا ہے ایک حصہ کتاب کا یقین کرتے ہیں خبیث روحوں اور بتوں پر اور کہتے ہیں اُن لوگوں کو جو
کافر ہیں کہ یہی لوگ اُن لوگوں کی نسبت جو ایمان لائے ہیں بہت ٹھیک رستہ پر ہیں (۵۴)

...ينَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ

نَصِيْرًا ﴿٥٥﴾ اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ

النَّاسَ نَقِيْرًا ﴿٥٦﴾ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ

مِنْ فَضْلِهٖ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ

مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴿٥٧﴾ فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ

وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ﴿٥٨﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ

نُصْلِيْهِمْ نَارًا كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا

غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿٥٩﴾

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ

وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ﴿٦٠﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ

اِلٰٓى اَهْلِهَا وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ

اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿٦١﴾

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ

یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے اور جس پر خدا نے لعنت کی تو تم اُسکے لئے کوئی
مددگار نہ پاؤ گے (۵۵) کیا اُنکو حکومت کا کوئی حصہ ہے اگر ہو تو جب بھی نہ دینگے لوگوں کو کھجور
کی گٹھلی کی دراڑ برابر بھی (۵۶) کیا وہ حسد کرتے ہیں لوگوں پر جو کچھ اللہ نے اُنکو اپنے فضل
سے دیا ہے، تو بے شک ہم نے دی ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور حکمت اور ہم نے اُنکو دی
بڑی بادشاہت (۵۷) پھر اُن میں سے وہ ہیں جو اُس پر ایمان لائے اور اُن میں سے وہ ہیں
جو اُس سے رُک گئے اور کافی ہے جہنم آگ بھڑکا ہوا (۵۸) بیشک جن لوگوں نے ہماری
نشانیوں کے ساتھ کفر کیا ہم ڈالینگے اُنکو آگ میں جب پک اُٹھینگی اُنکی کھلڑیاں بدل دینگے
ہم اُنکی کھلڑیاں اُنکے سوا تاکہ چکھیں عذاب کو بیشک اللہ بڑا ہے حکمت والا (۵۹) اور جو لوگ
ایمان لائے ہیں اور اچھے عمل کئے ہیں ہم اُنکو داخل کرینگے جنتوں میں بہتی ہیں اُنکے نیچے نہریں
ہمیشہ ہمیش اُن میں رہیں گے اُن میں اُن کے لئے پاکیزہ جوڑے ہیں اور ہم اُنکو داخل کرینگے چھاؤن
چھاؤن (۶۰) بے شک اللہ تمکو حکم کرتا ہے کہ دیدو امانتیں امانت والوں کو اور جب تم
لوگوں میں حکم کرو تو حکم کرو انصاف سے، بیشک اچھی چیز ہے جسکی اللہ تمکو نصیحت کرتا
ہے بے شک اللہ سننے والا ہے دیکھنے والا (۶۱) اے لوگو جو ایمان لائے ہو اطاعت
کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور تم میں سے حکم والوں کی

تنازعتم في شيء فردوه إلى الله والرسول إن كنتم
تؤمنون بالله واليوم الآخر ذلك خير وأحسن تأويلا ﴿٦٢﴾
ألم تر إلى الذين يزعمون أنهم آمنوا بما أنزل إليك وما
أنزل من قبلك يريدون أن يتحاكموا إلى الطاغوت
وقد أمروا أن يكفروا به ويريد الشيطان أن يضلهم
ضلالا بعيدا ﴿٦٣﴾ وإذا قيل لهم تعالوا إلى ما أنزل الله و
إلى الرسول رأيت المنافقين يصدون عنك صدودا ﴿٦٤﴾
فكيف إذا أصابتهم مصيبة بما قدمت أيديهم
ثم جاءوك يحلفون بالله إن أردنا إلا إحسانا وتوفيقا ﴿٦٥﴾
أولئك الذين يعلم الله ما في قلوبهم فأعرض عنهم وعظهم
وقل لهم في أنفسهم قولا بليغا ﴿٦٦﴾ وما أرسلنا من رسول إلا
ليطاع بإذن الله ولو أنهم إذ ظلموا أنفسهم جاءوك
فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا
الله توابا رحيما ﴿٦٧﴾

پھر اگر تم کسی چیز میں جھگڑا کرو تو اُسکو پھیر دو اللہ اور رسول کے پاس اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ
پر اور اخیر دن پر یہہ اچھا ہے اور نیک ہے آخر کو (۶۲) کیا تو نے نہیں دیکھا اُن لوگوں کو
جو گمان کرتے ہیں کہ وہ ایمان لائے ہیں اُس پر جو اوتارا گیا ہے تجھ پر اور جو اُتارا گیا ہے
تجھ سے پہلے، چاہتے ہیں کہ فیصلہ کروادیں ناحق کرنے والوں سے اور بے شبہہ اُن کو
حکم دیا گیا ہے کہ اُس کو نہ مانیں اور چاہتا ہے شیطان کہ اُنکو گمراہ کرے دور کی گمراہی (۶۳)
اور جب اُنکو کہا جاتا ہے کہ آؤ اُسکی طرف جو اُتارا ہے اللہ نے اور (آؤ) رسول کے پاس تو تو
دیکھتا ہے کہ منافق تجھ سے رُک کر رُک جاتے ہیں (۶۴) پھر کیونکر جب اُنپر کوئی مصیبت
پڑتی ہے اُس سبب سے جو اُنکے ہاتھوں نے آگے بھیج دیا ہے تو پھر تیرے پاس آتے
ہیں اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ ہمنے بجز احسان اور موافقت کے اور کچھ نہیں چاہا تھا (۶۵)
یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ جانتا ہے کہ کیا اُنکے دلو میں ہے پھر اُن سے درگزر کر اور اُن کو
نصیحت کر اور کہہ اُن سے اُن کے دلوں میں بیٹھ جانے والی بات (۶۶) ہمنے نہیں
بھیجا کسی رسول کو مگر اسلئے کہ وہ فرمانبرداری کیا جاوے اللہ کے حکم سے اور اگر اُنھوں
نے جبکہ ظلم کیا اپنے آپ پر آتے تیرے پاس پھر معافی چاہتے اللہ سے اور معافی
چاہتا اُن کے لئے رسول البتہ وہ پاتے اللہ کو معاف کرنے والا رحم کرنے والا

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا
يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۶۵﴾
وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ
دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ
بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ﴿۶۶﴾ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ
لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۶۷﴾ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۶۸﴾ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ
وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ
وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ
رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿۷۰﴾
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا
جَمِيْعًا ﴿۷۱﴾ وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ
قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ﴿۷۲﴾ وَلَئِنْ
اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ
مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۳﴾

[illegible] قسم ہے تیرے رب کی وہ ایمان والے نہ ہونگے جبتک تجھکو حاکم نہ جانیں [illegible]

انکا آپس میں جھگڑے تسمیں پھر نہ پاویں اپنے دلوں میں دھکڑ پکڑ اُس سے جو تو نے حکم کیا

اور مان لیں ٹھیک جانکر (۶۸) اور اگر ہم اُن پر لکھ دیتے کہ مار ڈالو اپنے تئیں آپ یا نکل جاؤ

اپنے گھروں سے تو اُسکو نہ کرتے مگر اُن میں سے چند اور اگر وہ کرتے جس سی وہ نصیحت

دئے گئے ہیں تو البتہ ہوتا اُنکے لئے اچھا اور بہت زیادہ ثابت (قدم) رہنا (۶۹) اور

اُسوقت البتہ ہم اُنکو دیتے اپنے پاس سے ثواب بڑا اور البتہ ہم اُنکو ہدایت کرتے رستہ

سیدھا (۷۰) اور جس نے کہ اطاعت کی اللہ کی اور رسول کی تو وہ لوگ اُن لوگوں کے

ساتھ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور صالحوں

کے (ساتھ) اور یہہ لوگ اچھے رفیق ہیں (۷۱) یہ فضل ہے اللہ کیطرف سے اور کافی ہے

اللہ جاننے والا (۷۲) اے لوگو جو ایمان لائے ہو لو اپنا بچاؤ پھر نکلو ٹکڑی ٹکڑی یا نکلو اکھٹے ہو کر (۷۳)

اور بیشک تم میں سے وہ شخص ہیں کہ دیر کرتے ہیں پھر اگر پہونچتی ہے تمکو مصیبت کہتا ہے

کہ بیشک اللہ نے مجھ پر احسان کیا جب کہ میں اُن کے ساتھ موجود نہ تھا (۷۴) اور اگر

تمکو پہونچتی ہے بھلائی اللہ کیطرف سے تو کہتا ہے کہ گویا نہ تھی تم میں اور اُس میں دوستی (کہ

اُسکو بھی اپنے ساتھ لے جاتے) اے کاش میں ہوتا اُنکے ساتھ تو کامیاب ہوتا بڑا کامیاب ہونا (۷۵)

فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِ

الْاٰخِرَةِ ۭ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ

نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٧٤﴾ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ

الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاۗءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ

يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا

مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ﴿٧٥﴾ اَلَّذِيْنَ

اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ

سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَاۗءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ

كَانَ ضَعِيْفًا ﴿٧٦﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا

فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَ

قَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۭ

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۣ وَلَا

تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿٧٧﴾

پھر چاہیئے کہ لڑیں اللہ کی راہ میں وہ لوگ جو بیچ ڈالتے ہیں دنیا کی زندگی کو آخرت کے

بدلے اور جو کوئی لڑے اللہ کی راہ میں پھر مارا جاوے یا غالب ہو تو البتہ ہم اُسکو دینگے بڑا

ثواب (۷۴) اور کیا ہوا ہے تمکو کہ نہیں لڑتے ہو اللہ کی راہ میں اور کمزوروں کے (بچانیکے

لئے) مردوں اور عورتوں اور بچوں میں سے جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمکو نکال

اس شہر سے کہ ظلم کرنیوالے ہیں اُسکے لوگ اور کر ہمارے لئے اپنے پاس سے کوئی

والی اور کر ہمارے لئے اپنے پاس سے کوئی مددگار (۷۵) جو لوگ ایمان لائے ہیں لڑتے ہیں

اللہ کی راہ میں اور جو لوگ کافر ہیں لڑتے ہیں گمراہ کرنیوالوں کی راہ میں پھر لڑو شیطان کے دوستوں

سے بیشک شیطان کا مکر بودا ہے (۷۶) کیا تو نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جنکو کہا گیا کہ

روک لو اپنے ہاتھ (یعنی مت لڑو اسلئے کہ اب لڑائی نہیں ہے) اور پڑھو نماز اور دو زکوٰۃ (اور یہ بات

کو خوشی خوشی قبول کرتے ہیں) پھر جب لکھا گیا اُنپر لڑنا (یعنی جب پھر لڑائی کا وقت آیا) تو ایک گروہ

اُنمیں سے آدمیوں سے ڈرتا ہے جیسے کہ خدا کا ڈر ہو یا خدا کے ڈر سے بھی زیادہ اور کہتے ہیں کہ

اے ہمارے پروردگار تو نے کیوں لکھ دی ہم پر لڑائی کیوں تو نے تھوڑے وقت تک ہمکو اور مہلت نہ دی

کہدے اے پیغمبر کہ دنیا کا فائدہ تھوڑا ہے اور آخرت (کا فائدہ) بہت ہے اُس شخص کے لئے

جس نے پرہیزگاری کی اور نہ ظلم کئے جاوینگے بایک تاگے کی برابر بھی (۷۷)

أَيْنَ مَا تَكُونُوا يُدْرِكْكُمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوجٍ مُشَيَّدَةٍ ۗ وَإِنْ
تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَقُولُوا هَٰذِهِ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۖ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَقُولُوا هَٰذِهِ
مِنْ عِنْدِكَ ۚ قُلْ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۖ فَمَالِ هَٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا ﴿٨٠﴾
مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ ۖ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ ۚ
وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ﴿٨١﴾ مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ
فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ۖ وَمَنْ تَوَلَّىٰ فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ﴿٨٢﴾ وَ
يَقُولُونَ طَاعَةٌ فَإِذَا بَرَزُوا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ غَيْرَ الَّذِي
تَقُولُ ۖ وَاللَّهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُونَ ۖ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ
وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ﴿٨٣﴾ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ ۚ وَلَوْ كَانَ مِنْ
عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ﴿٨٤﴾ وَإِذَا جَاءَهُمْ
أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ ۖ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ
وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ ۗ وَلَوْلَا
فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا
قَلِيلًا ﴿٨٥﴾

جہاں کہیں تم ہو گے پکڑ لیگی تمکو موت اور گو کہ تم مضبوط برجوں میں ہو اور اگر انکو پہونچتی ہے بھلائی
تو کہتے ہیں کہ یہہ اللہ کیطرف سے ہے اور اگر انکو پہونچتی ہے برائی تو کہتے ہیں کہ یہ تیرے سبب سے ہے
کہدے اے پیغمبر کہ سب کچھ اللہ کیطرف سے ہی ہے پھر کیا ہے اِس قوم کو کہ بات کو سمجھتی ہوئی نہیں
لگتی (۸۰) جو کچھ کہ تجھکو پہونچا ہے بھلائی سے تو اللہ کیطرف سے ہے اور جو کچھ کہ تجھکو پہونچا ہے
بُرائی سے تو خود تیری طرف سے ہے اور ہمنے بھیجا تجھکو لوگوں کیلیئے پیغام پہونچانیوالا
اور کافی ہے اللہ گواہی کو (۸۱) جس شخص نے کہ اطاعت کی رسول کی تو بیشک اُس نے اطاعت
کی اللہ کی اور جو پھر گیا تو ہمنے نہیں بھیجا تجھکو اُنپر نگہبان (۸۲) اور کہتے ہیں فرمانبردار ہیں پھر جب
تیرے پاس سے باہر جاتے ہیں تو ایک گروہ اُنمیں سے گھر میں بیٹھکر سوچتا ہے اُسکے سوا جو
تو کہتا ہے اور خدا لکھ لیتا ہے جو کچھ وہ گھر میں بیٹھکر سوچتے ہیں پھر بے پرواہی کر اُن سے
اور توکل کر اللہ پر اور کافی ہے اللہ کام سنوارنیوالا (۸۳) پھر کیا وہ نہیں سمجھتے قرآن کو اور اگر خدا کے سوا
اور کسی کے پاس سے ہوتا تو وہ بیشک اُس میں بہت اختلاف پاتے (۸۴) اور جب اُن کے
پاس کوئی بات امن کی یا خوف کی آتی ہے تو اُسکو مشہور کرتے ہیں اور اگر اُسکو رسول تک
پہونچاتے یا اُن میں سے حکم والوں تک تو البتہ اُسکو جان لیتے اُنمیں سے وہ لوگ جو اُس میں سے ٹھیک بات
نکال سکتے اور اگر خدا کا فضل تمپر نہوتا اور اُسکی رحمت تو البتہ تم پیروی کرتے شیطان کی مگر چند (۸۵)

فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ
عَسَى اللَّهُ أَنْ يَكُفَّ بَأْسَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَاللَّهُ أَشَدُّ بَأْسًا وَأَشَدُّ
تَنْكِيلًا (٨٦) مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِنْهَا
وَمَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَكُنْ لَهُ كِفْلٌ مِنْهَا وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ
شَيْءٍ مُقِيتًا (٨٧) وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا
إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا (٨٨) اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ لَيَجْمَعَنَّكُمْ
إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا (٨٩)
فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ وَاللَّهُ أَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوا
أَتُرِيدُونَ أَنْ تَهْدُوا مَنْ أَضَلَّ اللَّهُ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَلَنْ
تَجِدَ لَهُ سَبِيلًا (٩٠) وَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا فَتَكُونُونَ
سَوَاءً فَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ أَوْلِيَاءَ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ
فَإِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَلَا
تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا (٩١) إِلَّا الَّذِينَ يَصِلُونَ إِلَىٰ قَوْمٍ
بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ

پس لڑائی کر اللہ کی راہ میں تو اور تیرے سوا اونکے فعل کا ذمہ دار نہیں کیا جاتا مگر تو اپنا اور دلگرمی دے مسلمانوں کو رغبت دلا قریب ہے کہ اللہ ان لوگوں کی دہشت کو کم کردیگا جو کافر ہیں اور اللہ بہت سخت

دہشت والا ہے اور بہت سخت سزا دینے والا (۸۴) جو کوئی سفارش کریگا اچھی بات کی سفارش

تو اُس اچھی بات میں اُسکا بھی حصہ ہوگا اور جو کوئی سفارش کریگا بُرے کام کی سفارش تو اُس بُرے

کام کا اُسپر بھی بوجھ ہوگا اور اللہ ہر چیز پر طاقت والا ہے (۸۵) اور جب تمکو دعا دیجاوے سلامتی کی

دعا تو تم اُس سے بہتر سلامتی کی دعا دو یا اُسی دعا کو اُلٹ کر کہو بیشک اللہ ہر چیز پر حساب لینے

والا ہے (۸۶) اللہ نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی بیشک اکٹھا کریگا تمکو قیامت کے دن جس میں

کچھ شک نہیں اور کون ہے اللہ سے زیادہ سچ بات کہنے والا (۸۷) پھر اے مسلمانو تمکو کیا ہے

کہ منافقوں (کی مدارات کرنے اور نہ کرنے) میں دو فرقے ہوگئے ہو اور اللہ نے اُنکو سرنگون کیا اُس

چیز سے جو اُنھوں نے کمایا کیا تم ارادہ کرتے ہو کہ ہدایت کرو اُسکو جسکو اللہ نے گمراہ کیا اور جسکو گمراہ

کرے اللہ تو ہرگز تو نہ پاویگا اُسکے لئے کوئی رستہ (۸۸) چاہتے ہیں (منافق) کہ تم بھی کافر ہوتے

جیسے کہ وہ کافر ہیں تو تم بھی برابر ہوتے پھر اُنمیں سے کسی کو دوست مت ٹھیراؤ جب تک کہ وہ ہجرت کریں

اللہ کی راہ میں پھر اگر پھر جاویں تو اُنکو پکڑو اور اُنکو مار ڈالو جہاں اُنکو پاؤ اور مت ٹھیراؤ اُنمیں سے کسی کو دوست

اور مددگار (۸۹) مگر اُن لوگونکو مت پکڑو اور مت مارو جو اُس قوم سے جا ملیں جس سے تم میں اور اُنمیں قول قرار ہو گیا

اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ

يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ

سَبِيْلًا ﴿٩٠﴾ سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا

قَوْمَهُمْ كُلَّمَا رُدُّوْا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ

وَيُلْقُوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ

حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿٩١﴾

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا

خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ

يَّصَّدَّقُوْا فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ

رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ

مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ

شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا

حَكِيْمًا ﴿٩٢﴾

یا تمہارے پاس آویں (اور) اُنکے دلوں میں یہ بات نہیں ہو کہ تم سے لڑیں یا اپنی قوم سے لڑیں
اور اگر خدا چاہتا تو البتہ انکو تم پر مسلط کرتا پھر ضرور تم سے لڑتے پھر اگر وہ تم سے (یعنی تمہارے مقابلہ
سے) علحدہ ہو جاویں اور تم سے نہ لڑیں اور تم سے صلح کا پیغام ڈالیں تو پھر اللہ نے اُن پر تمہارے
لئے کوئی رستہ نہیں بنایا ہے ﴿۹۲﴾ تم اور قوموں کو پاؤ گے کہ یہ چاہتی ہیں کہ تم سے امن میں
رہیں اور اپنی قوم سے بھی امن میں رہیں جب کبھی وہ فساد کی طرف پھیرے جاتے ہیں تو اُس میں
نگونسار ہوتے ہیں پھر اگر تمہارے مقابلہ سے علحدہ نہ ہوویں اور تم سے صلح کا پیغام نہ ڈالیں اور
(لڑائی سے) اپنا ہاتھ نہ روکیں تو اُنکو پکڑو اور انکو مار ڈالو جہاں انکو پاؤ اور یہی لوگ ہیں جن پر (یعنی جنکے
پکڑنے یا قتل کرنے پر) ہم نے تمکو صریح حجت دی ہے ﴿۹۳﴾ اور کسی مسلمان کو لائق نہیں ہے کہ کسی مسلمان
کو مار ڈالے مگر چوک سے اور جو کوئی کسی مسلمان کو چوک سے مار ڈالے تو (اُسکا کفارہ ہے) آزاد کرنا
مسلمان بردہ کا اور خون بہا کا دیا جانا اُسکے لوگوں کو مگر یہ کہ وہ (خون بہا کا دیا جانا) معاف کردیں
پھر اگر (وہ شخص جو مارا گیا ہے) تمہاری دشمن قوم میں سے ہو اور وہ مسلمان ہو تو اسکا کفارہ ہے (
آزاد کرنا مسلمان بردہ کا اور اگر وہ ایسی قوم سے ہو کہ تم میں اور اُن میں قول قرار ہو گیا ہے تو اسکا
کفارہ ہے خون بہا کا دیا جانا اُسکے لوگوں کو اور آزاد کرنا مسلمان بردہ کا پھر جو شخص مسلمان بردہ نہ پاوے
تو اُسکا کفارہ) پے در پے دو مہینے کے روزے ہیں معافی چاہنے کو اللہ سے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴿٩٣﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى
اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ
فَتَبَيَّنُوْا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿٩٤﴾ لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ
اَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً وَ
كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ
اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٩٥﴾ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً وَكَانَ اللّٰهُ
غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٩٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ
قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ
قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا فَاُولٰٓئِكَ
مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿٩٧﴾

اور جو کوئی مسلمان کو قصداً مار ڈالے تو اُسکی سزا جہنم ہے ہمیشہ اُس میں رہیگا اور غضب ہوا اُسپر
اور اُسکو لعنت کی اور اُسکے لئے طیار کیا بڑا عذاب (٩٥) اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب
تم کوچ کرو اللہ کی راہ میں تو تحقیق کر لو (مسلمانوں اور کافروں کو) اور مت کہو اُس شخص کو جسنے
تم سے سلام علیک کی ہے کہ تو مسلمان نہیں ہے تم چاہتے ہو دولت دنیا کی زندگی
کی تو اللہ کے پاس بہت سی غنیمتیں ہیں، تم ایسے ہی تھے اس سے پہلے پھر مہربانی
کی اللہ نے تم پر پس تحقیق کر لو، بے شک جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اُس سے خبردار ہے (٩٦)
مسلمانوں میں سے بیٹھ رہنے والے سوائے ناکاروں کے، اور اللہ کی راہ میں اپنے
مال اور اپنی جان سے جہاد کرنے والے برابر نہیں ہیں، بزرگی دی ہے اللہ نے اپنے مال
اور اپنی جان سے جہاد کرنیوالوں کو بیٹھ رہنے والوں پر مرتبہ میں، اور ہر ایک سے اللہ نے اچھا وعدہ کیا
ہے، اور بزرگی دی ہے اللہ نے جہاد کرنیوالوں کو بیٹھ رہنے والوں پر اجر عظیم دینے سے (٩٧)
اپنی طرف سے درجے دیے ہیں اور بخشش اور رحمت، اور اللہ بخشنے والا ہے رحم والا (٩٨) بیشک وہ
لوگ جنکی روح فرشتے قبض کرتے ہیں کہ اُنھوں نے اپنے پر آپ ظلم کیا ہے (یعنی منافقوں نے) تو
فرشتے کہتے ہیں کہ تم کس میں تھے وہ کہتے ہیں کہ ہم اُس ملک میں لاچار تھے (فرشتے) کہتے ہیں کیا خدا کی
زمین وسیع نہ تھی تا کہ تم اپنا ملک چھوڑ کر وہاں چلے جاتے پس یہی لوگ ہیں کہ اُن کے رہنے
کی جگہ جہنم ہے اور بری جگہ ہے (٩٩)

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِنْ مَطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَرْضَى
أَنْ تَضَعُوا أَسْلِحَتَكُمْ وَخُذُوا حِذْرَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ أَعَدَّ لِلْكٰفِرِينَ
عَذَابًا مُهِينًا ﴿١٠٢﴾ فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا
وَقُعُودًا وَعَلٰى جُنُوبِكُمْ فَإِذَا اطْمَأْنَنْتُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ
إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتٰبًا مَوْقُوتًا ﴿١٠٣﴾ وَلَا تَهِنُوا
فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ إِنْ تَكُونُوا تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا
تَأْلَمُونَ وَتَرْجُونَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُونَ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيمًا
حَكِيمًا ﴿١٠٤﴾ إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ
بِمَا أَرٰىكَ اللّٰهُ وَلَا تَكُنْ لِلْخَائِنِينَ خَصِيمًا ﴿١٠٥﴾ وَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ
إِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿١٠٦﴾ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِينَ يَخْتَانُونَ
أَنْفُسَهُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا أَثِيمًا ﴿١٠٧﴾ يَسْتَخْفُونَ
مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ
إِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا
يَعْمَلُونَ مُحِيطًا ﴿١٠٨﴾

اور تم پر کچھ گناہ نہیں ہے اگر تم کو کچھ اذیت ہو مینہ سے یا تم بیمار ہو کہ اپنے ہتھیار رکھ دو اور اپنی حفاظت لو بے شک اللہ نے تیار کیا ہے کافروں کے لئے عذاب رسوا کرنیوالا (۱۰۳) پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو یاد کرو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر لیٹے پھر جب تمکو اطمینان ہو جاوے تو قائم کرو نماز کو بے شک نماز مسلمانوں پر لکھی گئی ہے معین وقتوں پر (۱۰۴) اور سستی مت کرو اُس قوم یعنی کافروں کے پیچھا کرنے میں اگر تمکو تکلیف ہوتی ہے تو بیشک وہ بھی تکلیف اُٹھاتے ہیں جیسے کہ تم تکلیف اُٹھاتے ہو اور تم اللہ سے اُمید رکھتے ہو اُس چیز کی کہ وہ اُس کی اُمید نہیں رکھتے اور اللہ جاننے والا ہے حکمت والا (۱۰۵) بے شک ہمنے بھیجی ہے تجھ پر یہ کتاب برحق تاکہ تو لوگوں میں حکم کرے اُس چیز سے کہ دکھائی ہے تجھکو اللہ نے اور نہ ہو خیانت کرنیوالوں کے لئے جھگڑنے والا اور معافی مانگ اللہ سے بے شک اللہ بخشنے والا ہے مہربان (۱۰۶) اور مت جھگڑا کر اُن لوگوں کی طرف سے جو خیانت اپنے دلوں میں کرتے ہیں، بے شک اللہ دوست نہیں رکھتا اُسکو جو کہ خیانت کرنیوالا گنہگار ہو (۱۰۷) چھپاتے ہیں لوگوں سے اور نہیں چھپا سکتے اللہ سے اور وہ اُنکے پاس ہے جب کہ وہ گھر میں بیٹھکر مشورہ کرتے ہیں اُسکا جس بات کو اللہ پسند نہیں کرتا اور جو کچھ کہ وہ کرتے ہیں اللہ اُس پر حاوی ہے (۱۰۸)

وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ
وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ
مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ
ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ﴿۱۱۶﴾ اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ
اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ﴿۱۱۷﴾ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ
نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۙ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ
اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّتَّخِذِ
الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۸﴾
يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ۚ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۱۹﴾
اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۡ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴿۱۲۰﴾ وَالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ
قِيْلًا ﴿۱۲۱﴾ لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَاۤ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ؕ مَنْ يَّعْمَلْ
سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۲۲﴾

ں اسکی جو مسلمانوں کی نہیں تو پھیر دینگے ہم اسکو ادھر جدھر پھرا اور جہنم میں اسکو

میں اور وہ بری جگہ ہے (۱۱۵) بیشک اللہ نہیں معاف کریگا کہ شرک کیا جاوے

دیگا اسکے سوا جسکو چاہیگا اور جو کوئی شرک کرے اللہ کے ساتھ تو بیشک

گیا بہت دور بھٹکنا (۱۱۶) وہ (یعنی مشرک) نہیں پکارتے اُسکے (یعنی اللہ

وں کے اور نہیں پکارتے بجز سرکش شیطان کے (۱۱۷) لعنت کی ہے اُس پر اللہ نے

کہ البتہ میں لونگا تیرے بندوں سے مقرر کیا ہوا حصہ اور البتہ میں اُنکو گمراہ کرونگا اور

ڈالونگا اور البتہ اُنکو حکم دونگا تاکہ وہ چارپاؤں کے جانوروں کے کان (میری

یا اور میں اُنکو حکم دونگا تاکہ (میری بھینٹ کیلئے) خدا کی پیدائش میں تغیر کردیں اور

وا شیطان کو اپنا مربی بنایا تو بیشک وہ ٹوٹے میں پڑا اعلانیہ ٹوٹے میں

یطان) وعدہ دیتا ہے اور آرزوئیں دلاتا ہے اور شیطان اُنکو وعدہ نہیں دیتا

(۱۱۹) یہی لوگ ہیں جنکی جگہ جہنم ہے اور نہ پاوینگے اُس سے خلاصی (۱۲۰) اور جو لوگ ایمان

چھے عمل کئے ہم اُنکو داخل کرینگے جنتوں میں بہتی ہیں اُنکے نیچے نہریں ہمیشہ رہینگے

ں اللہ نے سچا وعدہ کیا اور کون ہے اللہ سے زیادہ سچا بات میں (۱۲۱) تمھاری

ور نہ اہل کتاب کی آرزوؤں سے کچھ ہوتا ہے جو کوئی برا کام کریگا اُسکا بدلا اُسکو

دیا جاویگا اور نہ پاویگا اپنے لئے سوائے خدا کے کوئی مربی اور نہ کوئی مددگار (۱۲۲)

يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ

فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴿١٢٤﴾ وَمَنْ

اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ

مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴿١٢٥﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ﴿١٢٦﴾ وَيَسْتَفْتُوْنَكَ

فِي النِّسَآءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ

فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ

اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ وَاَنْ تَقُوْمُوْا

لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ

عَلِيْمًا ﴿١٢٧﴾ وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ

اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا

وَالصُّلْحُ خَيْرٌ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ وَاِنْ تُحْسِنُوْا

وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿١٢٨﴾ وَلَنْ

تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ

[illegible] اچھے عمل [illegible] عورتوں میں سے [illegible] مومنوں میں سے [illegible]

ہو سو وہی لوگ ہیں جو داخل ہونگے جنت میں اور نہ ظلم کئے جاوینگے کھجور کی گٹھلی

کی نقیر برابر بھی (۱۲۳) اور کون دین کی راہ سے اُس شخص سے اچھا ہے جس نے اپنے

منہ کو خدا کی اطاعت میں رکھدیا اور وہ نیکی کرنیوالا ہے اور پیروی کی ہے دین ابراہیم کی جو خالص

خدا کا پوجنے والا تھا اور خدا نے ابراہیم کو دوست ٹھیرایا ہے (۱۲۴) اور اللہ کیلئے ہے جو کچھ

کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ کہ زمین میں ہے اور اللہ ہر چیز پر محیط ہے (۱۲۵) تجھ سے عورتوں

کے باب میں حکم پوچھتے ہیں کہدے کہ اللہ اُنکے باب میں حکم دیگا اور جو کچھ پڑھ سنایا جاتا ہے

تمکو کتاب میں یتیم عورتوں کے حق میں جنکو تم نہیں دیتے جو اُنکے لئے لکھا گیا ہے اور رغبت

کرتے ہو کہ نکاح کرلو اُن سے اور بے بس لڑکوں کے حق میں اور اس میں کہ تم یتیموں کے

لئے انصاف سے قایم رہو اور جو کچھ کہ تم کرتے ہو نیکی سے بیشک اللہ اُسکا جاننے والا ہے (۱۲۶)

اور اگر کوئی عورت ڈرے اپنے خاوند سے جھگڑنے یا بے التفاتی کرنے سے تو اُن دونوں پر کچھ

گناہ نہیں ہے کہ وہ دونوں آپس میں صلح کرلیں کسی طرح کی صلح اور صلح اچھی ہے اور طبایع

کی گئی ہیں طبیعتیں بخیلی پر اور اگر تم احسان کروگے اور خدا سے ڈروگے تو بیشک جو کچھ تم کرتے ہو اُس

سے خبردار ہے (۱۲۷) اور ہرگز تم طاقت نہیں رکھتے کہ عدل کرو عورتوں میں اگرچہ تم حرص کرو

يْلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَ
وْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿١٢٩﴾ وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ
ْ سَعَتِهٖ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ﴿١٣٠﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
فِي الْاَرْضِ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ
ْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
فِي الْاَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ﴿١٣١﴾ وَلِلّٰهِ مَا
سَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿١٣٢﴾ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ
ا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ﴿١٣٣﴾ مَنْ كَانَ
يْ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَكَانَ
لّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿١٣٤﴾ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ
قِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ
ْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى
ْ تَعْدِلُوْا وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
خَبِيْرًا ﴿١٣٥﴾ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

پس مت جھک جاؤ ایک طرف بالکل جھک جانا کہ اسکو چھوڑ دو ادھر میں لٹکی اور اگر تم ملاپ

کرلو اور [illegible] اس سے ڈرو تو بیشک اللہ بخشنے والا ہے رحم والا (۱۲۹) اور اگر تم دونوں جدا ہو جاؤ

تو اللہ تم دونوں کو اپنے پاس سے کشایش کر کے بے پرواہ کر دیگا اور اللہ کشایش کرنیوالا ہے

حکمت والا (۱۳۰) اور اللہ ہی کیلئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ کہ زمین میں ہے اور

بیشک ہمنے حکم دیا اُن لوگوں کو جنکو تم سے پہلے کتاب دیگئی ہے اور تمکو کہ ڈرو اللہ سے اور

اگر تم کفر کرو تو بے شک اللہ کیلئے ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ کہ زمین میں ہے اور بیشک

اللہ بے پرواہ ہے تعریف کیا گیا (۱۳۰) اور اللہ کے لئے ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور

جو کچھ کہ زمین میں ہے اور کافی ہے اللہ کام سنوارنیوالا (۱۳۱) اگر چاہے تو تمکو نیست کر دے

اے لوگو اور اوروں کو موجود کر دے اور اللہ ایسا کرنے پر قادر ہے (۱۳۲) جو شخص دنیا کی بھلائی

چاہتا ہے تو اللہ کے پاس دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے اور اللہ سننے والا ہی دیکھنے والا (۱۳۳)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم قایم رہو انصاف پر خدا کیلئے سچ بات کو ظاہر کرنیوالے اور اگرچہ

وہ خود تمکو نقصان پہونچانیوالی ہو یا ماں باپ اور قرابت مندوں کو خواہ وہ دولتمند ہوں یا فقیر

پس اللہ انکے ساتھ بہ نسبت تمھارے زیادہ مہربان ہے تو اپنی خواہش کی پیروی مت کرو عدل کرنے میں اور اگر

تم ٹالو یا منہ موڑو تو بیشک جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے (۱۳۴) اے لوگو جو ایمان لائے ہو ایمان لاؤ اللہ پر اور اسکے رسول

الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ﴿١٣٥﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا

ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ

وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ﴿١٣٦﴾ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا

اَلِيْمًا ﴿١٣٧﴾ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ

اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ﴿١٣٨﴾ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ

فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا

فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ اِنَّكُمْ

اِذًا مِّثْلُهُمْ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ

فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ﴿١٣٩﴾ الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ

فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ

قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ

بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ﴿١٤٠﴾

[illegible] ہیں [illegible] پہلے اس کتاب پر جو بھیجی گئی [illegible]

میں منکر ہوا اللہ کے ساتھ اور اسکے فرشتوں کے اور اسکی کتابوں کے اور اسکے رسولوں

کے اور پیغمبروں کے تو بیشک وہ بھٹک گیا دور کے رستہ پر بھٹکنا (۱۳۶) بیشک جو لوگ

ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر بڑھ گئے کفر میں ہرگز نہ بخشیگا اللہ

انکو اور پھر ہرگز نہ بتاویگا انکو رستہ (۱۳۷) خوشخبری دے منافقوں کو کہ بیشک اُنکے لئے عذاب

ہے دکھ دینے والا (۱۳۸) وہ لوگ (یعنی منافق) جو ٹھیراتے ہیں کافروں کو دوست مسلمانوں

کے سوا کیا وہ اُنکے نزدیک عزت چاہتے ہیں پھر بیشک تمام عزت اللہ کیلئے ہے (۱۳۹) اور

بیشک ہم نے حکم بھیجا ہے تم پر قرآن میں (سورۃ الانعام آیت ۶۷) کہ جب تم سنو کہ اللہ کے

احکام کے ساتھ کفر کیا جاتا ہے اور اُنکے ساتھ ٹھٹھا کیا جاتا ہے تو تم اُن لوگوں کے ساتھ

مت بیٹھو یہاں تک کہ وہ اُس کے سوا اور کسی بات میں لگ جاویں بیشک تم اُسوقت

اگر تم اُنمیں ملے بیٹھے رہوگے تو تم اُنکی مانند ہوگے بیشک اللہ اکٹھا کرنیوالا ہے منافقوں اور کافروں کو

جہنم میں سب کو (۱۴۰) جو لوگ کہ تکتے رہتے ہیں تمکو پس اگر تمہارے لئے فتح ہو اللہ کی طرف سے تو کہتے

ہیں کیا ہم نہ تھے تمہارے ساتھ اور اگر کافروں کے لئے نصیب ہو تو کہتے ہیں (کافروں سے) کیا ہم تم پر غالب نہیں [illegible]

اور کیا ہم نے تمکو بچایا نہیں مسلمانوں سے پھر اللہ تم میں قیامت کے دن فیصلہ کریگا اور ہرگز نہ دیگا کافروں کو مسلمانوں پر [illegible] (۱۴۱)

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى

الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا

قَلِيْلًا ﴿١٤٢﴾ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿١٤٣﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَتُرِيْدُوْنَ

اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿١٤٤﴾ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي

الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ﴿١٤٥﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ

تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ

مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿١٤٦﴾

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا

عَلِيْمًا ﴿١٤٧﴾ لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ

وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿١٤٨﴾ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ

تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿١٤٩﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ

بے شک منافق اللہ کو فریب دیتے ہیں اور اللہ ان کو فریب دینے والا ہے اور جب وقت صلوٰۃ [illegible]
[illegible] ہوتے ہیں تو کھڑے ہوتے ہیں کاہل دکھلاتے ہیں لوگوں کو اور اللہ کو نہیں یاد کرتے
مگر تھوڑا (۱۴۲) ڈولتے رہتے ہیں اسی میں نہ ان لوگوں کی طرف اور نہ اُن لوگوں کی طرف اور
جسکو اللہ گمراہ کرے تو پھر تو ہرگز نہ پاویگا اُس کے لئے کوئی رستہ (۱۴۳) اے لوگو جو ایمان لائے
ہو مت پکڑو کافروں کو دوست مسلمانوں کے سوا کیا تم چاہتے ہو کہ کرو اللہ کیلئے اپنے پر
کھلی ہوئی حجت (۱۴۴) بے شک منافقین آگ کے سب سے نیچے کے درجے میں
ہونگے اور تو نہ پاویگا اُنکے لئے کوئی مدد کرنے والا (۱۴۵) مگر جن لوگوں نے کہ توبہ کی اور صلاحیت
اختیار کی اور اللہ کو مضبوط پکڑا اور اپنے دین کو خالص اللہ کیلئے کیا تو وہ لوگ ایمان والوں کے
ساتھ ہیں اور جلد دیگا اللہ ایمان والوں کو اجر عظیم (۱۴۶) کیا کریگا اللہ تمکو عذاب دیکر اگر تم شکر کرو گے
اور ایمان لاؤ گے اور اللہ شکر کرنیوالا (یعنی شکر کی قدر کرنیوالا) جاننے والا ہے (۱۴۷) اللہ پسند
نہیں کرتا ظاہر کرنا بُری بات کا مگر اُس شخص کا جس پر ظلم کیا گیا ہو اور اللہ سننے والا ہے جاننے
والا (۱۴۸) اگر تم ظاہر کرو بھلائی کو یا اُس کو چھپاؤ یا درگذر کرو کسی بُرائی سے تو بیشک اللہ معاف
کرنے والا ہے قدرت والا (۱۴۹) بے شک جو لوگ کافر ہوئے اللہ اور اُس کے

رسولوں کے ساتھ

وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ

وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۴۹﴾

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۵۰﴾

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ

سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۵۱﴾ يَسْئَلُكَ

اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى

اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ

بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا

عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۵۲﴾ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ

الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ

لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۱۵۳﴾ فَبِمَا

نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ

بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ۚ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ

فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۵۴﴾

[illegible] ہیں [illegible] اور کہتے ہیں کہ ہم مانتے ہیں بعض

پیغمبروں پر اور نہیں مانتے بعض کو اور چاہتے ہیں کہ لیویں اس کے درمیان کوئی رستہ (۱۴۹)

یہی لوگ کافر ہیں بیشک اور ہمنے طیار کیا ہے کافروں کے لئے عذاب ذلیل کرنیوالا (۱۵۰)

اور جو لوگ ایمان لائے ہیں اللہ پر اور اُسکے رسولوں پر اور اُنھوں نے فرق نہیں کیا اُنمیں سے

کسی ایک میں یہہ لوگ ہیں کہ انکو جلد دیویگا اللہ اُنکا اجر اور اللہ معاف کرنیوالا ہے رحم والا (۱۵۱)

تجھ سے چاہتے ہیں اہل کتاب کہ تو اُتار لاوے اُن پر ایک کتاب آسمان سے پھر بیشک اُنھوں

نے چاہا تھا موسیٰ سے اِس سے بھی بڑا پھر کہنے لگے کہ دکھا دے ہمیں اللہ کو ظاہر میں پھر پکڑ لیا

اُنکو کڑک نے بسبب اُنکے ظلم کے پھر اُنھوں نے بچھڑا بنا لیا اس کے بعد کہ اُنکے پاس کھُلے

ہوئے احکام آچکے تھے پھر ہمنے اُنکو اُس سے معاف کیا اور دی ہمنے موسیٰ کو روشن

حجت (۱۵۲) اور ہمنے اُنکے اوپر طور کو اونچا کیا اُن سے قول قرار لینے کو اور ہمنے اُنکو کہا

کہ اُس دروازہ میں داخل ہو سجدہ کرتے ہوئے اور ہمنے اُنکو کہا کہ سبت کے احکام میں تجاوز

نہ کرو اور ہمنے اُن سے لیا گاڑھا قول قرار (۱۵۳) پھر بسبب اُنکے اپنا قول قرار توڑنے کے اور اُنکے

منکر ہونیکے اللہ کی نشانیوں سے اور اُنکے قتل کر ڈالنے کے نبیوں کو ناحق اور اُنکے کہنے کے کہ

ہمارے دلوں پر پردے ہیں بلکہ اُنپر اللہ نے بسبب اُنکے کفر کے مہر کردی ہے سو ایمان نہیں لاتے مگر [illegible]

وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا ﴿١٥٦﴾ وَقَوْلِهِمْ

الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا

وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ

مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ

اللّٰهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿١٥٨﴾ وَإِنْ مِّنْ أَهْلِ

إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ أُحِلَّ

وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ﴿١٦٠﴾ وَأَخْذِهِمُ ا

قَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَأَكْلِهِمْ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَأَ

لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيْمًا ﴿١٦١﴾ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ

وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ

وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِ

الْيَوْمِ الْاٰخِرِ أُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ أَجْرًا عَظِيْمًا ﴿١٦٢﴾ إِنَّا أَ

إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْ بَعْ

[illegible] سبب انکے کفر کے اور انکے کہنے کے مریم پر بہتان بڑا (۱۵۵) اور انکے کہنے کے کہ ہم

بیشک ہمنے قتل کر ڈالا مسیح عیسیٰ بیٹے مریم خدا کے رسول کو حالانکہ نہ اُنھون نے انکو قتل کیا اور

نہ صلیب پر مارا و لیکن اُن پر (صلیب پر مار ڈالنے کی) شبیہ کر دی گئی اور جو لوگ کہ اس مین اختلاف

کرتے ہیں وہ البتہ اس بات میں اُس سے شک میں پڑے ہیں اُنکو اُسکا یقین نہیں ہے

بجز گمان کی پیروی کے اور اُنھوں نے اُنکو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے اُنکو اپنے پاس

اُٹھا لیا اور اللہ غالب ہے حکمت والا (۱۵۶) اور نہیں کوئی اہل کتاب میں سے مگر یہ کہ

یقین کرے ساتھ اُس کے (یعنی حضرت عیسیٰ کے صلیب پر مارے جانے کے) قبل

اپنے مرنے کے (یعنی بعد مرنے کے وہ جان لیگا کہ صلیب پر حضرت عیسیٰ کا مرنا غلط تھا)

اور قیامت کے دن حضرت عیسیٰ اُن پر گواہ ہونگے (یعنی اہل کتاب کو اپنی زندگی میں جو عقیدہ

تھا اُسکے برخلاف گواہی دینگے) (۱۵۷) پس اُن لوگون کے ظلم کے سبب جو یہودی ہیں ہمنے

حرام کین اُن پر پاک چیزین جو حلال کی تھیں اُن کے لئے اور بسبب اُن کے روکنے کے

بہت لوگوں کو اللہ کے رستہ سے (۱۵۸) اور اُنکے سود لینے سے حالانکہ بے شک اُنکو منع کیا

گیا تھا اُس سے اور اُنکے کھا لینے کے لوگوں کے مال کو فریب سے اور طیار کیا ہے ہمنے اُنمین

سے کافرونکے لئے عذاب دکھ دینے والا (۱۵۹) لیکن اُن مین سے جو لوگ کہ علم میں مضبوط

ہیں اور ایمان لانیوالے جو ایمان لاتے ہیں اُس پر جو بھیجا گیا ہے تجھ پر اور جو بھیجا گیا تجھ سے پہلے

اور نماز قایم رکھنے والے اور زکوٰۃ دینے والے اور اللہ پر اور اخیر دن پر ایمان لانیوالے وہ لوگ ہیں کہ

ہم جلد اُنکو دینگے اجر عظیم (۱۶۰) بیشک ہمنے وحی کی تجھکو جیسے کہ وحی کی ہمنے نوح کو اور نبیون کو اُس کے بعد

* دیکھو اسی جلد کا صفحہ ۱۴۰ حاشیہ آیت ۱۵۱ ـ

وَإِبْرٰهِيْمَ وَإِسْمٰعِيْلَ وَإِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْأَسْبَاطِ وَ
عِيْسٰى وَأَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿١٦٣﴾
وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ
عَلَيْكَ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ﴿١٦٤﴾ رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ
لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿١٦٥﴾
لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَا أَنْزَلَ إِلَيْكَ أَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ
وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿١٦٦﴾ إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًا بَعِيْدًا ﴿١٦٧﴾ إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ﴿١٦٨﴾
إِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ أَبَدًا وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ
يَسِيْرًا ﴿١٦٩﴾ يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ
فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ وَإِنْ تَكْفُرُوْا فَإِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْأَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿١٧٠﴾

اور اُن کی طرف ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اسکی اولاد اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس

اور ہارون اور سلیمان کو اور وحی ہمنے داؤد کو زبور (۱۶۳) اور رسول ہیں کہ بیشک ہمنے اُنکا حال

اِس سے پہلے تجھ پر بیان کیا اور رسول ہیں کہ اُنکا حال ہمنے تجھ پر بیان نہیں کیا اور بات

کی اللہ نے موسیٰ سے ایک طرح کی باتیں کرنی (۱۶۴) رسول خوشخبری دینے والے اور

ڈرانے والے ہیں تاکہ نہ ہو لوگوں کو اللہ پر کچھ حجت رسولوں کے بعد اور اللہ غالب ہے

حکمت والا (۱۶۵) لیکن اللہ گواہی دیتا ہے اُس پر جو بھیجا ہے تجھ پر بھیجا ہے اُسکو اپنے علم

سے اور فرشتے گواہی دیتے ہیں اور کافی ہے اللہ گواہی دینے والا (۱۶۶) بیشک

جن لوگوں نے کفر کیا اور (لوگوں کو) روکا اللہ کے رستہ سے بے شک وہ بھٹک

گئے دور کے رستہ سے بھٹکنا (۱۶۷) بے شک جو لوگ کافر ہوئے اور ظلم کیا

نہیں ہوگا کہ اللہ اُنکو معاف کرے اور نہ اُنکو ہدایت کریگا کسی رستہ کی (۱۶۸) مگر

جہنم کے رستہ کی ہمیشہ رہینگے اُس میں ہمیشہ اور یہ اللہ پر آسان ہے (۱۶۹) ای لوگوں

بے شک آیا ہے تمہارے پاس رسول سچائی کے ساتھ تمہارے پروردگار کی

طرف سے پھر تم ایمان لاؤ بہتر ہے تمہارے لئے۔ اور اگر تم کفر کروگے تو بیشک

اللہ کے لئے ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور زمین میں اور اللہ جاننے والا ہے حکمت

يٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ لَا تَغۡلُوۡا فِىۡ دِيۡنِكُمۡ وَلَا تَقُوۡلُوۡا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الۡحَقَّ
اِنَّمَا الۡمَسِيۡحُ عِيۡسَى ابۡنُ مَرۡيَمَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ اَلۡقٰهَاۤ
اِلٰى مَرۡيَمَ وَرُوۡحٌ مِّنۡهُ فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَا تَقُوۡلُوۡا
ثَلٰثَةٌ اِنۡتَهُوۡا خَيۡرًا لَّكُمۡ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ سُبۡحٰنَهٗۤ اَنۡ
يَّكُوۡنَ لَهٗ وَلَدٌ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ
وَكِيۡلًا ﴿١٦٩﴾ لَنۡ يَّسۡتَنۡكِفَ الۡمَسِيۡحُ اَنۡ يَّكُوۡنَ عَبۡدًا لِّلّٰهِ وَلَا الۡمَلٰۤئِكَةُ
الۡمُقَرَّبُوۡنَ ﴿١٧٠﴾ وَمَنۡ يَّسۡتَنۡكِفۡ عَنۡ عِبَادَتِهٖ وَيَسۡتَكۡبِرۡ فَسَيَحۡشُرُهُمۡ
اِلَيۡهِ جَمِيۡعًا ﴿١٧١﴾ فَاَمَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيۡهِمۡ
اُجُوۡرَهُمۡ وَيَزِيۡدُهُمۡ مِّنۡ فَضۡلِهٖ وَاَمَّا الَّذِيۡنَ اسۡتَنۡكَفُوۡا
وَاسۡتَكۡبَرُوۡا فَيُعَذِّبُهُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا ﴿١٧٢﴾ وَلَا يَجِدُوۡنَ لَهُمۡ
مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيۡرًا ﴿١٧٣﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَكُمۡ
بُرۡهَانٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكُمۡ نُوۡرًا مُّبِيۡنًا فَاَمَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا
بِاللّٰهِ وَاعۡتَصَمُوۡا بِهٖ فَسَيُدۡخِلُهُمۡ فِىۡ رَحۡمَةٍ مِّنۡهُ وَفَضۡلٍ
وَّيَهۡدِيۡهِمۡ اِلَيۡهِ صِرَاطًا مُّسۡتَقِيۡمًا ﴿١٧٤﴾

اے کتاب والو اپنے دین میں غلو مت کرو اور مت کہو اللہ پر بجز سچ کے اِسکے سوا
کچھ نہیں ہے کہ مسیح عیسیٰ بیٹا مریم کا رسول اللہ کا ہے اور اُس کا کلمہ ہے کہ ڈالا اُسکو
مریم کی طرف اور روح ہے اُسکی طرف سے پھر ایمان لاؤ اللہ پر اور اُسکے رسولوں پر اور مت
کہو کہ تین خدا ہیں (اِس کہنے سے) باز رہو بہتر ہے واسطے تمہارے اِسکے سوا کچھ نہیں
کہ اللہ ایک ہے اللہ ہی وہ پاک ہے اس سے کہ ہووے اُسکے کوئی بیٹا اُسی کیلئے
ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ کہ زمین میں ہے اور کافی ہے اللہ کام سنوارنیوالا (۱۶۹)
ہرگز ننگ نہین کریگا مسیح کہ ہو بندہ اللہ کا اور نہ مقرب فرشتے (۱۷۰) اور جو
کوئی کہ ننگ کرے اُسکے بندہ ہونے سے اور تکبر کرے تو اُٹھا بلاویگا اُنکو اللہ اپنے پاس
اکٹھا (۱۷۱) پھر ہاں جو لوگ ایمان لائے ہیں اور اچھے کام کئے ہیں پھر پورا دیگا اُن کو
اُنکا اجر اور زیادہ دیگا اُنکو اپنے فضل سے اور ہاں جنہوں نے ننگ کیا اور تکبر کیا تو اُن کو
عذاب دیگا عذاب دکھ دینے والا (۱۷۲) اور وہ نہ پاوینگے اپنے لئے اللہ کے سوا کوئی دوست
اور نہ کوئی مددگار (۱۷۳) اے لوگو بیشک تمہارے پاس ایک دلیل تمہارے پروردگار کے پاس سے آئی
ہے اور بھیجا ہے ہمنے تمہارے پاس نور روشن (یعنی قرآن) پھر ہاں جو لوگ اللہ پر ایمان لائے ہیں
اُسکو مضبوطی سے پکڑ لیا ہے تو جلد داخل کریگا اُسکو اپنی رحمت میں اور فضل میں اور بتاویگا اُنکو اپنی طرف کا سیدھا (۱۷۴)

يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿١٧٥﴾

تجھ سے حکم پوچھتے ہیں کہدے کہ اللہ تمکو حکم دیتا کلالہ میں (باپ اور اولاد کے سوا جو وارث ہیں انکو کلالہ
کہتے ہیں اور اُس شخص کو بھی کہتے ہیں جو مرگیا ہو اور اُس کا باپ اور اُسکے اولاد میں سے کوئی وارث نہو
بلکہ اور رشتہ دار وارث ہوں) اگر کوئی شخص مرجاوے اور اُسکے اولاد نہو اور اُسکی بہن ہو تو اُسکے لئے
نصف حصہ ہے اُس چیز کا جو کچھ اُسنے چھوڑا ہے اور وہ یعنی بھائی بہن کے کل مال کا وارث ہوگا اگر
نہ ہو اُس کے کوئی اولاد پھر اگر دو بہنیں ہوں تو اُنکے لئے دو ثلث ہیں اُس میں سے جو اُسنے چھوڑا ہے
اور اگر ہوں چند بھائی بہن مرد اور عورت تو مرد کیلئے دو عورتوں کے حصہ کے برابر حصہ ہے ظاہر کردیتا ہے اللہ
تمھارے لئے گمراہی کو (تاکہ تم اُسکو جان لو اور گمراہ نہ ہو) اور اللہ ہر ایک چیز کو جاننے والا ہے (۱۷۵)

هُوَ الْمُسْتَعَانُ

سورة المائده

مَطْبَعُ مفید عامُ آگرہ باهتمام محمد قادر علی خان صوفی طبع شُد

سنہ ۱۳۲۰ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ

اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّى الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ

مَا يُرِيْدُ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ

الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْىَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَاۤ اٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ

يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ۝ وَاِذَا حَلَلْتُمْ

فَاصْطَادُوْا وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى

وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَاۤ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ

۳- حرمت علیکم۔ اس آیت میں جن چیزوں کی حرمت کا ذکر ہے اُن میں سے مرے ہوئے جانور اور خون اور سور
کے گوشت اور اُس جانور کی حرمت کا بیان جو خدا کے سوا کسی کے نام پر پکارا جاوے سورہ بقر کی تفسیر میں گذر چکا دیکھو
تفسیر جلد اول صفحہ ۲۰۴ لغایت ۲۰۰ اور "وما اهل لغیر الله" ہی کے حکم میں "وما ذبح علی النصب" آ ت
استقسام بالازلام بھی داخل ہے۔ نصب اور صنم دونوں ایک ہی چیز ہیں صرف اتنا فرق ہے کہ صنم میں کوئی صورت بنی
ہوئی ہوتی ہے اور نصب میں کسی صورت کا بنا ہوا ہونا ضروری نہیں کیونکہ بت پرستوں میں رواج ہے کہ ایک پتھر کو
کسی کے نام پر نصب کر دیتے اور اُسی کی پرستش کرتے ہیں حالانکہ اُس میں کوئی صورت کھدی ہوئی

خدا کے نام سے جو بڑا رحم والا ہے بڑا مہربان

اے لوگو جو ایمان لائے ہو پورا کرو اقرار کو حلال کئے گئے ہیں تمہارے لئے چرنیوالے چارپائے مگر
سوا جن کو تم سے بیان کرینگے (درحالیکہ تم) نہ حلال جاننے والے ہو شکار کو جبکہ تم احرام باندہے ہوئے
ہو بیشک اللہ حکم کرتا ہے جو چاہتا ہے (۱) اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت توڑو اللہ کے مقرر کئے
ہوئے حکموں کو اور نہ حرمت والے مہینے اور نہ کعبہ کو لیجانے والے جانور اور نہ گلے میں پٹہ والے
جانور اور نہ حرمت والے گھر (یعنی کعبہ) کے جانیوالوں کے حکموں کو کہ وہ چاہتے ہیں فضل اپنے
پروردگار سے اور اُسکی خوشنودی (۲) اور جب تم احرام سے نکلو تو شکار کرو اور تمکو برانگیختہ نکرے
دشمنی کسی قوم کی اسلئے کہ روک دیا تھا تمکو مسجد حرام میں جانے سے کہ تم زیادتی کرو اور ایک دوسرے
کی مدد کرو نیکی اور پرہیزگاری میں اور ایک دوسرے کی مدد مت کرو گناہ پر اور زیادتی پر اور ڈرو اللہ سے
بیشک اللہ سخت عذاب کرنیوالا ہے (۳) حرام کیا گیا تم پر مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور
کہ ذبح کے وقت اُس پر خدا کے سوا اَور کسی کا نام پکارا گیا ہو۔

نہیں ہوتی پس جو چیز غیر خدا کے نام پرستش کیلئے قایم کیجائے خواہ وہ صورت دار ہو یا بےصورت جیسے کہ سید کا استھان
یا شہید کا استھان یا سیتلا کا استھان وہ سب نصب میں داخل ہیں۔
"وما اہل لغیر اللہ بہ" کے لکھنے کے بعد "وما ذبح علی النصب" لکھنے سے جو فرق ان دونوں میں
ہے وہ ظاہر کیا گیا ہے کہ مذبوح علی النصب کی حرمت میں ذبح کے وقت اہلال لغیر اللہ شرط نہیں ہے بلکہ فقط [illegible]
ہی بوقت ذبح قایم مقام اہلال لغیر اللہ کیا گیا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں عرب کے لوگوں نے کعبہ کے گرد بہت سے
پتھر کھڑے کر رکھے تھے اور ان پر جانوروں کو چڑہایا کرتے تھے اور ذبح کرکے انکا خون اُن پتھروں کو لگا دیتے تھے

والمنخنقة والموقوذة والمتردية والنطيحة

بیشک ٹھیک ہندوستان کے بت پرست بعض دیبیوں کے مندروں پر جانوروں کو چڑہا کر مارتے ہیں لیس یہ
انکا فعل ہی قطعی ثبوت اس بات کا ہے کہ وہ ذبح تقرباً لغیر اللہ تھا اور اسلئے اُسکی حرمت کیلئے بروقت ذبح اہلال

لغیر اللہ مشروط نہیں ہوا۔

" وان تستقسموا بالازلام " کی تفسیر میں ہمارے مفسرین نے ایسی تفسیریں لکھی ہیں جن میں سے کوئی
بھی اس مقام کے مناسب نہیں معلوم ہوتی نظاہر معلوم ہوتا ہے کہ جو جانور علی النصب ذبح ہوتے تھے اُنکی
نسبت یہ قرار دیا کہ پوجاریوں میں سے کون لیوے ازلام کے ذریعہ سے ہوتا تھا جب ذبح علی النصب
کی حرمت بیان ہوئی تو اُسکے ساتھ جو فعل کہ اُسکے ساتھ کیا جاتا تھا اُسکو بھی بیان کیا ہے اُسکو اس مقام پر
فال لینے یا استعلام بالغیب سے کچھ تعلق نہیں ہے اور نہ وہ کوئی علیحدہ حکم ہے بلکہ ما ذبح علی النصب ہی کا
بیان ہے اور فعل استقسام کا وہی مفعول ہے اور تقدیر کلام یوں ہے کہ حرمت علیکم ما ذبح علی النصب
وان تستقسموها بالازلام۔

اور موقوذہ۔ اور متردیہ۔ اور نطیحہ۔ اور ما اکل السبع۔ کی حرمت بھی ایسی ہی ہے جیسے کہ
میتہ کی اور میتہ کی حرمت کا بیان بھی سورہ بقر میں ہو چکا ہے صرف " منخنقہ " پر بحث ہونی چاہیے۔
خنق اور اختناق کے معنی حلق کے اسقدر گھوٹنے کے ہیں جس سے جاندار مر جاوے اور وہ تین طرح پر
ہو سکتا ہے۔ یا تو انسان جانور کا گلا گھونٹ ڈالے یا شکار کرنے میں اسکے گلے میں اسطرح پھندا پڑ جاوے
کہ وہ گھٹ کر مر جاوے یا کسی درخت کی ٹہنیوں میں گردن پھنس کر گلا گھٹ جاوے۔ چوپایہ جانور ان تینوں
طرح میں سے جسطرح پر مر جاوے یا مارا جاوے حرام ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ان تینوں حالتوں میں بسبب نہ
خارج ہونے خون کے جو چوپاؤں میں کثرت سے ہوتا ہے اور جسکو دم مسفوح کہتے ہیں اُسکی موت موت طبعی
کے مشابہ ہو جاتی ہے اور وہ بہت سی باتوں میں مثل میتہ کے ہو جاتا ہے جس کا بیان اوپر ہو چکا۔ مگر
باقی رہی ہے طیور منخنقہ میں جن میں خون سیال نہایت کم ہے اور جس کا خارج ہونا یا نہ ہونا برابر ہے کہ آیا جب انسان
نے اپنے قصد و ارادہ سے اُسکا گلا گھونٹ کر مارا ہو تو وہ بھی اس حکم حرمت میں داخل ہے یا نہیں۔
یہ بحث مسلمانوں کی نسبت کچھ زیادہ قابل بحث نہیں ہے اس لئے کہ مسلمانوں کی نسبت بعنوں

[illegible] جو گلا گھٹنے سے مرے اور جو سینگ لگ کر مر گیا ہو

خلاصہ ترجمہ کے ہر ایک جانور کو خواہ چرند ہو خواہ پرند خدا کے نام پر ذبح کرنے کا حکم ہے پس اس حکم حرمت میں جو اس آیت میں منخنقہ کی نسبت ہے پرند داخل ہیں یا نہیں اگر کسی مسلمان نے اس کا گلا گھونٹ کر مار ڈالا ہو تو اسکا کھانا حرام ہوگا اسلئے کہ اسکو ذبح کرنیکا حکم تھا اور اس نے برخلاف اس حکم کے اسکو مارا ہے۔

جہانتک بحث ہے نسبت اہل کتاب کے ہے کہ اگر اہل کتاب نے کسی پرند جانور کو گلا گھونٹکر مار ڈالا ہو اور پرند کو اسطرح مار کر کھانا وہ اپنے مذہب میں جائز سمجھتے ہوں تو آیا مسلمان کو اسکا کھانا جائز ہے یا نہیں

اس مسئلہ کے تصفیہ کے لئے تین امر کا بیان ضرور ہے۔ اول یہہ کہ یہہ آیت طیور منخنقہ کی حرمت پر نص قطعی ہے یا نہیں۔ دوسرے یہہ کہ۔ اگر نص قطعی ہے تو یہہ حرمت اسکی عین ذات سے علاقہ رکھتی ہے یا کسی امر خارجی سے تیسرے یہہ کہ کوئی امر ہوا سکی اگلی آیت نے جسمیں ہمارے لئے طعام اہل کتاب کی حلت بیان ہوئی ہے طیور منخنقہ اہل کتاب کو حرمت سے مستثنیٰ کر دیا ہے یا نہیں۔

امر اول کا تصفیہ یہہ ہے کہ آیت مذکورہ طیور منخنقہ کی حرمت پر نص صریح نہیں ہے اسلئے کہ اس آیت میں چار لفظ ہیں۔ المنخنقة۔ الموقوذة۔ المتردية۔ النطيحة۔ ان چاروں میں حرف تا۔ فوقانی موجود ہے اور بموجب محاورہ زبان عرب کے اس بات کا قرار دینا چاہیئے کہ یہہ تے کس قسم کی ہے اور جو کہ کسی دوسری آیت قرآن مجید سے قسم تے کا تعین جو ان کلموں میں ہے نہیں پایا جاتا اسلئے اجتہاد سے اسکا تعین کرنا پڑتا ہے پس اب یہہ تے کسی قسم کی قرار دیجاوے اور کسی جانور کی حرمت کا مسئلہ اس سے نکالا جاوے اس کی حرمت منصوص نہ ہوگی کیونکہ ممکن ہے کہ وہ تے اس قسم کی نہ ہو بلکہ دوسری قسم کی ہو اور اس قسم کے جانوروں کی حرمت پیدا ہی نہ ہو۔

مثلاً ہم قرار دیتے ہیں کہ ان چاروں لفظوں میں تا۔ تانیث ہے جیسا کہ اکثر مفسروں نے بھی قرار دیا ہے پس اس صفت میں بموجب محاورہ زبان عرب کے ضرور ہے کہ یہہ چاروں لفظ صفت ہوں کسی موصوف محذوف کی اب ہم کو دوسرا اجتہاد کرنا پڑا کہ وہ موصوف مونث محذوف کون ہے جسکو ہم قرار دیں بہر حال جسکو ٹھہراوینگے حرمت البتہ اس آیت سے نکلے گی مگر اسکی حرمت اجتہادی ہوگی نہ منصوص کیونکہ ہم [illegible]

[illegible] السبع الا ما ذکیتم وما ذبح علی النصب

[illegible] سکو او موصوف محذوف کو نص قرآنی سے نہیں بلکہ صرف اپنے اجتہاد سے قائم کیا ہے امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ یہاں موصوف مونث محذوف (شاۃ) ہے کیونکہ وہی اکثر کھانے میں آتی ہے اور باقی تمام جانوروں چرند و پرند کی حرمت کا اُس پر قیاس کیا جاتا ہے۔ قبول کرو کہ یہی اجتہاد صحیح ہے اس حالت میں پرند منخنقہ کی حرمت دو اجتہادوں اور ایک قیاس غیر منصوص العلۃ سے قرار پاویگی نہ نص قطعی سے۔

مگر امام صاحب نے ناحق شاۃ کو موصوف مونث محذوف مانا ہے اگر وہ نفس کو موصوف مونث محذوف مانتے تو تمام منخنقہ جانوروں کی حرمت آجاتی اور بکری کی حرمت پر باقی جانوروں کے قیاس کی حاجت نہ رہتی اور تقدیر کلام یہ ہوتی کہ حرمت علیکم النفس المنخنقۃ الخ اب قبول کرو کہ یہی اجتہاد صحیح ہے تو بھی پرند جانور کی حرمت دو اجتہادوں مذکورہ بالا سے قرار پاویگی نہ نص قطعی سے۔

اب ہم اس لئے کہ تا، تانیث نہیں قرار دیتے بلکہ تا، نقل و تحویل قرار دیتے ہیں جیسا کہ صاحب تفسیر بیضاوی نے قرار دیا ہے اور جو کہ یہ تا صفت کو اسم بنا دیتی ہے اس لئے کسی موصوف مونث محذوف کی تلاش کی حاجت نہیں رہتی اور جس پر اطلاق منخنقہ اور متردیہ وغیرہ کا ہوگا اُسکی حرمت اس آیت سے ثابت ہوگی مگر اُس کی حرمت کا ثبوت ایک اجتہاد سے یعنی حرف تا کو تا، نقل قرار دینے سے ہوگا نہ نص صریح قطعی سے

ہمارے نزدیک ان چاروں کلموں میں تا، تانیث ہے اور موصوف مونث محذوف بہیمہ ہے یعنی چوپایہ یا چرند کے پس تقدیر آیت کی یہ ہے کہ حرمت علیکم البهيمة المنخنقة والبهيمة الموقوذة والبهيمة المتردية والبهيمة النطيحة پس پرندے اس حکم میں داخل نہیں ہیں۔

خود قرآن مجید سے بوجوہات مفصلہ ذیل ثابت ہے کہ یہاں موصوف محذوف بہیمہ ہے۔ اول یہ کہ خود قرآن مجید میں اسی آیت کے قبل شروع سورہ میں خدا نے فرمایا ہے احلت لكم بهيمة الانعام الا ما يتلى عليكم یعنی حلال ہوئے تمہارے لئے چوپائے مویشی مگر وہ جو آگے بتاوینگے پس اسکے بعد جو حرام جانور با شکلہ صفت مونث بتائے وہ خود خدا کے فرمانے سے اسی استثناء کی تفصیل ہیں جن کی نسبت فرمایا تھا الا ما یتلی علیکم یعنی کے اور موصوف مونث محذوف بھی وہی بہیمہ ہے جسکی نسبت اوپر فرمایا تھا کہ احلت لكم بهيمة الانعام پس خود خدا نے صاف بتادیا ہے کہ وہ موصوف مونث محذوف بہیمہ ہے [illegible]

[illegible] جانور جسکو درندہ نے پھاڑ کھایا ہو مگر جسکو تم نے ذبح کرکے حلال کر لیا ہو اور وہ جانور جو استھانوں پر ذبح کیا گیا ہے

معلوم ہوتا ہے کہ تینوں صفات چہارگانہ کے جو اس آیت میں مذکور ہوئیں اخیر دو صفتیں - تردی - یعنی اونچے پر سے گر کر مر جانے - اور نطح - یعنی لڑنے میں سینگ کی چوٹ سے مر جانے کی صفت سوائے بہیمہ یعنی چرند کے پرند میں متحقق بھی نہیں ہو سکتی باقی رہا - وقذ یعنی لکڑی سے یا لٹھے سے یا اور کسی چیز سے مار ڈالنا اگرچہ یہ فعل پرند کی نسبت بھی ممکن ہے مگر جو لوگ اگلے زمانہ کی تاریخ سے اور جنگلی قوموں کے حالات سے اور خود عرب کے بیابان کے رہنے والوں کی عادت سے واقف ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ صرف چوپائے جانوروں کا اس طرح پر شکار ہوتا تھا کہ انکو گھیر کر لٹھوں سے مار ڈالتے تھے نہ پرند کا پس یہ صفت بھی درحقیقت حسب عادت عرب مختص بہایم سے ہے نہ پرند سے۔

اب بحث طلب رہا - خنق یعنی گلا گھونٹ کر مار ڈالنا - اگرچہ یہ فعل پرند کی نسبت بھی ممکن ہے مگر عرب میں چوپایوں کا گلا گھونٹ کر مار ڈالنا مروج تھا جسکی حرمت میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

امام فخر الدین رازی صاحب تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ "واعلوا ان المنخنقة علی وجوہ منہا ان اہل الجاہلیۃ کانوا یخنقون الشاۃ فاذا ماتت اکلوہا ومنہا ما ینخنق بحبل الصاید ومنہا ما یدخل راسہا بین عودین فی شجرۃ فتختنق فتموت الخ" پس اس بیان سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ جو احکام اس آیت میں مذکور ہیں وہ بہیمہ کی نسبت ہیں نہ پرند کی اور اسلئے اس آیت سے طیور منخنقہ کی حرمت منصوص نہیں ہے البتہ ممکن ہے کہ قیاسی ہو۔

اس تقریر پر یہ سوال ہو سکتا ہے کہ اگر اس آیت میں اس استثنا کی تفصیل ہے جسکا ذکر "الا ما یتلی علیکم" میں ہے تو یہ آیت من اولہا الی اخرہا بہیمۃ الانعام ہی سے متعلق ہوگی پھر کلمہ میتۃ - والدم وما اہل لغیر اللہ - وما اکل السبع - وما ذبح علی النصب - سے کیوں حرمت چرند و پرند کی لیجاتی ہے چاہیے کہ وہ بھی مخصوص بہ بہیمۃ الانعام ہو اور پرند اس میں داخل نہ ہوں۔

مگر یہ سوال صحیح نہیں ہے اس لئے کہ ان تمام کلموں کا مفہوم عام ہے گو محل خاص ہو اسلئے بسبب مفہوم عام ہونیکے چرند و پرند دونوں کو شامل ہیں برخلاف منخنقہ - وموقوذہ - ومتردیہ [illegible] کے بسبب صفت ہونے ایک موصوف محذوف کے [illegible]

...كملتُ لكم دينكم وأتممتُ عليكم نعمتي ورضي...

لكم الإسلام دينا فمن اضطر في مخمصة غير متجانف لإ...

فإن الله غفور رحيم ⑤ يسئلونك ماذا أحل لهم قل

لكم الطيبت وما علمتم من الجوارح مكلبين تعلمو...

مما علمكم الله فكلوا مما أمسكن عليكم واذكروا

عليه واتقوا الله إن الله سريع الحساب ⑥ اليوم أح...

الطيبت وطعام الذين أوتوا الكتب حل لكم وطعا...

حل لهم والمحصنت من المؤمنت والمحصنت من ا...

أوتوا الكتب من قبلكم إذا آتيتموهن أجورهن محص...

غير مسافحين ولا متخذي أخدان ومن يكفر بالإ...

فقد حبط عمله وهو في الآخرة من الخسرين

ف۔ ابوداؤد میں حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ یہ جو آیت ہے کہ "کلوا مما ذ...

علیہ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ" اس سے طعام اہل کتاب مستثنی ہے جملہ

فرمایا ہے "وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم"

جبی ... عطاء۔ ابن زہری۔ [illegible] ۔ [illegible] سے یہی مذہب ہے

[illegible] کا کھانا مسلمان کو جائز ہے۔

[illegible] ہین سے کامل کردیا تمھارے لئے تمھارا دین اور مین نے پوری کردی تم پر اپنی

نعمت اور پسند کیا مین نے تمھارے لئے اسلام کو دین پھر جو شخص بے قرار ہو بھوک مین نہ مائل ہوکر

گناہ کی طرف تو بیشک اللہ بخشنے والا ہے رحم والا ۵ تجھسے پوچھتے ہین کہ کیا چیز حلال

کیگئی ہے اُنکے لئے کہدے کہ حلال کیگئی ہین تمھارے لئے پاک چیزین اور شکار سدھے

ہوئے شکاری جانورون کا جنکو تم نے سکھایا ہے سکھاتے ہو تم اُن کو جو کچھ کہ تمکو اللہ نے

سکھایا ہے پھر کھاؤ اُس شکار کو جس کو اُنھون نے پکڑ رکھا ہے تمھارے لئے اور لو اُس پر

اللہ کا نام اور ڈرو اللہ سے بیشک اللہ جلد حساب لینے والا ہے ۶ آج کے دن حلال

کیگئین تمھارے لئے پاک چیزین اور طعام اُن لوگون کا جنکو کتاب دیگئی ہے حلال ہے تمھارے

لئے اور تمھارا طعام حلال ہے اُنکے لئے اور حلال کیگئین تمھارے لئے آزاد عورتین مسلمانون

مین سے اور آزاد عورتین اُن لوگون مین سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے جبکہ تم اُن کا

مہر اُن کو دیدو پاک دامنی رکھنے کو اور نہ مستی جھاڑنے کو اور نہ پوشیدہ آشنائی رکھنے

والی اور جو کوئی انکار کرے ایمان سے تو بیشک نابود ہوئے اُس کے عمل اور وہ آخرت

مین ٹوٹے والون مین سے ۷

[illegible] مین حضرت امام محی الدین ابن عربی کا فتویٰ اور ابو عبد اللہ [illegible] کا مذہب نقل کیا گیا ہے کہ اگر

[illegible] اُس کا کھانا مسلمان کو درست ہے۔ احکام

[illegible] اہل کتاب کی نسبت میرا ایک جداگانہ رسالہ ہے جس کو زیادہ تفصیل دیکھنی ہو اُس

[illegible] دیکھے

...ین امنوا اذا قمتم الی الصلوٰة فاغسلوا وجوھکم

(۱) فاغسلوا وجوھکم۔ اس آیت میں اور اس کے بعد کی آیتوں میں طہارت کا ذکر ہے۔ کوئی شخص قرآن کی ان آیتوں اور ان حدیثوں سے جو طہارت کے باب میں ہیں یہ نہیں خیال کر سکتا کہ طہارت سے مقصود اصلی صرف منہ کا اور ہاتھ پاؤں کا دھونا یا نہانا یا ظاہری نجاست کا بہانا ہے بلکہ اس سے اصلی مقصود اندرونی نجاستوں کا دور کرنا ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ "بنی الدین علی النظافة" اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ "الطہور شطر الایمان" ظاہر ہے کہ ایمان دلی یقین قلبی یا اعتقاد کا نام ہے۔ پس جبکہ دلی یقین قلبی اعتقاد پر مبنی ہو نہ اس کی بنیاد ظاہری نظافت پر ہو سکتی ہے اور نہ ظاہری طہارت کا اس کا جزو ہونا ممکن ہے ایمان ایک روحانی امر ہے اور اسی لئے روحانی نظافت اس کی بنیاد اور روحانی طہارت اس کا جزو ہو سکتی ہے۔

قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے "رجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المطہرین" اور دوسری جگہ فرمایا ہے کہ "ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج ولکن یرید لیطہرکم" پس صاف ظاہر ہے کہ اللہ جس طہارت کو دوست رکھتا ہے وہ ہاتھ پاؤں پر پانی ڈالنا و بدن پر پانی بہانا نہیں ہے بلکہ وہ دلی و روحانی طہارت ہے جس کو خدا دوست رکھتا ہے۔ ہاں۔ ظاہری طہارت کا بھی امر بالتخصیص جبکہ کوئی شخص کسی عبادت میں اور خصوصاً فرض عبادت میں مصروف ہو خدا نے حکم دیا ہے اور وضو کو شرط نماز یا [illegible] کو مفتاح الصلوٰة قرار دیا ہے یہ حکم بھی مثل احکام محافظت کے ہے جو نماز سے علاقہ رکھتے ہیں جیسے قیام و قعود و سجدہ وغیرہ۔

خدا تعالیٰ نے انسان کو ایسی فطرت پر پیدا کیا ہے کہ وہ جو کچھ آنکھ سے دیکھتا ہے۔ کان سے سنتا ہے ناک سے سونگھتا ہے۔ زبان سے چکھتا ہے۔ ہاتھ سے چھوتا ہے اس کا اثر اس کے دل پر پہنچتا ہے اور ایک خیال اس میں پیدا ہوتا ہے جو اس کے اخلاق پر اثر کرتا ہے انسان کے دل سے نکلنے والی چیزوں کی نسبت وہ چیزیں نہایت ہیں جو باہر سے انسان کے دل میں جاتی ہیں بلکہ ٹھیک ٹھیک یوں کہنا چاہئے کہ جو کچھ انسان کے دل سے نکلتا ہے وہ بھی جو باہر سے اس کے دل میں جاتا ہے پس وضو نماز کے وقت جو ایک ظاہری فعل روحانی طہارت کا خیال پیدا کرنے کو قرار دیا گیا ہے صفائی و طہارت و نظافت تمام ظاہری چیزوں میں ہمارے

...میں سواری میں مکان میں استعمالی چیزوں میں کھانے پینے میں بشرطیکہ وہ حد اعتدال سے تجاوز نہ کر جاوے اور بالیزگی کی حد تک نہ پہونچ جاوے اخلاق کی درستی و اصلاح پر نہایت موثر ہوتی ہے لیکن جبکہ وہ ایک فعل عبادت کے ساتھ لازم کر دی جاوی تو درستی اخلاق اور روحانی طہارت پر اسکا بہت زیادہ اور قوی اثر ہو جاتا ہے۔ اسی اخلاقی اور روحانی اصلاح کیلیئے اسلام نے نماز کے لئے ظاہری طہارت کو بھی شرط کیا ہے۔ نماز کے لئے اُن اعضا کا دہو لینا مقرر کیا ہے جن کا دہونا مختلف اسباب سے زیادہ تر مناسب اور طہارت ظاہری کو بھی زیادہ تر مفید ہے۔ حالت جنب میں تمام بدن کا دہونا زیادہ تر طہارت کے مناسب ہے مگر پانی نہ ہونے کی حالت میں کسی ایسے فعل کا جو اندرونی طہارت کا خیال پیدا کرے اُسکے قائم مقام قرار دینا ضروری تھا اور اسی لئے ایسی حالت میں تیمم کا حکم دیا گیا ہے مگر ظاہری اعمال کا روح پر جب ہی اثر ہوتا ہے جب اُنکو روحانی نیکی کا یاد دلانے والا سمجھے۔ اور اگر صرف اُن ظاہری اعمال ہی کو مقصود اصلی سمجھ لے تو روحانی تربیت معدوم رہتی ہے کما یشاھد ہ فی زماننا۔

اِس بات میں بحث چلی آتی ہے کہ اعضاء وضو میں جن کے دہونے کا حکم ہے پاؤں بھی داخل ہیں یا نہیں۔ بلاشبہہ قرآن مجید کے ایسے الفاظ ہیں جن سے اس بات کا قطعی یقین نہیں ہو سکتا کہ پاؤن کا دہونا فرض ہے یا صرف مسح کرنا۔ میرے نزدیک نہایت عمدہ اصول یہہ ہے کہ اگر قرآن مجید کی کوئی آیت ایسی ہو جسکے دو معنی سمجھ مین آتے ہوں اور اُن دونوں میں سے کسی ایک کی تعین خود قرآن مجید سے نہ ہوتی ہو تو اُن دونوں معنوں میں سے جس معنی پر کوئی عمل کرے تو اُس پر کچھ الزام نہیں ہو سکتا بلکہ ہر ایک شخص مختار ہے کہ اُن معنون مین سے جسکو عمدہ یا مرجح سمجھے اُسے اختیار کرے پس جن لوگون نے پاؤن پر صرف مسح کرنا فرض سمجھا ہے نہ اُنپر کچھ الزام ہے اور نہ اُنکے وضو میں کچھ نقصان ہے مگر میری رائے میں پاؤن دہونیکو ترجیح ہے اور اسی لئے میں پاؤن دہونا فرض سمجھتا ہوں کیونکہ پاؤن کے ساتھ "الی الکعبین" کی حد لگائی ہے جیسا کہ ہاتھوں کے دہونیکے ساتھ "الی المرافق" کی قید لگائی تھی اگر پاؤن پر صرف مسح ہی کرنیکا حکم ہوتا تو جسطرح سر کے مسح کو کوئی حد نہیں لگائی اسیطرح پاؤنکے مسح میں بھی کوئی حد نہ لگائی جاتی اور صرف یون کہا جاتا وامسحوا برؤسکم وارجلکم

وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى
الْكَعْبَيْنِ ؕ ﴿٨﴾ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى
اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ
تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ
اَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ
لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٩﴾ وَاذْكُرُوْا
نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖۤ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَ
اَطَعْنَا ؗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿١٠﴾
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ؗ وَلَا
يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ؗ
وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿١١﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿١٢﴾ وَ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿١٣﴾
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ

اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک اور مسح کرو اپنے سروں کو اور دھوؤ اپنے پاؤں کو ٹخنوں تک ۞
اور اگر تم ناپاک ہو تو نہالو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر پر ہو یا کوئی تم میں سے ضروری حاجت رفع کر کے
آوے یا تم مساس کرو عورتوں سے پھر تم پانی نہ پاؤ تو لو خاک پاک کو اور مسح کرو اپنے موہنوں
اور ہاتھوں کو اُس سے اللہ نہیں چاہتا کہ کرے تم پر کچھ تنگی ولیکن چاہتا ہے کہ پاک کرے
تمکو اور تمام کرے تم پر اپنی نعمت تاکہ تم شکر کرو ۹ اور یاد کرو اللہ کی نعمت کو اپنے اوپر اور
اُسکے قول و قرار کو جو تم سے لیا ہے جبکہ تم نے کہا کہ ہم نے سنا اور ہم نے مانا اور ڈرو اللہ سے
بیشک اللہ جاننے والا ہے دلوں کی بات کا ۱۰ اے لوگو جو ایمان لائے ہو کھڑے ہو جاؤ
اللہ کیلئے انصاف سے ٹھیک گواہی دینے کو اور تمکو برانگیختہ نہ کرے دشمنی کسی قوم کی
اِس بات پر کہ عدل نہ کرو، عدل کرو وہی زیادہ تر قریب ہے پرہیزگاری کیلئے اور ڈرو
اللہ سے بیشک اللہ خبردار رکھتا ہے جو کچھ کہ تم کرتے ہو ۱۱ اللہ نے وعدہ کیا ہے اُن لوگوں
سے جو ایمان لائے ہیں اور اچھے عمل کئے ہیں کہ اُنکے لئے بخشش اور اجر عظیم ۱۲ اور وہ
لوگ جو کافر ہوئے اور جھٹلایا ہماری نشانیوں یعنی احکام کو وہی لوگ ہیں جہنم میں جانے
والے ۱۳ اے لوگو جو ایمان لائے ہو یاد کرو اللہ کی نعمت اپنے پر جبکہ ایک قوم نے یعنی
جبکہ اہل مکہ نے بزمانہ ہجرت آنحضرت صلعم اور سب مسلمانوں کے قتل کا ارادہ کیا تھا

أَنْ يَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١١﴾ وَلَقَدْ أَخَذَ اللّٰ

بَنِي إِسْرَآءِيلَ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا وَقَالَ اللّٰ

لَئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَآمَنْتُمْ بِرُسُلِي وَ

وَأَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَ

وَلَأُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ فَمَنْ كَفَ

مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيلِ ﴿١٢﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِ

وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قٰسِيَةً يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِ

مِمَّا ذُكِّرُوا بِهٖ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِنْهُمْ إِلَّا

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ

قَالُوا إِنَّا نَصٰرٰى أَخَذْنَا مِيثَاقَهُمْ فَنَسُوا حَظًّا مِمَّا

فَأَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ إِلٰى يَوْمِ الْقِ

يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ﴿١٤﴾ يٰٓأَهْلَ الْكِتٰبِ

رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِمَّا كُنْتُمْ تُخْفُونَ

ہیں اپنی دست درازی کریں پھر روکدیا اُنکے ہاتھوں کو تم سے اور ڈرو اللہ سے اور اللہ ہی پر چاہئے بھروسہ کریں ایمان والے (۱۴) اور بیشک لیا اللہ نے قول قرار بنی اسرائیل کا اور مقرر کئے اُن میں سے بارہ سردار اور کہا اللہ نے کہ بیشک میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم قایم رکھو نماز کو اور تم دیتے رہو زکوٰۃ کو اور مانو میرے رسولوں کو اور تم اُنکو مدد دو اور تم قرض دو اللہ کو قرض اچھا تو بیشک نیست کر دونگا میں تم سے تمہارے گناہ اور بیشک داخل کرونگا میں تمکو جنت میں بہتی ہیں اُسکے نیچے نہریں پھر جو شخص کافر ہو وے تم میں سے اُس کے بعد تو بیشک بھٹک گیا سیدھے رستے سے (۱۵) پھر بسبب اُنکے توڑنے اپنا قول قرار لعنت کی ہمنے اُنکو اور کیا ہمنے اُنکے دلونکو سخت پھیر دیتے ہیں کلام کو اُسکی جگہ سے اور بھول گئے ایک حصہ اُسکا جسکی نصیحت اُنکو کی گئی تھی اور ہمیشہ تو خبردار ہوتا رہیگا اُنکی کسی خیانت پر مگر اُن میں سے تھوڑے سے ہیں (یعنی جن میں خیانت نہیں ہے) پھر اُنکو معاف کر اور درگذر کر بیشک اللہ دوست رکھتا ہی احسان کرنیوالوں کو (۱۶) اُن لوگوں میں سے جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں ہم نے اُن سے قول قرار لیا پھر بھول گئے ایک حصہ اُسکا جسکی نصیحت کیگئی تھی پھر ڈالدی ہمنے اُنکے درمیان میں دشمنی اور بغض قیامت کے دن تک اور قریب ہی کہ خبر کریگا اُنکو اللہ اُس سے جو وہ کرتے تھے (۱۷) اے اہل کتاب بیشک آیا ہے تمہارے پاس ہمارا پیغمبر بیان کرتا ہے تمہارے لئے بہت کچھ اُس سے جو تم کتاب میں سے چھپاتے تھے

مِّنْ كَثِيرٍ قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِ

بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ

إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿١٨﴾ لَقَ

الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ قُلْ فَمَن يَ

شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَن يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ وَمَن

جَمِيعًا ﴿١٩﴾ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا

وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٠﴾ وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ

اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُم بِذُنُوبِكُم بَلْ أَنتُم بَشَ

يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ

وَمَا بَيْنَهُمَا وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ﴿٢١﴾ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ

رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلَىٰ فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ أَن تَقُولُوا مَا

بَشِيرٍ وَلَا نَذِيرٍ فَقَدْ جَاءَكُم بَشِيرٌ وَنَذِيرٌ وَاللَّهُ

شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٢﴾ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ اذْكُ

سے بہتری سے بیشک تمہارے پاس آیا ہے اللہ کے پاس سے نور اور کتاب
کہ بیان کرنیوالی ہدایت کرتا ہے اللہ اُس سے سلامتی کے رستونکی اُس کو جو چاہتا ہے
اُسکی رضامندی اور نکالتا ہے اُنکو اندھیروں میں سے روشنی میں اپنے حکم سے اور اُنکو ہدایت
کرتا ہے سیدھے رستہ کی (۱۸) بیشک کافر ہوئے جنھوں نے کہا کہ بیشک اللہ وہ مسیح ہی ہے بیٹا
مریم کا کہدے پھر کون مالک ہے اللہ سے کسی چیز کا یعنی کون منع کر سکتا ہے اللہ کو اگر وہ چاہے
ہلاک کردے مسیح بیٹے مریم اور اُس کی ماں کو اور اُنکو جو زمین میں ہیں سب کو (۱۹) اور اللہ کیلئے ہے
بادشاہت آسمانونکی اور زمین کی اور جو کچھ کہ اُن دونوں میں ہے پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے اور اللہ ہر چیز
پر قادر ہے (۲۰) یہودیوں نے اور نصاریٰ نے کہا کہ ہم بیٹے اللہ کے ہیں اور اُسکے دوست کہدے پھر
کیوں تمکو عذاب کرتا ہے تمہارے گناہوں پر بلکہ تم انسان ہو اُسی قسم سے جس قسم سے کہ اوروں کو پیدا
کیا ہے معاف کرتا ہے جسکو چاہتا ہے اور عذاب دیتا ہے جسکو چاہتا ہے اور اللہ کے لئے ہے
بادشاہت آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ اُن میں ہے اور اُسی کے پاس پھر جانا
ہے (۲۱) اے کتاب والو بیشک آیا ہے تمہارے پاس ہمارا پیغمبر بیان کرتا ہے تمہارے لئے ایسے
وقت میں کہ رسولوں میں سے کوئی نہیں ہے تاکہ تم کہو نہیں آیا ہمارے پاس کوئی خوشخبری دینے
والا اور ڈرانیوالا پس بیشک آیا ہے تمہارے پاس خوشخبری دینے والا اور ڈرانیوالا اور اللہ ہر چیز
پر قادر ہے (۲۲) اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے کہ اے قوم یاد کرو اللہ کی نعمت کو اپنے

م انبياء وجعلكم ملوكا وآتكم ما لم يؤت احدا

لمين ۝٢٣ يقوم ادخلوا الارض المقدسة التي كتب

الله لكم ولا ترتدوا على ادباركم فتنقلبوا خسرين ۝٢٤ قالو

يموسى ان فيها قوما جبارين وانا لن ندخلها حتى يخرجو

منها فان يخرجوا منها فانا داخلون ۝٢٥ قال رجلان م

الذين يخافون انعم الله عليهما ادخلوا عليهم البا

فاذا دخلتموه فانكم غلبون وعلى الله فتوكلو

ان كنتم مؤمنين ۝٢٦ قالوا يموسى انا لن

ندخلها ابدا ما داموا فيها فاذهب انت وربك فقا

انا ههنا قاعدون ۝٢٧ قال رب اني لا املك الا نفسي وا

فافرق بيننا وبين القوم الفسقين ۝٢٨ قال فانها م

عليهم اربعين سنة يتيهون في الارض فلا تاس

القوم الفسقين ۝٢٩ واتل عليهم نبا ابني ادم بالحق اذ

قربانا فتقبل من احدهما ولم يتقبل من الاخر

جب کیا تم میں نبیا اور کیا تمکو بادشاہ اور دیا تمکو وہ کچھ جو نہیں دیا کسیکو عالم کے لوگوں میں

(۲۳) اے میری قوم تم داخل ہو مقدس زمین میں جسکو لکھ دیا ہے اللہ نے تمھارے لئے

اور مت پھیرو اپنے پیٹھوں کو پھر پلٹو گے ٹوٹا پانیوالے (۲۴) اُنھون نے کہا اے موسیٰ اُس میں

قوم ہے زبردست اور ہم ہرگز اُس میں نہ داخل ہونگے جبتک کہ وہ اُس سے نکل جاویں پھر اگر

وہ وہان سے نکل جاویں تو بیشک ہم داخل ہون (۲۵) کہا دو شخصوں نے اُن لوگوں میں سے جو ڈرتے تھے اللہ سے

انعام کیا تھا اللہ نے اُن دونوں پر کہ گھس چلو اُن پر دروازے کی راہ سے جب تم اُس میں یعنی

دروازے میں گھس گئے تو بیشک تم غالب ہو اور اللہ پر پھر توکل کرو اگر تم ایمان والے ہو (۲۶)

اُنھون نے کہا اے موسیٰ کہ بیشک ہم ہرگز نہ داخل ہونگے اُس میں کبھی جبتک کہ وہ اُس میں

ہیں پھر جا تو اور تیرا پروردگار پھر دونوں لڑو ہم تو اسی جگہہ بیٹھے ہیں (۲۷) موسیٰ نے کہا کہ اے

پروردگار بیشک میں نہیں مالک ہون بجز اپنی جان کے اور اپنے بھائی کے پس فرق کر ہم

میں اور اُس نافرمان قوم میں (۲۸) خدا نے کہا تو بے شک وہ (پاک زمین) حرام کی گئی

اُن پر چالیس برس تک ڈانواڈول پھرینگے زمین میں پس غم نہ کھا اوپر اس نافرمان

قوم کے (۲۹) اور اُنکو پڑھ سنا قصہ آدم کے دو بیٹوں کا ٹھیک طور پر جب وہ

دونوں اللہ کی نذر کے لئے کچھ نذر لائے تو انمیں سے ایک کی قبول ہو گئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی

...قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۰﴾ لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّيْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۱﴾

(۳۰) اِنَّمَا یتقبل اللہ من المتقین) آدم کے دونوں بیٹوں یعنی ہابیل اور قابیل کا قصہ بہت پرانے زمانہ سے مشہور چلا آتا ہے تورات میں بھی اسکا ذکر ہے قابیل نے جسکا نام توریت میں قاین ہے ہابیل کو مار ڈالا اس حسد سے کہ ہابیل کی نذر خدا نے قبول کی اور قابیل کی نذر خدا نے قبول نہیں کی۔

غور طلب یہ بات ہے کہ ہابیل کی نذر کا قبول ہونا اور قابیل کی نذر کا قبول نہ ہونا کیونکر ہوا قرآن مجید میں کچھ اسکی تفصیل نہیں ہے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ قابیل کھیتی کرنیکا پیشہ کرتا تھا اور ہابیل بکریوں اور بھیڑوں کے گلہ رکھتا تھا اور اسی سبب سے قابیل نے اپنے کھیت کی پیداوار میں سے اور ہابیل نے اپنے گلہ کے نوزائیدہ بچوں میں سے خدا کی نذر دی تھی۔ اسکے بعد قابیل کی کھیتی میں پیداوار اچھی نہیں ہوئی ہوگی جیسا کہ اکثر ہو جاتا ہے اور ہابیل کی بکریوں اور بھیڑوں میں جنکے چرنیکے لئے جنگل اور گھاس اور غیر مزروعہ زمین بافراط موجود تھی بہت زیادہ برکت اور بڑھوتری ہوئی ہوگی جسکے سبب سے ایک کی نذر کا قبول ہونا اور دوسرے کی نذر کا قبول نہ ہونا تصور کیا گیا جیسا کہ ان لوگوں کا خیال تھا اُسی طرح قرآن مجید میں فرمایا کہ "فتقبل من احدھما ولم یتقبل من الاخر" یہی امر ہے جو اس قصہ پر تاریخانہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔

توریت میں بھی بجز اس کے کہ ہابیل کی نذر قبول ہوئی اور قائن کی نذر قبول نہین ہوئی اور کچھ زیادہ تصریح نہیں ہے اُس میں لکھا ہے کہ "بعد از مرور ایامے این واقع شد کہ قائن از محصول زمین بخداوند ہدیہ آوردی آورد و ہابیل نیز از اول زادہائے گوسفندان خود و از پیہ آنہا آورد و خداوند ہابیل و ہم ہدیہ اورا قبول نمود اما قاین را و ہدیہ اورا قبول ننمود۔ (کتاب پیدایش باب ۴۔ ورس ۴۔ ۶)

مگر عیسائی و یہودی عالموں نے اس واقعہ کو عجیب و کراماتی واقعہ بنانے کے لئے کوشش کی اور یہ قرار دیا کہ ہابیل کی نذر اسطرح پر قبول ہوئی تھی کہ آسمان سے آگ اتری اور ہابیل کی قربانی کو جلا دیا وہ کہتے ہیں کہ جب ابراہیم نے قربانی کی تھی تو آفتاب کے غروب ہونیکے بعد جب اندھیرا ہوا تو ...

اس نے کہا کہ ضرور میں تجھکو مار ڈالونگا اُس نے کہا اُس کے سوا کچھ نہیں کہ اللہ پرہیزگاروں کی (نذر) قبول کرتا ہے (۳۰) اگر تو میری طرف اپنا ہاتھ بڑہاویگا تاکہ مجھے مار ڈالے تو میں تیری طرف اپنا ہاتھ نہیں بڑہانیکا کہ تجھکو مار ڈالوں بیشک میں ڈرتا ہوں اللہ پروردگار عالموں سے (۳۱)

جانوروں کے ٹکڑوں میں تنور دود کنندہ اور آتشی مشعل آئی تھی (پیدایش باب ۱۵ ورس ۱۷)
اور جب حضرت موسیٰ نے قربانی کی تو خداوند کی حضور سے آگ نکلی اور قربانی سوختنی کو جو مذبح پر رکھی ہوئی تھی جلادیا۔ (لویان باب ۹ ورس ۲۴) اُنکے نزدیک یہہ آگ آدمیوں کی جلائی ہوئی نہ تھی بلکہ خدا نے جلائی تھی
اور جب گدعون نے قربانی کی تھی اور اُسکو پتھر پر رکھدیا تھا تو فرشتہ نے پتھر پر لکڑی ماری اور اُس میں سے آگ نکلی جس نے قربانی کو جلادیا (قضات باب ۶ ورس ۲۱) اُنکے نزدیک یہہ آگ بھی پتھر میں سے نہیں نکلی تھی بلکہ خدا کے پاس سے یا آسمان پر سے آئی تھی۔
اور جب ایلیاہ نے قربانی کی تھی تو بہت سی لکڑیاں چن کر قربانی کے گوشت کو لکڑیوں پر رکھدیا تھا اور لکڑیوں پر بہت سا پانی ڈال کر ایک خندق میں بھادیا تھا مگر جب ایلیاہ نے دعا کی کہ میری قربانی قبول ہو تو اُسوقت خدا نے آگ لکڑیوں میں ڈال دی تھی (اول سلاطین باب ۱۸۔ ورس ۳۰۔ ۳۸) اُنکے نزدیک یہہ آگ بھی خدا ہی نے آسمان پر سے ڈالی تھی کسی انسان نے نہیں جلائی تھی۔
اور جب حضرت داؤد نے قربانی کی اور خدا سے دعا مانگی تو آسمان پر سے آگ اُتری اور قربانی کو جلادیا (کتاب اول تواریخ باب ۲۱ ورس ۲۶)۔
اور جب حضرت سلیمان نے قربانی کی تھی تب بھی آسمان پر سے آگ اُتری تھی (کتاب دوم تواریخ باب ۷ ورس ۱)
ان قرینوں سے علماء یہودی اور عیسائی کہتے ہیں کہ جبکہ تمام قربانیاں آسمان کی آگ سے قبول ہوتی تھیں تو غالب ہے کہ ہابیل کی قربانی بھی اسیطرح قبول ہوئی ہوگی کہ آسمان سے آگ اُتری ہوگی اور اُسکو جلادیا ہوگا ہمارے علماء مفسرین جوان باتوں میں ٹھیک ٹھیک علمائے یہود کے مقلد ہیں اُنہوں نے یہودیوں سے بھی ایک قدم آگے بڑہایا۔ یہودیوں نے تو صرف ظن غالب سے

إِنِّي أُرِيدُ أَن تَبُوءَ بِإِثْمِي وَإِثْمِكَ فَتَكُونَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ﴿٣٢﴾ فَطَوَّعَتْ لَهُ نَفْسُهُ قَتْلَ أَخِيهِ فَقَتَلَهُ فَأَصْبَحَ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٣٣﴾ فَبَعَثَ اللَّهُ غُرَابًا يَبْحَثُ فِي الْأَرْضِ لِيُرِيَهُ كَيْفَ يُوَارِي سَوْءَةَ أَخِيهِ ۚ قَالَ يَا وَيْلَتَىٰ أَعَجَزْتُ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هَٰذَا الْغُرَابِ فَأُوَارِيَ سَوْءَةَ أَخِي ۖ فَأَصْبَحَ مِنَ النَّادِمِينَ ﴿٣٤﴾ مِنْ أَجْلِ ذَٰلِكَ كَتَبْنَا

لکھا تھا، مگر ہمارے علماء نے بطور یقین اپنی تفسیروں میں لکھ دیا کہ آسمان سے آگ اتری اور ہابیل کی نذر کو جلا دیا جیسے کہ تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ "فنزلت نار من السماء فاحتملت قربان ھابیل ولم تحمل قربان قابیل" توریت کی آیتوں سے جو آسمان پر سے آگ اترنے پر یہودیوں اور عیسائیوں نے غلط استدلال کیا ہے اُس پر بحث کرنا ہم اس مقام پر ضرور نہیں سمجھتے بلکہ اس مقام پر اُنکے تمام اقوال و استدلال ہم نے اس بات کے دکھانے کو نقل کئے ہیں کہ قربانی یا نذر کے جلانے کو آسمان پر سے آگ کا اُترنا اسلام کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ علمائے اسلام نے یہودی اور عیسائی علماء کی پیروی سے اُسکو مانا ہے اور مفسرین نے قرآن کی تفسیروں میں شامل کر دیا ہے اسلام ایسی بیہودہ باتوں سے پاک و مبرا ہے۔ یہودیوں میں قربانی سوختنی کی رسم ایسی ہی تھی جیسے کہ ہندوؤں میں ہوم کی رسم ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہ تھی آسمان پر سے آگ کا اترنا اور قربانی کو جلانا محض غلط ہے اور نہ توریت سے اور نہ اُن درسوں سے جو اوپر مذکور ہوئے آسمان پر سے قربانی کے جلانے کو آگ کا اترنا ثابت ہوتا ہے۔

۲۵ (من اجل ذلک) اس آیت میں بحث یہ ہے کہ "کتبنا" کا مفعول کیا ہے اکثر مفسرین نے "من اجل" کو اس کا مفعول قرار دیا ہے مگر میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے اسلئے کہ اُن مفسرین نے "کتبنا" کو بمعنی حکمنا لیا ہے اور جس جملہ کو بذریعہ لفظ "انہ" کے اُسکا مفعول قرار دیا ہے

بیشک میں چاہتا ہوں کہ تو اٹھا لیوے میرے قتل کا گناہ اور اپنے اور گناہ پھر تو ہو جاوے آگ

میں پڑنے والوں میں سے اور یہی ہے سزا ظالموں کی (۳۲) پھر آسان کر دیا اسکے لئے اسکے نفس نے اپنے

بھائی کے قتل کو پھر اسکو مار ڈالا پھر ہو گیا شامت والوں میں سے (۳۳) پھر بھیجا اللہ نے ایک کوا

کہ کرید کرتا تھا زمین میں تاکہ اسکو دکھاوے کہ کسطرح وہ چھپاوے اپنے بھائی کی لاش کو

اس نے کہا کہ ہے کمبختی میری کیا میں اس لائق بھی نہ ہوا کہ ہوں مثل اس کوے کے تاکہ میں چھپا دیتا اپنے

بھائی کی لاش کو پھر ہو گیا ندامت والوں میں سے (۳۴) اسی سبب سے ہم نے لکھ دیا

کوئی حکم مندرج نہیں ہے بلکہ وہ صرف بطور بیان کے یا بطور خبر کے ہے پس میرے نزدیک
"کتبنا" کا مفعول محذوف ہے جو قرینۂ مقام سے ظاہر ہوتا ہے اور وہ لفظ قصاص ہے اور
"انہ" بحذف لام علت قصاص کے حکم کی علت کو بیان کرتا ہے اور ایسے مقام پر لام علت کا حذف
کرنا کثرت سے کلام عرب میں جاری ہے پس تقدیر آیت کی یوں ہے کہ کتبنا علی بنی اسرائیل
القصاص لانہ من قتل نفسا بغیر نفس الخ

قصاص کا حکم توریت میں متعدد جگہ موجود ہے سفر اعداد باب ۳۵ ورس ۳۱ میں لکھا ہے کہ "واز برائے
جان قاتلے کہ واجب القتل است دیت گرفتہ نشود البتہ کشتہ شود" اور سفر لویان باب ۲۴ ورس ۱۷ میں
ہے کہ "وکسیکہ نفسے از نفوس بنی آدم را بکشد البتہ کشتہ شود" اور اسی باب کے ورس ۲۱ میں ہے کہ "کشندہ
مرد کشتہ شود" اور سفر خروج باب ۲۱ ورس ۱۲ میں لکھا ہے کہ "کسیکہ مردے را چندان بزند تا بمیرد البتہ
او کشتہ شود"

اور سات ذیل آیتیں قصاص کی جو توریت میں موجود ہیں نہایت مشہور و معروف اور زبان زد ہر خاص
و عام ہیں

"جان بعوض جان چشم بعوض چشم دندان بعوض دندان دست بعوض دست پا بعوض پا سوختن بعوض سوختن زخم

اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا (۳۵) وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ (۳۶) اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ

بعوض زخم لطمہ بعوض لطمہ (خروج باب ۲۱ درس ۲۴-و ۲۵) جان بعوض جان و چشم بعوض چشم و دندان بعوض دندان و دست بعوض دست و پا بعوض پا داوہ شود" سفر توریہ مثنی باب ۱۹- درس ۲۱)

قرآن مجید میں اس آیت سے پہلے قابیل و ہابیل کا قصہ بیان ہوا ہے کہ ایک نے دوسرے کو مار ڈالا اس قصہ کے بیان کرنے سے مقصد یہ تھا کہ قتل و خونریزی انسانوں میں قدیم سے چلی آتی ہے اور اسی لئے ہم نے بنی اسرائیل کو حکم دیا تھا کہ جو شخص ناواجب کسی کا قتل کرے اُس سے قصاص لیا جاوے پس الفاظ "من اجل ذالک" کے معنی جو اس آیت میں آئے ہیں نہایت صاف ہیں ہمارے مفسرین نے بے فائدہ ان الفاظ کی نسبت کج بحثی کی ہے،

اُس کے بعد خدا تعالیٰ نے قصاص کا فائدہ بیان کیا ہے کہ اس میں کچھ شک نہیں کہ جس کسی نے کسی کو بغیر جان کے بدلے کے یا ملک میں فساد مچانے کے مار ڈالا تو گویا اُس نے تمام انسانوں کو قتل کیا یعنی اُن کا قتل کر دینا جائز و روا قرار دیدیا اور جس نے جان کو زندہ رکھا یعنی قصاص کا حکم تعمیل کرنے سے جیتی جانوں کو بچایا تو اُس نے تمام انسانوں کو زندہ کیا کیونکہ قصاص کے حکم سے نہ تمام بیگناہوں کی جان جانے سے محفوظ ہو گئی۔

(۳۷) انما جزاؤا الذین اس آیت میں اُن لوگوں کے احکام بیان کئے ہیں جنکا قتل کرنا اُن کا کسی قسم کی سزا ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے۔

"یحاربون اللہ و رسولہ" سے صاف یہ مراد ہے کہ خدا تعالےٰ نے جو خلقت انسان (میں)

کہ جس نے مار ڈالا کسی جی کو بغیر کسی کے بدلہ قصاص یا بغیر فساد کے

ملک میں کرنیکے تو گویا کہ اُس نے مار ڈالا سب لوگوں کو اور جس شخص نے زندہ رکھا کسی کو تو گویا کہ اُس نے

زندہ رکھا سب آدمیوں کو (۳۵) اور بیشک اُنکے پاس آئے ہمارے رسول کھلی ہوئی احکام لیکر پھر بیشک بہت

اُنمیں سے اُسکے بعد ملک میں زیادتی کرنیوالے ہیں (۳۶) اِسکے سوا کچھ نہیں کہ سزا اُن لوگوں

کی جو مقابلہ کرتے ہیں اللہ اور اُسکے رسول کے حکموں کا اور کوشش کرتے ہیں ملک میں

پیدا کیا ہے اور رسول نے بھی اُسی کے مطابق انسانوں کے لئے احکام تمدن صادر فرمائے ہیں اُنکے برخلاف کام کرنیکو خدا اور رسول سے جنگ کرنا فرمایا ہے۔

"یسعون فی الارض فسادا" میں وہ تمام لوگ داخل ہیں جو امن اور راحت اور تمدن میں خلل ڈالتے ہیں جیسے ڈاکہ ڈالنے والے یا رستہ لوٹنے والے یا گھروں میں گھس کر مال وغیرہ چوری کرنے والے اور اُنکے لئے اس آیت میں یہ سزائیں بیان فرمائی ہیں۔ یا قتل۔ یا سولی پر لٹکا دینا۔ یا اُن کا ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پاؤں کاٹ ڈالنا۔ یا قید خانہ میں بند کر رکھنا۔ مگر پہلی تین سزائیں صرف چوری کرنے والوں سے متعلق نہ تھیں اس لئے اگلی آیت میں فرمایا کہ چور کو جب سزا دی جاوے تو صرف اُسکا ہاتھ کاٹنا ہوگی۔ پس چور کے لئے صرف دو سزائیں باقی رہیں یا ہاتھ کاٹنا۔ یا قید خانہ میں بند کر رکھنا۔

یہ سزائیں مختلف درجے کی ہیں اور ہر ایک سزا کو یا یہ یا یہ کرکے بیان کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بلحاظ حیثیت و مقدار جرم کے وہ سزائیں مقرر کیگئی ہیں مثلاً ایسے شخص کے لئے جو فساد کرنے میں قتل کا بھی مرتکب ہوا ہو اُس کو قتل کی سزا دیجاویگی۔ اور جبکہ وہ قاتل بھی ہو اور ڈاکا زنی میں مشہور ہو جسکا خوف ملکوں میں پھیلا ہو اُسکو سولی پر لٹکا دینے کی سزا دیجاویگی تاکہ بہت سے لوگ دیکھ لیں اور واقف ہو جاویں کہ وہ مفسد مارا گیا۔ اور جبکہ وہ ایسے ہوں کہ رستہ لوٹتے ہوں اور دور دور جا کر ڈاکا مارتے ہوں مگر اُنھوں نے کوئی خون کیا ہو یا خون کرنا اُن پر ثابت نہ ہو تو اُن کو ہاتھ اور پاؤں کاٹنے کی یا صرف ہاتھ کاٹنے کی سزا دیجاویگی

أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذَٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۳۷﴾ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ قَبْلِ أَنْ تَقْدِرُوا عَلَيْهِمْ فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۳۸﴾

قیدخانہ میں بند کر رکھا جاویگا۔

"اوینفوامن الارض" نفی بلد یا نفی من الارض کے معنی شہر سے یا ملک سے غایب کردینے کے ہیں اور اُس سے کسی خاص شہر یا کسی خاص ملک سے خارج کردینا بھی سمجھا جا سکتا ہے۔ مگر اس مقام پر یہہ پچھلے معنی صحیح نہیں ہوسکتے کیونکہ ڈاکوؤں و قطاع الطریقوں اور چوروں کو ایک شہر سے دوسرے شہر میں یا ایک ملک سے دوسرے ملک میں نکال دینے سے انسان ان کے شر سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ اسلئے اس مقام پر "ینفوا" سے وہی پہلے معنی مراد ہوسکتے ہیں جن کو ہمنے الفاظ "غایب کردینے" سے تعبیر کیا ہے۔ اور اُس کا نتیجہ صرف قید کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ پس قرآن مجید کے اُن الفاظ کا "اوینفوامن الارض" یہہ مطلب ہوا کہ "او حبسواهم" یعنی "یا اُن کو قید کردو"۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ "النفی من الارض هو الحبس" اور تفسیر کبیر میں لکھا ہے "وهو اختیار اکثر اهل اللغة" اسی لئے ہمنے "ینفوا من الارض" کے معنی قیدخانہ میں بند کرنے کے لئے ہیں۔

ان آیتوں میں جو ہاتھ اور پاؤں کاٹنے کا حکم ہے اور نیز اُس آیت میں جس میں چور کا صرف ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے وہ لازمی نہیں ہے اور جن لوگوں نے اُس کو لازمی سمجھا ہے اُنھوں نے استنباط مسائل میں غلطی کی ہے۔ اول تو خود آیت ہی میں موجود ہے یا اُن کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالو یا قیدخانہ میں بند کر رکھو یعنی اختیار ہے کہ دونو سزاؤں میں سے جونسی سزا چاہو دو۔ دوسرے جبکہ تمام فقہا نے ایک مقدار مال کی مقرر کی ہے کہ جب اسقدر مالیت کا مال چرایا جاوے تب ہاتھ کاٹا جاوے اس سے لازم آتا ہے کہ اُنھوں نے چوری کی سزا میں ہاتھ کا کاٹا جانا لازمی قرار نہیں دیا کیونکہ قرآن مجید میں کوئی مقدار مال کی ہاتھ کاٹنے کے لئے بیان نہیں ہوئی ہے۔ تیسرے یہہ کہ ایسے واقعے بھی پائے جاتے ہیں

...گی یہ ہے کہ مار ڈالے جاویں یا سولی پر کھینچے جاویں یا کاٹ ڈالے جاویں
انکے ہاتھ اور اُنکے پاؤں مخالف طرف سے یا غایب کر دیئے جاویں ملک سے یہ ہے
انکے لئے رسوائی دنیا میں اور اُنکے لئے ہے آخرت میں عذاب بڑا (۳۷) مگر جن لوگوں نے توبہ کی
اس سے پہلے کہ تم اُن پر قدرت پاؤ تو جان لو کہ بیشک اللہ بخشنے والا ہے رحم والا (۳۸)

صحابہ کے وقت میں بھی ہاتھ نہیں کاٹا گیا اور صرف قید کیا گیا بلکہ اکثر ڈاکو سمجھتے تھے کہ اگر پکڑے جاوینگے قید کئے جاوینگے اور ہاتھ و پاؤں کاٹے جانے کا کسی کو خیال نہ تھا۔

حماسہ کی شرح میں لکھا ہے کہ "حریث بن عناب بن منظر ایک غلام کے چورا کر بیچ ڈالنے کے جرم میں مدینہ کے قید خانہ میں قید کیا گیا تھا۔

ابو النشناس بنی تمیم کے قبیلہ کا ایک مشہور چور تھا اور رہزنی کیا کرتا تھا مروان کے عاملوں نے اُس کو پکڑا اور قید خانہ میں قید کیا گیا۔

عبدالرحمن ابن حاطب سے منقول ہے کہ ایک شخص نے ایک شخص کا ناقہ چرایا حضرت عمر نے اول ہاتھ کاٹنے کی تجویز کی مگر اُسکو ملتوی کیا اور مدعی سے پوچھا کہ وہ کس قیمت کا تھا اُس نے چار سو درہم قیمت بتلائی حضرت عمر نے اُس پر آٹھ سو درہم کا جرمانہ کیا اور وہ درہم مدعی کو دلوا دئے اور مجرم کو رہا کر دیا۔

حضرت علی مرتضیٰ کے وقت میں عمر بن کریب ایک مشہور چور تھا جو رہزنی کیا کرتا تھا اُس کے گرفتار کرنیکو حضرت علی نے شمیط کے بیٹوں کو بھیجا مگر وہ بھاگ گیا اور گرفتار نہ ہوا تب عمر بن کریب نے یہ اشعار کہے

ولما رايت ابني شميط بسكة طي والباب دوني
تجللت العصا وعلمت اني رهين مخيس ان ادركوني
ولو اني لبثت بهم قليلا لجروني الى شيخ بطين
شديد مجامع الكتفين باق على الحدثان مختلف الشوؤن

ان شعروں سے صاف پایا جاتا ہے کہ عمر بن کریب کا یہ خیال تھا کہ اگر وہ پکڑا گیا تو قید خانہ میں جسکا مخیس نام تھا قید کیا جاویگا۔

...ذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ
...فی سبیلہ لعلکم تفلحون ﴿۳۵﴾ ان الذین کفروا لو ان
...جمیعا ومثلہ معہ لیفتدوا بہ من عذاب یوم
...تقبل منہم ولہم عذاب الیم ﴿۳۶﴾

مخیس ایک قید خانہ کا نام تھا جسکو حضرت علی نے بنایا تھا پہلی دفعہ انھوں نے
تھا اور نافع اُس کا نام رکھا تھا اُس میں سے چور کونپ لگا کر نکل گئے تب انھوں
قید خانہ بنایا اور مخیس اُس کا نام رکھا اور یہہ شعر کہے۔

اما ترانی کیسا مکیسا		بنیت بعد نافع مخیسا
	بابا حصینا و امینا کیسا	

ایک معترض کہہ سکتا ہے کہ جو کچھ تمنے بیان کیا اُس سے اس بات کی ضرورت
قرآن مجید نے سرقہ کی علت میں عضو انسان کا کاٹنا بھی جائز رکھا ہے جو نہایت
اور بے رحمانہ خلاف انسانیت سزا ہے اور خدا کی شان سے ایسی سزا کا جائز رکھنا
بعضوں کا قول ہے کہ زمانہ جاہلیت میں بھی یہہ سزا دی جاتی تھی جیسا کہ تاریخ ابو
زمانہ جاہلیت میں اسکا رواج ہونا زمانہ اسلام میں بھی اُس کے جائز رکھنے کی بنا
اسلام اُس وحشیانہ سزا کے جائز رکھنے کے الزام سے بری ہو سکتا ہے۔

مگر یہہ اعتراض صحیح نہیں ہے اس لئے کہ قرآن مجید میں جس طرح کہ مختلف سزاؤں
جسطرح کہ وہ مختلف حیثیت اور مقدار جرم سے علاقہ رکھتی ہیں اُسی طرح زمانہ کی
رکھنا اُن احکام کے ضمن میں پایا جاتا ہے۔ جس زمانہ میں کہ ملک کی یا قوم کی ایسی
کا انتظام نا ممکن ہو اور نہ ایسے جرائم پر دست رس ہو جہاں مجرم جلا وطن کر کے قید کئے جا
موقوف کرنے کے لئے اور تمام خلق اللہ کو امن دینے کے لئے بالاضطرار سزا سے
ہے گو کہ وہ ایک وحشیانہ سزا ہو مگر بمجبوری اختیار کی جاتی ہے۔ نہایت

[illegible] ایمان لائے ہو ڈرو اللہ سے اور ڈھونڈو اسکی طرف وسیلہ اور کوشش کرو اُس

کی راہ میں تاکہ تم فلاح پاؤ (۳۹) بیشک جو لوگ کہ کافر ہوئے اگر ہو اُنکے لئے جو کچھ کہ زمین میں

ہے سب کا سب اور اُتنا ہی اور اُس کے ساتھ تاکہ اُس کو بدلے میں دیں قیامت کے دن کے

عذاب سے اُن سے نہ قبول کیا جاویگا اور اُنکے لئے ہے عذاب دُکھ دینے والا (۴۰)

حالت مجبوری سزاے بدنی ہو جاتی ہے بید کی سزا بھی ایسی ہی وحشیانہ سزا ہے مگر قید خانے اس قدر کثیر مجرموں کے قید کرنے کو کافی نہیں ہوتے تو بہ مجبوری سزاے بدنی دیکر چھوڑ دیا جاتا ہے پس قرآن مجید نے اور نیز حضرت موسیٰ نے مجبوری کی حالت میں اُس سزاے بدنی کو جائز رکھا ہے مگر جبکہ ملک میں تسلط ہو اور قید خانوں کا انتظام موجود ہو تو قرآن مجید کی رو سے اِس سزاے بدنی کا دینا کسی طرح جائز نہیں ہے بلکہ صرف وہی سزا دیجاویگی جو سب سے اخیر بیان ہوئی ہے اور جسکو بلفظ "او ینفوا من الارض" بیان کیا ہے اور اُسکے بعد کسی اور سزا کا بیان نہیں ہے صرف ایک جرم میں یعنی زنا میں سزاے بدنی کا دیا جانا فطرت انسانی کے مطابق ہے کیونکہ جیسا وہ جرم لذت نفسانی سے علاقہ رکھتا ہے ویسی ہی اُس کی سزا بھی تکلیف نفسانی سے ہونی چاہیے پس اسلام نے بھی سوا سے حالت مجبوری کے بجز زنا کے اور کسی جرم میں سزاے بدنی کو جائز نہیں رکھا ہے۔

اب باقی رہا معاف کرنا اُسکی نسبت نہایت عمدہ لفظ "قبل ان تقدروا علیہم" قرآن مجید میں آیا ہے ایک ڈاکو جو درحقیقت ڈاکا زنی کرتا ہے یا ایک چور جو درحقیقت چوری کا پیشہ رکھتا ہے اور اُس کے ڈاکو یا چور ہونے میں کسی کو شبہہ نہیں مگر بہ سبب نہ دستیاب ہونے ثبوت کے ہم اُس کی سزا دینے پر قادر نہیں ہیں پس اگر قبل ہماری قدرت سزا دینے کے وہ ڈاکو اور چور اپنے پیشہ کو چھوڑ دے اور صلاحیت قبول کرے اور نیک چلن ہو جاوے تو اُسکے گذشتہ افعال سے درگذر کرنا ایک ایسا امر ہے جس کی مخالفت نہ انصاف کرسکتا ہے اور نہ کوئی قانون پس یہی عمدہ احکام ہیں جو قرآن مجید میں اُسکی نسبت بیان ہوئے ہیں۔

يُرِيدُونَ أَن يَخْرُجُوا مِنَ النَّارِ وَمَا هُم بِخَارِجِينَ مِنْهَا وَلَهُمْ

عَذَابٌ مُّقِيمٌ ﴿٣٧﴾ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا

جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٣٨﴾ فَمَن تَابَ

مِن بَعْدِ ظُلْمِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللَّهَ يَتُوبُ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ

رَّحِيمٌ ﴿٣٩﴾ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يُعَذِّبُ

مَن يَشَاءُ وَيَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٤٠﴾ يَا أَيُّهَا

الرَّسُولُ لَا يَحْزُنكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا

آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِن قُلُوبُهُمْ وَمِنَ الَّذِينَ هَادُوا سَمَّاعُونَ

لِلْكَذِبِ سَمَّاعُونَ لِقَوْمٍ آخَرِينَ

﴿٣٨﴾ "السارق والسارقة" سیبویہ کا قول ہے کہ "والسارق والسارقۃ" مبتدا ہے اور اُسکی خبر محذوف حکمہما فیما یتلی ہے اور "فاقطعوا ایدیہما" جداگانہ جملہ ہے۔

سارق کے احکام کو جدا بیان کرنیکی یہی وجہ تھی کہ اس سے پہلے آیت میں جو الفاظ "یسعون فی الارض فسادا" آگئے تھے اُس میں سارق بھی شامل تھے مگر جو احکام سزا بدنی کے وہاں بیان ہوئے تھے وہ سرقہ محض سے متعلق نہ تھے اس لئے اُس کی نسبت علاحدہ حکم بیان کرنے کی ضرورت ہوئی [illegible] جب ان دونوں آیتوں پر یکشامل غور کی جاوے تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ سرقہ محض میں یا سارق کا ہاتھ کاٹا جاوے [illegible] جبکہ ملک و قوم کی حالت ایسی ہو کہ قید خانوں کا انتظام نہ ہو یا قید خانہ میں قید کیا جاویگا جبکہ [illegible] موجود ہوں۔

[illegible] ہاتھ آئے [illegible] سے [illegible] میں [illegible]

ہے دیکھی (۴۱) اور چرانے والا اور چرانیوالی (یعنی جنہوں نے چوری کی ہو) پس اُن دونوں

کے ہاتھ کاٹو اُسکی سزا میں جو اُنھوں نے کیا ہے عبرت کار اللہ کیطرف سے اور اللہ زبردست

ہے حکمت والا (۴۲) پھر جو کوئی کہ توبہ کرے اپنے ظلم کرنے کے بعد اور نیک چلن ہو جاوے

تو بیشک اللہ اُسکو معاف کریگا۔ بیشک اللہ بخشنے والا ہے رحم والا (۴۳) کیا تو نہیں جانتا

کہ بیشک اللہ اُسی کیلئے ہے بادشاہت آسمانوں کی اور زمین کی عذاب کرتا ہے جسکو چاہتا

ہے اور بخشتا ہے جسکو چاہتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے (۴۴) اے رسول تجھکو غمگین نکریں وہ لوگ جو

کوشش کرتے ہیں کفر میں (اور وہ) اُن لوگوں میں سے ہیں جو اپنے مونہوں سے کہتے ہیں کہ ہم

ایمان لائے اور نہیں ایمان لائے اُنکے دل اور اُن لوگوں میں سے ہیں جو یہودی ہیں سننے والے (یعنی تسلیم

کرنے والے) ہیں جھوٹی بات کے سننے والے ہیں اَور لوگوں کیلئے (یعنی بطور جاسوس کے

ایک یہہ بحث پیش آئی ہے کہ مکرر سرقہ کرنیکی حالت میں دوسرے ہاتھہ کا بھی کاٹا جانا جائز ہے یا نہیں اسپر متقدمین کو بھی شبہہ رہا ہے اور بعض دفعہ اُسپر عمل ہوا ہے مگر میں بنہایت طمانیت سے کہہ سکتا ہوں کہ مکرر سرقہ کرنیکی حالت میں قرآن مجید میں دوسرے ہاتھہ یا پاؤن کے کاٹے جانیکا ہرگز حکم نہیں ہے جنھوں نے اُس پر عمل کیا ہے اُن سے اجتہاد میں خطا ہوئی ہے کیونکہ میں نہیں سمجھتا کہ اگر یہ جائز ہو تو تیسرے یا پانچویں جرم سرقہ میں کیا کیا جاویگا۔

ڈاکوؤں اور رہزنوں کا ایک ہاتھہ اور ایک پاؤن اور چور کا ایک ہاتھہ کاٹنا اُنکو اُن جرائم کے [illegible] سے ایک مناسب حد تک معذور کر دینا ہے۔ اور اُس سے زیادہ خدا کی حکمت کو باطل کرنا اور اُن [illegible] سے ایک مضغہ بنا دینا ہے جو فطرت اللہ کے برخلاف ہے۔

يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهِ يَقُولُونَ إِنْ أُوتِيتُمْ هَذَا فَخُذُوهُ وَإِنْ لَمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوا وَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ فِتْنَتَهُ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا أُولَئِكَ الَّذِينَ لَمْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يُطَهِّرَ قُلُوبَهُمْ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۴۱﴾ سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ أَكَّالُونَ لِلسُّحْتِ فَإِنْ جَاءُوكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ

---

(۴۲) فان جاءوک۔ عرب میں جسقدر لوگ بستے تھے وہ اپنے اپنے گروہ کے سردار کے بطور رعیت محکوم تھے وہی سردار اُنپر حاکم ہوتا تھا اور تمام خصومات اور جنایات کا وہی فیصلہ کرتا تھا اور وہی سزا کا حکم دیتا تھا یہودی توریت کے سخت احکام سے بچنے کے لئے آنحضرت صلعم پاس فیصلہ کو آتے تھے۔ خدا نے فرمایا کہ تجھکو اختیار ہے چاہے اُنکا فیصلہ کر چاہے نکر کیونکہ وہ اُس گروہ میں نہ تھے جو آنحضرت صلعم کے تابع تھے اور فرمایا کہ اگر فیصلہ کرے تو جو انصاف ہو وہ کر دے۔ اور پھر یہودیوں کی بدنیتی پر تنبیہ کیا کہ باوجود اسکے کہ توریت میں سب حکم موجود ہیں پھر تجھکو کیوں حاکم بناتے ہیں اس سے اُنکی بدنیتی اور توریت کے احکام سے بچنے کی تدبیر پائی جاتی ہے

،،بالقسط،، کے لفظ پر جسکے معنی انصاف کے ہیں بحث ہو سکتی ہے کہ انصاف سے کیا مراد ہے اُس لفظ سے شریعت اسلام مراد لینا صحیح نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اگر یہہ ہوتا تو جس طرح اگلی آیتوں میں صاف بتایا گیا ہے کہ جو کچھ خدا نے تجھ پر اوتارا ہے اُس کے مطابق حکم کر اُسی طرح یہاں بھی بیان کیا جاتا اس سے صاف ظاہر ہے کہ قسط کے لفظ سے شریعتِ اسلامی مخصوص نہیں ہے۔

ایک شخص جو اپنے تئیں کسی خاص گروہ کا بیان کرتا ہے اور ہمیشہ اُن فائدوں سے جو اُس گروہ میں ہونیکے سبب اُس کو حاصل ہو سکتے تھے مستفید ہوتا رہا ہے اور کسی خاص معاملہ میں جس میں اُس کا نقصان ہے دوسرے گروہ کے حاکم سے فیصلہ چاہے جسکی شریعت

کلمات کو ان کے ٹھکانوں سے یعنی جو معنی ہوتے اس کلام کے بعد اُس کے ہیں کو کام میں بیکو کر اُس

سے کہتے ہیں یعنی اپنے دوستوں کو کہ اگر تمکو یہہ حکم دیا جاوے یعنی آنحضرت صلعم

سے تو اُسکو قبول کرلو اور اگر وہ حکم تمکو نہ دیا جاوے تو احتراز کرو۔ اور جس شخص کو خدا

یا گمراہ کریگا تو ہرگز تو نہ پاویگا اُسکے لئے اللہ سے کچھ۔ یہہ لوگ وہ ہیں کہ اللہ نے نہیں

پاک کرے اُنکے دلونکو۔ اُنکے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور اُنکے لئے آخرت میں بڑا

(۴۲) سننے والے ہیں جھوٹی بات کو کھانیوالے ہیں حرام مال کو۔ پھر اگر وہ آویں تیرے
پاس تو اُنمیں حکم کر یا مُنہہ پھیر لے اُن سے

مطابق وہ اُس نقصان سے بچ سکتا ہے تو اُس کے حق میں یہی انصاف ہوگا کہ دوسرے

اُس کو وہی حکم دے جو اُس گروہ میں مروج ہیں جس گروہ سے وہ شخص علاقہ رکھتا ہے۔

دیث سے پایا جاتا ہے کہ یہودیوں نے زنا کے جرم میں رجم سے بچنے کے لئے آنحضرت صلعم

پایا تھا کیونکہ قرآن مجید میں رجم کی سزا زنا کے جرم میں نہ تھی۔ آنحضرت صلعم نے جو سزا توریت میں

جاری کرنیکا حکم دیا اور بلا شبہہ وہی اُسکے حق میں انصاف تھا۔

سے استنباط ہو سکتا ہے کہ حکومت اسلام میں جو غیر مذہب والے بطور رعایا کے رہتے ہوں

انہیں کے دستور و رواج یا قواعد مذہب کے مطابق جو عام امن و راحت ملک میں مخل نہوں

لام کی رو سے ناجائز نہیں ہے۔ بعض علماء اسلام نے خیال کیا ہے کہ یہہ آیت اگلی آیتوں

الفاظ ہیں کہ "فاحکم بینھم بما انزل اللہ" اور "وان احکم بینھم بما انزل اللہ"

ہے اور اسلئے سلطان کو تمام رعایا پر خواہ مسلمان ہو یا نہو شرع اسلام کے موافق حکم کرنا چاہیے

میری تحقیق میں غلط ہے کیونکہ قرآن مجید کی نہ کوئی آیت منسوخ ہے اور نہ اُن آیتوں سے

لق ہے جیسا کہ انکی تفسیر میں بیان ہوگا۔

عنهم فلن يضروك شيئا وان حكمت فاحكم

بينهم بالقسط ان الله يحب المقسطين ﴿٤٢﴾ وكيف

يحكمونك وعندهم التورىة فيها حكم الله ثم يتولون من بعد

ذلك وما اولئك بالمؤمنين ﴿٤٣﴾ انا انزلنا التورىة فيها

هدى ونور يحكم بها النبيون الذين اسلموا للذين هادوا

والربانيون والاحبار بما استحفظوا من كتب الله وكانوا عليه

شهداء فلا تخشوا الناس واخشون ولا تشتروا بايتي ثمنا

قليلا ومن لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم الكفرون ﴿٤٤﴾

وكتبنا عليهم فيها ان النفس بالنفس والعين بالعين والانف

بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن والجروح قصاص

فمن تصدق به فهو كفارة له ومن لم يحكم بما انزل الله

فاولئك هم الظلمون ﴿٤٥﴾ وقفينا على اثارهم بعيسى ابن مريم

مصدقا لما بين يديه من التورىة واتينه الانجيل

فيه هدى ونور

[illegible] نقصان نہ پہنچا سکینگے کچھ اور اگر تو حکم کرے تو حکم کر ان میں

انصاف سے بیشک اللہ دوست رکھتا ہے انصاف کرنیوالوں کو (۴۲) اور کیونکر وہ تجھکو منصف کرینگے حالانکہ اُنکے پاس توریت ہے اُس میں اللہ کا حکم ہے پھر وہ پھر جاتے ہیں اُسکے بعد اور وہ

نہیں ہیں ایمان والے (۴۳) بیشک ہمنے بھیجی ہے توریت اُس میں ہے ہدایت اور روشنی حکم کرتے تھے اُسکے مطابق نبی جو خدا کے تابعدار تھے اُن لوگون کیلئے جو یہودی تھے اور حکم کرتے تھے اہل اللہ اور عالم اُسکے مطابق جو اُنکو یاد رکھوایا گیا تھا اللہ کی کتاب سے اور وہ تھے اُس پر گواہ پھر تم مت ڈرو

آدمیوں سے اور ڈرو مجھ سے اور مت لو میرے حکمون کے بدلے مول تھوڑا اور جو شخص کہ حکم نہ کرے اُسکے مطابق جو اللہ نے بھیجا ہے پھر وہی لوگ کافر ہیں (۴۴) اور ہمنے اُن پر اُس میں (یعنی توریت میں) لکھا ہے کہ جان بدلے جان کے اور آنکھ بدلے آنکھ کے اور ناک بدلے ناک کے اور کان بدلے کان کے اور دانت بدلے دانت کے اور زخمون کا ویسا ہی بدلا + پھر جو کوئی اُسکو معاف کرے تو وہ اُسکے لئے کفارہ ہے اور جو شخص کہ نہ حکم کرے اُسکے مطابق جو اللہ نے بھیجا ہے پھر وہی لوگ ظالم ہیں (۴۵) اور ہمنے اُنکے پیچھے بھیجا اُنکے پاؤنکے نشانون پر عیسیٰ مریم کے بیٹے کو سچا بتانے والا اُس چیز کو جو اُسکے آگے ہے توریت سے اور دی ہمنے اُسکو انجیل اُس میں ہدایت ہے اور روشنی،

+ دیکھو کتاب خروج باب ۲۱ ورس ۲۴ و ۲۵ و کتاب توریہ مشنی باب ۱۹ ورس ۲۱ - اور تفسیر کا [illegible] ۱۵۹ -

بين يديه من التورىة وهدى وموعظة للمتقين

وليحكم اهل الانجيل بما انزل الله فيه ومن لم يحكم بما انزل الله

فاولئك هم الفاسقون ﴿٥١﴾ وانزلنا اليك الكتاب بالحق مصدقا

لما بين يديه من الكتب ومهيمنا عليه فاحكم بينهم بما انزل الله

ولا تتبع اهواءهم عما جاءك من الحق لكل جعلنا منكم شرعة

ومنهاجا ﴿٥٢﴾

﴿٥٢﴾ (وانزلنا الیك الکتاب) اس آیت سے پہلی آیتوں میں خداتعالیٰ نے تین قسم کے لوگوں کا ذکر کیا ہے۔ اول اُن لوگوں کا جو منھ سے اپنے تئیں مسلمان کہتے تھے مگر دل سے مسلمان نہ تھے اور اُنکی نسبت فرمایا تھا "من الذین قالوا اٰمنا بافواھھم ولم تؤمن قلوبھم"۔ دوسرے یہودیوں کا جو علانیہ اپنے تئیں یہودی کہتے تھے اور آنحضرت صلعم پاس بھی احکام پوچھنے کے بہانے سے جاسوسی کرنیکو آتے تھے اور اُنکی نسبت فرمایا تھا "من الذین ھادوا سماعون للکذب سماعون لقوم اٰخرین"۔ تیسرے عیسائیوں کا جنکی نسبت فرمایا ہو "وقفینا علیٰ اٰثارھم بعیسی ابن مریم" اور پھر فرمایا ہو "ولیحکم اھل الانجیل بما انزل اللہ"۔

اب بحث اس پر ہے کہ اس آیت "وانزلنا الیك الکتاب" میں جو یہ الفاظ ہیں کہ "فاحکم بینھم" اور اسکے بعد کی آیت میں ہے "وان احکم بینھم" تو "ہم" کی ضمیر کن لوگوں کی طرف راجع ہے یعنی "ھم" سے کون لوگ مراد ہیں۔ اگر اُس سے منافق مراد لئے جاویں جنکا بیان سب سے اول ہے تو کیا وجہ ہے کہ پیچھے بیان والے اس حکم میں کہ قرآن کے بموجب اُنپر حکم کیا جاوے شامل نہوں اور اگر یہودی مراد لئے جاویں تو کیا وجہ ہے کہ عیسائی اس میں داخل نہوں اور اگر عیسائی مراد لئے جاویں جنکا ذکر "اھل الانجیل" کے لفظ سے اس آیت کے بہت قریب آیا ہے تو کیا وجہ ہے کہ یہودی بھی اس میں شامل نہوں۔ اگر یہ تصور کیا جاوے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کے بیان سے جو اس آیت کے اوپر

[illegible] جو اسکے آگے ہے توریت سے اور ہدایت ہے اور نصیحت ہے پرہیزگاروں کیلئے (۵۰) اور چاہئے کہ حکم کریں انجیل والے مطابق اسکے جو بھیجا ہے اللہ نے اس میں اور جو کوئی نہ حکم کرے اسکے مطابق جو بھیجا ہے اللہ نے تو وہی لوگ ہیں نافرمان (۵۱) اور بھیجی ہے ہمنے تیرے پاس کتاب برحق سچا بتاتی ہے اسکو جو اسکے آگے ہے کتاب سے (یعنی توریت و انجیل سے) اور اسکی محافظ پس تو ان میں حکم کر مطابق اسکے جو اتارا ہے اللہ نے اور نہ پیروی کر ان کی خواہشوں کی برخلاف اسکے جو آیا ہے تیرے پاس سچ سے ہر ایک کیلئے ہمنے تم میں سے مقرر کی ہے شریعت اور رستہ (۵۲)

اور توریت و انجیل کے ذکر کرنے سے ایک مفہوم اہل کتاب کا مستنبط ہوتا ہے اور یہ ضمیر ہم کی اہل کتاب کی طرف راجع ہوتی ہے تو اس میں بھی کئی دقتیں ہیں۔ اول یہ کہ یہ آیت مخالف ہوتی ہے اس آیت کے جس میں یہودیوں کی مخاصمت کے فیصلہ کرنے یا نہ کرنے میں آنحضرت صلعم کو اختیار دیا گیا ہے۔ دوسرے یہ کہ یہودی و عیسائی بعد نزول قرآن مجید کے مکلف بالایمان تھے نہ مکلف جزئیات احکام کے۔ تیسرے یہ کہ ان آیتوں کے اخیر میں خدا نے فرمایا ہے "افحکم الجاهلیة یبغون" اور یہودی اور عیسائی شریعت پر جو قبل نزول قرآن تھے حکم الجاهلیة اطلاق نہیں ہو سکتا۔

سیاق کلام اسطرح پر ہے کہ خدا نے فرمایا کہ جن لوگوں کو توریت دی گئی تھی انکو کہا گیا تھا کہ اسکے مطابق حکم کریں جنکو انجیل دی گئی تھی انکو حکم دیا گیا تھا کہ اسکے مطابق چلیں اب تجھکو اے پیغمبر یہ کتاب یعنی قرآن دیا گیا ہے اور جنکو یہ دی گئی ان میں اس کے مطابق حکم کرنا لازم ہے پس سیاق و سباق عبارت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان آیتوں میں "ہم" کی ضمیر اہل هذا الکتاب یعنی مسلمانوں کی طرف راجع ہے خواہ انھوں نے دل سے اسلام قبول کیا ہو خواہ ظاہر میں مسلمان کہتے ہوں اور دل سے مسلمان نہ ہوں۔
جو لوگ کہ سچے دل سے مسلمان تھے انکی نسبت تو کچھ زیادہ کہنے کی حاجت نہ تھی مگر جو لوگ صرف [illegible] اسلام [illegible] مسلمانوں میں داخل تھے مگر ان کا دل اسلام پر [illegible]

لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰكُمْ

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ

تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۵۳﴾ وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ

وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ فَاِنْ تَوَلَّوْا

فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ

النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ﴿۵۴﴾ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ

اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۵۵﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا

الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ

مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۶﴾

کے سامنے اپنی خواہشوں کو ظاہر کرتے تھے اور اُسی مطابق حکم ہو جانے کی تدبیریں سوچتے تھے اُنکی نسبت کچھ زیادہ لکھنا
مناسب تھا۔ وہ دو فرقے تھے ایک فرقہ اہل کتاب اور دوسرے فرقہ کفار عرب۔ اہل کتاب کو فرمایا تھا کہ توریت
و انجیل میں خدا کے احکام آ چکے اب ہمیشہ کیسے احکام آتے ہیں جن میں سے کچھ اُن احکام کے مطابق اور کچھ
غیر مطابق ہیں۔ اُنکی نسبت خدا نے پیغمبر سے فرمایا کہ تو اُن کی خواہشوں پر خیال مت کر اور قرآن کے
مطابق اُن میں حکم کر جتنے ہر نبی کے لئے (گو کہ سب کا دین واحد ہے) ایک شریعت
مقرر کیا ہے۔ کفار عرب جو اسلام ظاہر کرتے تھے اُنکی نسبت فرمایا کہ اُن میں بھی قرآن
کے مطابق حکم دے اور اُن کی خواہشوں کی پروا مت کر بلکہ اُن سے ڈر کہ تجھکو وقت

[illegible] اللہ کو دیا تمکو ایک امت لیکن چاہتا ہے کہ تمکو آزماوے اُسمیں جو کہ تمکو دیا ہے پھر سبقت کرو نیکی میں اللہ کے پاس تم سبکو جانا ہے پھر بتادیگا تمکو جس میں تم اختلاف کرتے تھے ﴿۵۳﴾ اور یہہ کہ حکم کر اُن میں مطابق اُسکے جو بھیجا ہے اللہ نے اور نہ پیروی کر اُنکی خواہشوں کی اور اُن سے ڈر کہ وقت میں ڈالدیں تجھکو بعض اُن حکموں کی نہ بجالانے میں جو بھیجے ہیں اللہ نے تیرے پاس پھر اگر وہ پھر جاویں تو جان لے کہ اسکے سوا کچھ نہیں کہ اللہ چاہتا ہے کہ اُنکو عذاب دے اُنکے بعض گناہوں کے سبب سے اور بیشک لوگوں میں سے اکثر نافرمان ہیں ﴿۵۴﴾ کیا پھر جاہلیت کا حکم چاہتے ہیں اور کون ہے اللہ سے بہتر حکم کرنے میں اُن لوگوں کیلئے جو یقین رکھتے ہیں ﴿۵۵﴾ اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت بناؤ یہود اور نصاریٰ کو دوست بعض اُنکے دوست ہیں بعض کے اور جو تم میں سے دوستی کرے اُن سے تو بیشک وہ اُنھی میں سے ہے بے شک اللہ نہیں ہدایت کرتا ظالموں کی قوم کو ﴿۵۶﴾

[illegible] میں نہ ڈالدیں۔ کیا وہ پھر جاہلیت کے زمانہ کے سے حکم چاہتے ہیں۔ اِن آیتوں پر نظر ڈال لینے سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اُنھی لوگوں کی نسبت قرآن کے احکام کے مطابق حکم کرنے کا حکم دیا ہے جو اسلام میں داخل ہوئے ہوں نہ غیر اہل اسلام کی نسبت۔ یہہ ایک محقق مسئلہ ہے کہ جو لوگ مسلمان نہیں ہوئے وہ جب تک کہ مسلمان نہ ہوں جزئیات احکام شرع کے مکلف نہیں ہیں بلکہ صرف اسلام لانے پر مکلف ہیں اور اسلام لانے کے بعد جزئیات احکام شرع کے مکلف ہوتے ہیں [illegible] لئے قبل اسلام اُن پر احکام شرع جاری نہیں ہو سکتے۔

فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَىٰ
أَن تُصِيبَنَا دَائِرَةٌ ۚ فَعَسَى اللَّهُ أَن يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِّنْ عِندِهِ فَيُصْبِحُوا
عَلَىٰ مَا أَسَرُّوا فِي أَنفُسِهِمْ نَادِمِينَ ﴿٥٧﴾ وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا أَهَٰؤُلَاءِ
الَّذِينَ أَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ ۙ إِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ۚ حَبِطَتْ
أَعْمَالُهُمْ فَأَصْبَحُوا خَاسِرِينَ ﴿٥٨﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ
عَن دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى
الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا
يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ۚ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ
وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٥٩﴾ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا
الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ﴿٦٠﴾ وَ
مَن يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ
الْغَالِبُونَ ﴿٦١﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا
دِينَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ

ان میں کہتے ہیں کہ ہم ڈرتے ہیں کہ ہمکو کوئی مصیبت پہونچے پس قریب ہے کہ اللہ لے آوے

کوئی امر اپنے پاس سے پھر وہ ہو جاوینگے اس پر جو انہوں نے اپنے دلوں میں

چھپایا ہے شرمندہ (۵۷) اور کہینگے وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں کیا یہ وہی ہیں جنہوں نے

قسم کھائی تھی اللہ کی اپنی سخت قسمیں کہ بیشک وہ تمہارے ساتھ ہیں نابود ہو گئے

اُن کے عمل پھر ہو گئے نقصان اُٹھانیوالوں میں (۵۸) اے لوگو جو ایمان لائے

ہو جو کوئی پھر جاوے تم میں سے اپنے دین سے تو جلد بلاویگا اللہ ایک قوم کو کہ دوست

رکھتا ہے انکو اور وہ دوست رکھتے ہیں اُسکو متواضع ہیں ایمان والون کے ساتھ اور سخت

ہیں کافرون کے ساتھ کوشش کرینگے اللہ کی راہ میں اور نہ خوف کرینگے ملامت کرنیوالے

کی ملامت سے یہ ہے فضل اللہ کا دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور اللہ وسیع

رحمت والا ہے جاننے والا (۵۹) اسکے سوا کچھ نہیں کہ تمہارا دوست اللہ اور اُسکا رسول ہے اور وہ

لوگ جو ایمان لائے ہیں جو پڑھتے رہتے ہیں نماز اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور وہی رکوع کرنیوالے ہیں (۶۰)

اور جو کوئی دوست رکھے اللہ کو اور اُسکے رسول کو اور اُن لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں تو بیشک اللہ کا

گروہ ہی غلبہ پانیوالے ہیں (۶۱) ای لوگو جو ایمان لائے ہو دوست مت بناؤ اُن لوگونکو جنہوں

نے بنا لیا ہے تمہارے دین کو ٹھٹھا اور کھیل اُن لوگوں میں سے جنکو دی گئی ہے کتاب تم سے پہلے

والكفار اولياء واتقوا الله ان كنتم مؤمنين ۝ واذا

الى الصلوة اتخذوها هزوا ولعبا ذلك بانهم قوم لا يعقلون ۝

قل يااهل الكتب هل تنقمون منا الا ان امنا بالله وما انزل الينا

وما انزل من قبل وان اكثركم فسقون ۝ قل هل انبئكم

بشر من ذلك مثوبة عند الله من لعنه الله وغضب عليه

وجعل منهم القردة والخنازير وعبد الطاغوت اولئك شر

مكانا واضل عن سواء السبيل ۝ واذا جاءوكم قالوا امنا

وقد دخلوا بالكفر وهم قد خرجوا به والله اعلم بما كانوا

يكتمون ۝ وترى كثيرا منهم يسارعون في الاثم والعدوان

واكلهم السحت لبئس ما كانوا يعملون ۝ لولا ينههم الربنيون

والاحبار عن قولهم الاثم واكلهم السحت لبئس ما كانوا

يصنعون ۝ وقالت اليهود يد الله مغلولة غلت ايديهم

ولعنوا بما قالوا بل يداه مبسوطتن ينفق

وَلَیَزِیۡدَنَّ كَثِیۡرًا مِّنۡهُمۡ مَّاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ

طُغۡیَانًا وَّكُفۡرًا ؕ وَاَلۡقَیۡنَا بَیۡنَهُمُ الۡعَدَاوَةَ وَالۡبَغۡضَآءَ اِلٰی

یَوۡمِ الۡقِیٰمَةِ ؕ كُلَّمَاۤ اَوۡقَدُوۡا نَارًا لِّلۡحَرۡبِ اَطۡفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَیَسۡعَوۡنَ

فِی الۡاَرۡضِ فَسَادًا ؕ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الۡمُفۡسِدِیۡنَ ﴿۶۴﴾ وَلَوۡ اَنَّ

اَهۡلَ الۡكِتٰبِ اٰمَنُوۡا وَاتَّقَوۡا لَكَفَّرۡنَا عَنۡهُمۡ سَیِّاٰتِهِمۡ وَلَاَدۡخَلۡنٰهُمۡ

جَنّٰتِ النَّعِیۡمِ ﴿۶۵﴾ وَلَوۡ اَنَّهُمۡ اَقَامُوا التَّوۡرٰىةَ وَالۡاِنۡجِیۡلَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ

اِلَیۡهِمۡ مِّنۡ رَّبِّهِمۡ لَاَكَلُوۡا مِنۡ فَوۡقِهِمۡ وَمِنۡ تَحۡتِ اَرۡجُلِهِمۡ ؕ

مِنۡهُمۡ اُمَّةٌ مُّقۡتَصِدَةٌ ؕ وَكَثِیۡرٌ مِّنۡهُمۡ سَآءَ مَا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۶۶﴾

یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوۡلُ بَلِّغۡ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ ؕ وَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلۡ فَمَا

بَلَّغۡتَ رِسٰلَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ یَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهۡدِی

الۡقَوۡمَ الۡكٰفِرِیۡنَ ﴿۶۷﴾ قُلۡ یٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ لَسۡتُمۡ عَلٰی شَیۡءٍ حَتّٰی

تُقِیۡمُوا التَّوۡرٰىةَ وَالۡاِنۡجِیۡلَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡكُمۡ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ ؕ وَلَیَزِیۡدَنَّ

كَثِیۡرًا مِّنۡهُمۡ مَّاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ طُغۡیَانًا وَّكُفۡرًا ۚ فَلَا تَاۡسَ عَلَی الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِیۡنَ ﴿۶۸﴾

[illegible] بہت سے ان میں اتری کفر زیادہ جو چیز کہ [illegible]

طرف تیرے پروردگار کے پاس بھیجی گئی ہے اور ہم نے ان میں یعنی یہودیوں اور

عیسائیوں میں عداوت اور بغض قیامت کے دن تک ڈالدیا ہے جبکہ وہ مسلمانوں

سے لڑائی کیلئے آگ جلاتے ہیں اللہ اسکو بجھا دیتا ہے اور ملک میں فساد کرنیکی کوشش

کرتے ہیں اور اللہ فساد کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا (٦٩) اور اگر اہل کتاب ایمان

لے آتے اور پرہیزگاری کرتے تو البتہ ہم مٹا دیتے انکے گناہ اور بیشک انکو داخل کرتے نعمت

کی جنت میں اور اگر وہ قایم رکھتے توریت اور انجیل کو اور جو کچھ کہ بھیجا گیا تھا انکے پاس انکی

پروردگار سے (یعنی انکے مطابق عمل کرتے) تو بیشک وہ کھاتے (یعنی نعمتیں) اپنے اوپر سے

اور اپنے پاؤں کے نیچے سے (یعنی آسمان و زمین سے) انمیں سے ایک گروہ ہے ٹھیک راہ

پر چلنے والا اور ان میں سے بہت ہیں کہ برا ہے جو وہ کرتے ہیں (٧٠) اے پیغمبر پہونچا دے

لوگوں میں جو کچھ کہ بھیجا گیا ہے تیرے پاس تیرے پروردگار سے اور اگر تو نہ کرے تو تو نے

اسکا پیغام نہیں پہونچایا اور اللہ بچا دیگا تجھکو آدمیوں سے بیشک اللہ نہیں ہدایت کرتا

کافروں کی قوم کو (٧١) کہدے اے اہل کتاب تم کسی چیز پر نہیں ہو جب تک کہ تم قایم کرو توریت

اور انجیل کو اور جو کچھ کہ تمہارے پاس بھیجا گیا ہے تمہارے پروردگار سے اور البتہ زیادہ [illegible]

[illegible] جو بھیجا گیا ہے تیرے پروردگار کی [illegible]

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئُونَ وَالنَّصَارَىٰ

مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

يَحْزَنُونَ ﴿٦٩﴾ لَقَدْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَأَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ رُسُلًا

كُلَّمَا جَاءَهُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنْفُسُهُمْ فَرِيقًا كَذَّبُوا وَفَرِيقًا

يَقْتُلُونَ ﴿٧٠﴾ وَحَسِبُوا أَلَّا تَكُونَ فِتْنَةٌ فَعَمُوا وَصَمُّوا ثُمَّ تَابَ

اللَّهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوا وَصَمُّوا كَثِيرٌ مِنْهُمْ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ﴿٧١﴾

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ

الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ

بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ

مِنْ أَنْصَارٍ ﴿٧٢﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ

وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا إِلَٰهٌ وَاحِدٌ وَإِنْ لَمْ يَنْتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ لَيَمَسَّنَّ

الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٧٣﴾ أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ

وَيَسْتَغْفِرُونَهُ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٧٤﴾

[illegible] یہودی ہیں اور صابئی اور عیسائی جو کوئی [illegible]

اللہ پر اور پچھلے دن پر اور عمل کرے اچھے تو اُن کو کچھ خوف نہیں اور نہ غمگین ہونگے ﴿۶۹﴾ بیشک ہمنے عہد لیا بنی اسرائیل سے اور ہمنے اُنکے پاس رسول بھیجے جب اُنکے پاس کوئی رسول آیا اُسکے ساتھ جسکو اُنکے نفس نہیں چاہتے تھے تو کسیکو وہ جھٹلاتے تھے اور کسیکو مار ڈالتے تھے ﴿۷۰﴾ اور اُنھوں نے گمان کیا کہ کچھ بُرائی نہ ہوگی پھر وہ اندھے ہوگئے اور بہرے ہوے پھر معاف کیا اُنکو اللہ نے پھر اُن میں سے بہت سے اندھے ہوئے اور بہرے ہوئے اور اللہ دیکھنے والا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں ﴿۷۱﴾ بیشک وہ لوگ کافر ہوئے جنھوں نے کہا کہ بیشک اللہ وہی مسیح ہے مریم کا بیٹا اور مسیح نے کہا اے بنی اسرائیل بندگی کرو اللہ کی جو ہے میرا پروردگار اور تمھارا پروردگار ہے بیشک جس شخص نے شرک کیا اللہ کے ساتھ تو بیشک حرام کی اللہ نے اُس پر جنت اور اُس کی جگہ ہے آگ اور ظالموں کیلئے کوئی مددگار نہیں ﴿۷۲﴾ بیشک کافر ہوئے وہ لوگ جنھوں نے کہا کہ بیشک اللہ تین میں کا تیسرا ہے اور نہیں ہے کوئی معبود سوائے معبود واحد کے اور اگر وہ نہ باز آویں اُس سے جو وہ کہتے ہیں تو البتہ پہنچیگا اُن لوگوں کو اُن میں سے جو کافر ہوئے عذاب دکھ دینے والا ﴿۷۳﴾ کیا معافی نہیں چاہتے اللہ سے اور بخشش نہیں مانگتے اُس سے اور اللہ بخشنے والا ہے رحم والا ﴿۷۴﴾

مسيح ابن مريم الا رسول قد خلت من قبله الرسل
وامه صديقة كانا ياكلن الطعام انظر كيف نبين لهم الايت ثم
انظر انى يؤفكون (٧٩) قل اتعبدون من دون الله ما لا يملك
لكم ضرا ولا نفعا والله هو السميع العليم (٨٠) قل يااهل الكتب
لا تغلوا في دينكم غير الحق ولا تتبعوا اهواء قوم قد ضلوا
من قبل واضلوا كثيرا وضلوا عن سواء السبيل (٨١) لعن
الذين كفروا من بني اسراءيل على لسان داود وعيسى ابن مريم
ذلك بما عصوا وكانوا يعتدون كانوا لا يتناهون عن منكر
فعلوه لبئس ما كانوا يفعلون (٨٢) ترى كثيرا منهم يتولون
الذين كفروا لبئس ما قدمت لهم انفسهم ان سخط الله
عليهم وفي العذاب هم خلدون (٨٣) ولو كانوا يؤمنون بالله
والنبي وما انزل اليه ما اتخذوهم اولياء ولكن كثيرا منهم
فسقون (٨٤) لتجدن اشد الناس عداوة للذين امنوا

[illegible] مریم کا بیٹا الا ایک رسول بیشک گذر چکے اس سے پہلے بہت رسول

اور اسکی ماں سچے دل سے خدا کی ماننے والی ہے وہ دونوں کھاتے تھے

کھانا دیکھ کسطرح ہم انکے لئے بیان کرتے ہیں نشانیاں پھر دیکھ کہان سے وہ پلٹائے جاتے

ہیں (۷۹) کہدے کیا تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوائے اسکی جو نہیں قدرت رکھتا تمہاری

لئے کسی ضرر کی اور نہ کسی نفع کی اور اللہ وہی سننے والا ہے جاننے والا (۸۰) کہدے ای اہل کتاب

تم لوگ غلو مت کرو اپنے دین میں ناحق اور پیروی مت کرو ایسی قوم کی خواہشونکی جو بیشک گمراہ

ہوئی اس سے پہلے اور گمراہ کیا بہتون کو اور گمراہ ہوئے سیدھے رستہ سے (۸۱) لعنت کیگئی ہے ان لوگون پر

جو بنی اسرائیل میں سے کافر ہوئے داؤد اور عیسیٰ مریم کے بیٹے کی زبان سے یہہ اسلئے کہ انھون نے

نافرمانی کی اور حد سے تجاوز کرتے تھے ایک دوسرے کو روکتے نہ تھے بری کام سے جو وہ کرتے تھے البتہ برا تھا جو وہ

کرتے تھے (۸۲) تو دیکھتا ہے ان میں سے بہتون کو کہ دوستی کرتے ہیں ان لوگوں سے جو کافر

ہیں البتہ برا ہے جو ان کے لئے آگے بھیجا ہے انکے نفسون نے کہ غصہ ہوا اللہ انپر اور وہ

ہمیشہ عذاب میں رہنے والے ہیں (۸۳) اور اگر وہ ایمان لاتے اللہ پر اور اس نبی (یعنی آنحضرت

صلعم) پر اور اس پر جو بھیجا گیا ہے اسکے پاس تو نہ بناتے انکو دوست لیکن ان میں

سے بہت سے فاسق ہیں (۸۴) البتہ تو پاویگا سب لوگون سے زیادہ دشمنی

میں ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے ہیں

الیهود والذین اشرکوا ولتجدن اقربهم مودة للذین اٰمنوا الذین
قالوا انا نصٰری ذٰلک بان منهم قسیسین ورهبانا وانهم
لا یستکبرون ﴿٨٥﴾ واذا سمعوا ما انزل الی الرسول تری اعینهم
تفیض من الدمع مما عرفوا من الحق یقولون ربنا اٰمنا فاکتبنا
مع الشٰهدین ﴿٨٦﴾ وما لنا لا نؤمن بالله وما جاءنا
من الحق ونطمع ان یدخلنا ربنا مع القوم
الصٰلحین ﴿٨٧﴾ فاثابهم الله بما قالوا جنٰت تجری من تحتها
الانهٰر خٰلدین فیها وذٰلک جزاء المحسنین والذین کفروا
وکذبوا باٰیٰتنا اولٰئک اصحٰب الجحیم ﴿٨٨﴾ یٰایها الذین اٰمنوا لا
تحرموا طیبٰت ما احل الله لکم ولا تعتدوا ان الله لا
یحب المعتدین ﴿٨٩﴾ وکلوا مما رزقکم الله حلٰلا طیبا واتقوا الله
الذی انتم به مؤمنون ﴿٩٠﴾ لا یؤاخذکم الله باللغو فی ایمانکم ولٰکن
یؤاخذکم بما عقدتم الایمان

[illegible] ایمان والون کی [illegible] یہود کو اور مشرکون کو اور البتہ پاوے گا اُن سب سے نزدیک محبت میں
اُن لوگون سے کے جو ایمان لائے ہیں اُن لوگون کو جو کہتے ہیں کہ بیشک ہم نصاریٰ ہیں یہ
اسلئے کہ اُن میں عالم اور درویش ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے (۸۵) اور جس وقت کہ سنتے ہیں جو
بھیجا گیا ہے اس رسول کے پاس تو تو دیکھتا ہے کہ اُن کی آنکھیں ڈبڈبا آتی ہیں آنسوؤن سے
بسبب اسکے کہ جان لیا اُنھون نے سچ کو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لائے پھر ہمکو
لکھ لے شاہدون کے ساتھ (۸۶) اور کیا ہے ہمکو کہ ہم ایمان نہ لاویں اللہ پر اور اُس پر جو ہمارے
پاس آیا ہے سچ اور کیون ہم طمع نہ کریں کہ داخل کرے ہمکو ہمارا پروردگار نیک لوگوں کے ساتھ (۸۷)
پھر اُنکو بدلا دیا اللہ نے اُس کا جو کہتے تھے جنتیں بہتی ہیں اُسکے نیچے نہرین ہمیشہ رہیں گے اُنمیں
یہ ہے بدلا نیک کام کرنیوالون کا، اور جو لوگ کافر ہوئے اور جھٹلایا ہماری نشانیونکو وہ لوگ
ہین جہنم میں رہنے والے (۸۸) اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت حرام کرلو پاکیزہ چیزون کو جو حلال
کیا ہے خدا نے تمھارے لئے اور زیادتی مت کرو بیشک اللہ نہیں دوست رکھتا زیادتی کرنے
والون کو (۸۹) اور کھاؤ جو کچھ کہ دیا ہے تمکو اللہ نے حلال اور پاکیزہ اور ڈرو اللہ سے جس پر کہ
تم ایمان لائے ہو (۹۰) نہیں عذاب دیگا تمکو اللہ بغیر قصد کے تمھارے قسم کھالینے میں
لیکن عذاب دیگا تمکو اُن قسمون پر جو تم نے باندھی ہین۔

* نصر نصرہ علی عدوہ نصرا اعانہ الیہ والاسم النصرۃ والنصیر المعین مثل الناصر جمعہ انصار کشریف واشراف والنصاری جمع نصران و نصرانۃ کالندامی جمع ندمان وندمانۃ (جواہر القرآن)

اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ

اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ

اَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ كَذٰلِكَ

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٩١﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا

الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ

فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٩٢﴾ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ

الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ

عَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ

وَاحْذَرُوْا فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿٩٣﴾

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا

وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٩٤﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ

تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ

پھر اگر توڑ دو تو اس کا کفارہ دس مسکینون کو کھانا کھلانا ہے اوسط درجہ کا کھانا جو تم
اپنے گھروں کو کھلاتے ہو یا دس مسکینونکو کپڑے بنا دینا یا ایک بردہ کا آزاد کرنا اور جسکو یہ میسر نہو
تو تین دن کے روزے رکھنے ہیں یہ کفارہ ہے تمھاری قسموں کا جب تم قسم کھاؤ
اور توڑ دو اور حفاظت کرو اپنی قسموں کی اسطرح پر تمھارے لئے خدا اپنی نشانیوں کو بیان
کرتا ہے تاکہ تم شکر کرو ۹۱ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اسکے سوا کچھ نہیں کہ شراب پینی
اور جوا کھیلنا اور استھانون کو پوجنا اور فال کے تیرون سے فال نکالنا ناپاک کام ہے
شیطان کے کاموں میں سے اس سے بچو تاکہ تم فلاح پاؤ ۹۲ اسکے سوا اور کچھ نہیں کہ شیطان
چاہتا ہے کہ تم میں عداوت اور بغض شراب اور جوئے کے سبب سے ڈالے اور تمکو اللہ کی
یاد سے اور نماز سے روک دے پھر کیا تم اس سے رک رہنے والے ہو اور اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو
پیغمبر کی اور ڈرو پھر اگر تم پھر گئے تو جان لو کہ ہمارے پیغمبر پر احکام صاف پہونچانے کے سوا
اور کچھ نہیں ۹۳ ان لوگونپر جو ایمان لائے ہیں اور اچھے کام کئے ہیں اس بات میں کہ وہ
اس سے پہلے کھا پی چکے ہیں کچھ گناہ نہیں جبکہ انھوں نے پرہیزگاری کی اور اچھے عمل
کئے پھر پرہیزگاری کی اور ایمان لائے پھر پرہیزگاری اور نیک کام کئے اور اللہ دوست رکھتا
ہے نیک کام کرنے والون کو ۹۴ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ تم کو شکار کرکے
میں ایک چیز سے آزمادیگا جس تک تمھارے ہاتھ اور تمھارے نیزے

اللہ من یخافه بالغیب فمن اعتدی بعد ذلك فله عذاب الیم

یایها الذین امنوا لا تقتلوا الصید وانتم حرم ومن قتله منکم متعمدا

فجزاء مثل ما قتل من النعم یحکم به ذوا عدل منکم هدیا بلغ

الکعبة او کفارة طعام مسکین او عدل ذلك صیاما لیذوق

وبال امره عفا اللہ عما سلف ومن عاد فینتقم اللہ منه واللہ

عزیز ذو انتقام ﴿٩٦﴾ احل لکم صید البحر وطعامه متاعا لکم و

للسیارة وحرم علیکم صید البر ما دمتم حرما واتقوا اللہ الذی

الیه تحشرون ﴿٩٧﴾ جعل اللہ الکعبة البیت الحرام قیما للناس

والشهر الحرام والهدی والقلائد ذلك لتعلموا ان اللہ یعلم

ما فی السموت وما فی الارض وان اللہ بکل شیء علیم اعلموا

ان اللہ شدید العقاب وان اللہ غفور رحیم ﴿٩٨﴾ ما علی

الرسول الا البلغ واللہ یعلم ما تبدون وما تکتمون ﴿٩٩﴾ قل

لا یستوی الخبیث

[illegible] سے اللہ کہ کون بن دیکھے اُس سے ڈرتا ہے پھر جس نے زیادتی کی اُسکے بعد

تو اُسکے لئے عذاب ہے دکھ دینے والا ⑨٤ اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت مارو شکار کو جب

تم احرام باندھے ہو اور جس نے تم میں سے جان بوجھ کر اُسکو مارا تو بدلا دے اُسی کی مانند چوپایہ

ہے چوپایہ جانوروں میں سے جو قربانی کیلئے کعبہ میں پہونچنے والے ہوں تم میں سے دو

منصف آدمی اُس کے برابر ہونیکا حکم کردیں یا اُسکا کفارہ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے یا

اُسکی برابر روزے رکھنے تاکہ چکھے وبال اپنے کام کا معاف کیا اللہ نے جو کچھ پہلے ہو چکا

اور جس نے پھر کیا تو بدلا لیویگا اللہ اُس سے اور اللہ غالب ہے بدلا لینے والا ⑨٥ حلال

کیا گیا ہے تمھارے لئے دریا کا شکار اور اُس کا کھانا تمھارے اور مسافروں کے فائدے

کیلئے اور تم پر حرام کیا گیا ہے جنگل کا شکار جب تک کہ تم احرام باندھے ہو اور ڈرو اللہ سے جس

پاس تم اکھٹے ہو کر جاؤ گے ⑨٦ بنایا ہے اللہ نے کعبہ کو جو بزرگ گھر ہے لوگوں کیلئے امن

سے رہنے کو اور بزرگ مہینے کو اور قربانی کے جانوروں اور گلے میں پٹا ڈالے ہوئے جانوروں

کو یہ اسلئے تاکہ تم جان لو کہ بیشک اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں

ہے اور بیشک اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے جان لو کہ بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے اور

بیشک اللہ بخشنے والا ہے مہربان ⑨٨ نہیں ہے پیغمبر پر مگر پہنچا دینا اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے

ہو اور جو تم چھپاتے ہو ⑨٩ کہدے اے پیغمبر کہ برابر نہیں ہے ناپاک

وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَاۗءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ

تَسُؤْكُمْ وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا

كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۱﴾ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَاۗىِٕبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ

وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۲﴾

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا

مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَاۗءَنَا اَوَلَوْ كَانَ اٰبَاۗؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا

يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ

ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ

اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ

اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ

[illegible] سو ڈرو اللہ سے اے عقل والو تاکہ تم

...ح پاؤ (١٠٠) اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت سوال کرو اُن چیزون سے کہ اگر تمہارے لئے

...کھول دی جاوین تو تمکو بُری لگین اور اگر تم اُن سے سوال کروگے قرآن نازل کئے جانیکے وقت

...ن تو تمہارے لئے کھول دی جاوینگی معاف کیا اللہ نے اُس سے اور اللہ بخشنے والا ہے

...ل والا بیشک اُن چیزون سے سوال کیا تھا ایک قوم نے تم سے پہلے پھر اُنھی سے

...فر ہو گئی (١٠١) اللہ نے حرام نہیں کیا کان پھاڑے ہوئے اونٹ کو اور نہ سانڈ کو اور نہ

...ن بکری کو جو بکرے کے ساتھ پیدا ہوئی ہو اور نہ دس بچے جنی ہوئی اونٹنی کو و لیکن اُن

...ون نے جو کافر ہیں اللہ پر جھوٹ بہتان باندھا ہے اور اُن میں کے اکثر نہیں سمجھتے (١٠٢)

...جب اُن کو کہا جاتا ہے آؤ اُسکی طرف جو اللہ نے بھیجا ہے اور رسول کیطرف تو کہتے

...لہ ہمکو وہی کافی ہے جسپر ہمنے اپنے باپون کو پایا ہے کیا جب بھی کہ اُنکے باپ کچھ

...ن جانتے تھے اور نہ اُنھون نے ہدایت پائی تھی (١٠٣) اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم اپنے

...خبرداری کرو نہ نقصان پہونچاویگا تمکو کوئی شخص جو گمراہ ہوا ہو جبکہ تمنے ہدایت پائی

...کے پاس تم سب کو پھر جانا ہے پھر بتاویگا تم کو جو کچھ کہ تم کرتے تھے (١٠٤) اے لوگو جو

...ن لائے ہو تمہارے باہم گواہ ہونے چاہیئین جب تم میں سے کسی کو وصیت کرتے

...ت موت آموجود ہو تو تم میں سے دو معتمد شخص گواہ ہون یا اور دو ہون غیروں میں سے اگر تم

فَأَصَابَتْكُم مُّصِيبَةُ الْمَوْتِ تَحْبِسُونَهُمَا مِنْ بَعْدِ
الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ إِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِي بِهِ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ
ذَا قُرْبٰى وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ إِنَّا إِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِينَ ۝١٠٦ فَإِنْ عُثِرَ
عَلٰى أَنَّهُمَا اسْتَحَقَّا إِثْمًا فَاٰخَرَانِ يَقُومٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِينَ اسْتَحَقَّ
عَلَيْهِمُ الْأَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَا أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا
اعْتَدَيْنَا إِنَّا إِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِينَ ۝١٠٧ ذٰلِكَ أَدْنٰى أَنْ يَأْتُوا بِالشَّهَادَةِ
عَلٰى وَجْهِهَا أَوْ يَخَافُوا أَنْ تُرَدَّ أَيْمَانٌ بَعْدَ أَيْمَانِهِمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ
اسْمَعُوا وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِينَ ۝١٠٨ يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ
فَيَقُولُ مَاذَا أُجِبْتُمْ قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا إِنَّكَ أَنْتَ عَلّٰمُ الْغُيُوبِ ۝١٠٩
إِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِي عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ

---

(۱۱۰) اذ قال الله اس مقام سے خدا تعالیٰ نے اُن واقعات میں سے جو حضرت عیسیٰ پر بچپنے
اور جوانی کے زمانہ میں گذرے تھے چند واقعات کا جنکا بیان سورہ آل عمران میں بھی ہو چکا ہے بطور اپنے
احسان اور اپنی نعمت کے بیان کرنا شروع کیا ہے۔ بچپنے کی حالت کو یاد دلایا ہے پھر نوعمری کے
زمانہ کو یاد دلایا ہے پھر نبوت کے زمانہ کو یاد دلایا ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ اس طرح کا طرز کلام نہایت دلچسپ اور محبت
سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ ایک اعلیٰ درجہ کے شخص کو اُس کے بچپنے کی بھولی بھولی باتیں
یاد دلائی جاتی ہیں اور پھر اُن کمالوں کا ذکر کیا جاتا ہے جن کو اُس نے حاصل کیا ہے

[illegible] جب [illegible] شک ہو جب تمکو [illegible] کی گواہی [illegible]

دونوں کے بعد کہ پھر وہ قسم کھاویں اللہ کی اگر تم اُن پر شک کرتے ہو کہ ہم نہیں لیتے اس کے

بدلے مول اور اگرچہ قرابت مند ہی ہو اور ہم نہ چھپاوینگے اللہ کی مقرر کی ہوئی گواہی کو بیشک

ہم اس وقت (جب کہ گواہی کے بدلے مول لیں یا گواہی کو چھپاویں) گنہگاروں میں سے ہونگے ﴿۱۰۵﴾

پھر اگر خبر ہو جاوے کہ اُن دونوں نے گناہ حاصل کیا ہے (یعنی رشوت لیکر گواہی دی ہے

یا گواہی کو چھپایا ہے) تو اُن کی جگہہ دوسرے دو گواہ (گواہی دینے کو) اُن لوگوں کی طرف سے

کھڑے ہو جاویں جن کو ضرر پہونچا کر پہلے دو گواہ گناہ کے مستحق ہوئے پھر یہہ دونوں گواہ

اللہ کی قسم کھاویں کہ ہماری گواہی اُنکی گواہی سے زیادہ تر حق ہے اور ہمنے کچھ زیادتی نہیں

کی ہے بیشک جب ہمنے ایسا کیا تو ہم ظالموں میں سے ہونگے ﴿۱۰۶﴾ جس طرح پر کہ گواہی

دینی چاہیئے یہہ طریقہ بہتر ہے گواہی دلوانے کا، یا وہ ڈرینگے (یعنی پہلے گواہ) کہ رد کیجاویگی اُنکی

قسمیں اُنکی قسمیں کھانیکے بعد اور ڈرو اللہ سے اور اُسکے کہنے کو مانو اللہ ہدایت نہیں کرتا نافرمان لوگوں کو ﴿۱۰۷﴾

جس دن کہ اللہ اکٹھا کریگا پیغمبروں کو تو کہے گا کہ تم کسطرح پر مانے گئے (یعنی سچے دل سے لوگوں نے تمکو مانا یا

کسطرح) تو وہ کہینگے کہ ہمکو کچھ علم نہیں ہے بیشک تو ہی غیب کی بات کا جاننے والا ہے ﴿۱۰۸﴾ جب

کہے گا اللہ عیسیٰ مریم کے بیٹے کو یاد کر میری نعمتوں کو جو تجھ پر اور تیری ماں پر ہوئیں

[illegible] نوں کی باتیں بلکہ نہایت دلچسپ اور پر اثر ہو جاتی ہیں اسیطرح خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کے دونوں

[illegible] نوں کی باتوں کو یاد دلایا ہے اور یوں فرمایا ہے کہ تو اُس بات کو یاد کر جبکہ میں نے روح القدس سے تیری

[illegible] کی۔ تو اُس بات کو یاد کر جب کہ تو نے بچپنے میں گفتگو کی۔ تو اُس بات کو یاد کر جبکہ میں نے تجھکو کتاب

[illegible] سکھائی۔ تو اُس وقت کو یاد کر جبکہ تو مٹی سے جانوروں کی مورتیں بناتا تھا اور اُن میں [illegible]

[illegible] اللہ کے حکم سے زندہ ہو جاوینگی - تو اُسوقت کو یاد کر جب کہ
اندھوں اور کوڑھیوں کو اچھا کرتا تھا - تو اُسوقت کو یاد کر جب کہ تو مُردے کو زندہ کرتا تھا - تو اُسوقت کو یاد
کر جبکہ میں نے تجھکو بنی اسرائیل سے بچایا تو اُسوقت کو یاد کر جب کہ میں نے حواریوں کے دل میں ڈالا کہ
مجھپر اور تجھپر ایمان لاویں - تو اُسوقت کو یاد کر جبکہ تجھ سے حواریوں نے آسمان پر سے رزق اُترنے کی
درخواست کی - تو اُسوقت کو بھی یاد رکھ جبکہ میں تجھکو اُس شرک کے الزام سے جو تیری اُمت نے
تجھپر دھرا ہے بری کرونگا - ان باتوں کے سوا سورہ آل عمران میں ایک اور بات بھی بیان ہوئی ہے کہ حضرت
عیسیٰ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ میں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی نشانی (یعنی احکام) لیکر آیا
ہوں اور یہ بھی کہا کہ میں تمکو بتلاؤنگا کہ تم کیا کھاتے ہو اور کیا اپنے گھروں میں جمع کرتے ہو -

یہ سب بارہ باتیں ہیں جنکو ہم ایک سلسلہ میں جمع کر کے ہر ایک کا اس ترتیب سے جدا جدا بیان کرینگے
اول تکلم فی المهد - دوم خلق طیر - سوم تائید روح القدس - چہارم تعلیم کتاب و حکمت - پنجم خدا کی نشانی کا لانا
ششم حواریوں کے دل میں ایمان کا ڈالنا - ہفتم اندھوں اور کوڑھیوں کو چنگا کرنا - ہشتم موتی کو زندہ کرنا
نہم اخبار عن الغیب - دہم نزول مائدہ - یازدہم بنی اسرائیل سے بچانا - دوازدہم برأت
عن المشرکین -

اول تکلم فی المهد

اس امر کی نسبت خدا تعالیٰ نے سورہ آل عمران میں فرمایا ہے - ویکلم الناس فی المهد وکهلا
اور سورہ مائدہ میں فرمایا ہے - تکلم الناس فی المهد وکهلا اور سورہ مریم میں فرمایا ہے - فاشارت
الیه قالوا کیف نکلم من کان فی المهد صبیا قال انی عبد الله اتانی الکتاب وجعلنی نبیا

ان آیتوں میں صرف لفظ مہد کا ہے جس پر بحث ہو سکتی ہے مگر مہد سے صرف صغر سنی
کا زمانہ مراد ہے نہ وہ زمانہ جس میں کوئی بچہ بمقتضائے قانون قدرت کلام نہیں کر سکتا اس مضمون
پر ہم ابھی سورہ آل عمران میں بحث کر چکے ہیں (دیکھو صفحہ ۳۶ و ۳۷)

دوم۔ خلق طیر

یہ اُس حالت کا ذکر ہے جبکہ حضرت عیسیٰ بچے تھے اور بچپنے کے زمانہ میں بچوں کے ساتھ کھیلتے تھے۔ اس کی نسبت خدا نے سورہ آل عمران میں حضرت عیسیٰ کی زبان سے یوں فرمایا ہے کہ۔ انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ۔ اور سورہ مائدہ میں یوں فرمایا ہے واذ تخلق من الطین کھیئۃ الطیر باذنی فتنفخ فیھا فتکون طیرا باذنی سورہ آل عمران میں یہ مضمون حضرت عیسیٰ کی زبان سے متکلم کے صیغوں میں بیان ہوا ہے اور سورہ مائدہ میں خدا کی طرف سے مخاطب کے صیغوں میں۔ مگر سورہ آل عمران میں اس آیت سے پہلے یہ آیت ہے کہ انی قد جئتکم بایۃ من ربکم۔ اور اُس کی نسبت ہم نے ثابت کیا ہے کہ وہ سوال کے جواب میں ہے اُسی سیاق پر یہ آیت ہے اور سوال کے جواب میں واقع ہوئی ہے تقدیر کلام کی یہ ہے کہ کسی شخص نے حضرت عیسیٰ کو مٹی سے جانوروں کی مورتیں بناتے دیکھ کر پوچھا کہ۔ ما تفعل؟ قال مجیبا لہ بانی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر الخ تاریخ سے بھی پایا جاتا ہے کہ جانوروں کی مورتیں بنانے کی نسبت لوگوں نے حضرت عیسیٰ سے سوال بھی کیا تھا جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے۔

اب اس پر بحث یہ ہے کہ کیا درحقیقت یہ کوئی معجزہ تھا اور کیا درحقیقت قرآن مجید سے اُن مٹی کے جانوروں کا جاندار ہو جانا اور اوڑنے لگنا ثابت ہوتا ہے؟ تمام مفسرین اور علمائے اسلام کا جواب ہے کہ ہاں۔ مگر ہمارا جواب ہے کہ نہیں بشرطیکہ دل و دماغ کو اُن خیالات سے جو قرآن مجید پر کچھ غور اور قرآن مجید کا مطلب سمجھنے سے پہلے عیسائیوں کی صحیح و غلط روایات کی تقلید سے بیٹھ گئے ہیں خالی کر کے نفس قرآن مجید پر بنظر تحقیق غور کیا جاوے۔

سورہ آل عمران میں جو یہ الفاظ ہیں کہ انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ۔ اُسکے معنی یہ ہیں کہ میں مٹی سے پرندوں کی مورتیں بناتا ہوں [illegible]

...پرندہ ہو جاویں۔ یہ بات حضرت عیسیٰ نے سوال کے جواب میں کہی تھی مگر اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ پھونکنے کے بعد درحقیقت وہ پرندوں کی مورتیں جو مٹی سے بناتے تھے جاندار ہو بھی جاتی تھیں اور اڑنے بھی لگتی تھیں۔

"فیکون" پر جو "ف" ہے وہ عاطفہ تو ہو نہیں سکتی کیونکہ اگر وہ عاطفہ ہو تو "یکون طیرا" انی کی خبر ہو اور اسکا عطف "اخلق" پر ہوگا اور "یکون طیرا" میں "یکون" صیغہ متکلم کا نہیں ہے اور نہ اس کلام میں کوئی ضمیر اس طرح پر واقع ہوئی ہے کہ اسم انی کی طرف راجع ہو سکے اسلئے "یکون طیرا" نحو کے قاعدہ کے مطابق یا یوں کہو کہ بموجب محاورہ زبان عرب کے کسی طرح انی کی خبر نہیں ہو سکتا اور "فیکون" کی "ف" عاطفہ قرار نہیں پا سکتی۔ اب ضرور ہے کہ وہ "ف" تفریع کی ہو اور پھونکنے میں اور ان مورتوں کے پرند ہو جانے میں گو کہ حقیقۃً کوئی سبب حقیقی یا مجازی یا وضعی یا خارجی نہ ہو مگر ممکن ہے کہ متکلم نے ان میں ایسا تعلق سمجھا ہو کہ اس کو متفرع اور متفرع علیہ کی صورت میں یا سبب اور مسبب کی صورت میں بیان کرے جہاں کلم مجازات کی بحث نحو کی کتابوں میں لکھی ہے اس میں صاف بیان کیا ہے کہ کلم مجازات سے یہ مراد نہیں ہوتی کہ درحقیقت وہ ایک امر کو دوسرے امر کا حقیقی سبب کر دیتے ہیں بلکہ متکلم اس طرح پر خیال کرتا ہے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ پہلا امر دوسرے امر کا حقیقی یا خارجی یا ذہنی سبب ہو۔ مگر صرف اس طرح کے بیان سے امر متفرع یا مسبب کا وقوع ثابت نہیں ہو سکتا جب تک کہ کسی اور دلیل سے نہ ثابت ہو کہ وہ امر فی الحقیقت وقوع میں بھی آیا تھا اور جس قدر الفاظ قرآن مجید کے ہیں ان میں یہ بیان نہیں ہوا ہے کہ وہ پرندوں کی مٹی کی مورتیں درحقیقت جاندار اور پرند ہو بھی جاتی تھیں۔

حضرت عیسیٰ کے زمانہ طفولیت کے حالات بہت کم لکھے گئے ہیں چاروں انجیلیں جو اس زمانہ میں صحیح گنی جاتی ہیں ان میں زمانہ طفولیت کے کچھ بھی حالات نہیں ہیں۔ یہ بات تو ممکن نہیں ہے کہ انکے زمانہ طفولیت کے کچھ حالات ہوں ہی نہیں مگر کسی کو انکے لکھنے پر رغبت ہونیکی کوئی وجہ نہ تھی۔

حضرت عیسیٰ کے انتقال کے بہت زمانہ بعد بعض قدیم عیسائی مورخوں نے انکے حالات زمانہ طفولیت کے لکھنے پر کوشش کی ہے اور اسوقت ہمکو دو کتابیں انجیل طفولیت کے نام سے دستیاب ہوتی ہیں جن کا

[illegible]ل سکے عیسائیون نے صحیح کتابون میں داخل کیا ہے بہرحال اُن کتابون کی روایتون کو بھی بہت تسلیم کرتے تھے اور لوگون میں مشہور تھیں اُن دونوں کتابوں میں خلق طیر کا قصہ اُن معمولی مبالغہ آمیز باتوں کراستون کے ساتھ جو ایسے بزرگون کی تاریخ لکھنے میں خواہ نخواہ ملادی جاتی ہیں لکھا ہوا ہے۔ یہ دونون کتابیں انجیل اول طفولیت اور انجیل دوم طفولیت کے نام سے مشہور ہیں۔

انجیل اول طفولیت دوسری صدی عیسوی میں ناسٹکس کے ہان جو عیسائیون کا ایک فرقہ ہے موج[ود] او[ر] مسلم تھی اور زمانہ ما بعد میں بھی اسکے اکثر بیانات پر اکثر مشہور عیسائی عالم یوسیبیں و اتھاناسیس و ایپی فنیس کرائی سامسٹم وغیرہ اعتقاد رکھتے تھے کو بیس ڈی کمشٹڈ ایک انجیل طامس کا ذکر کرتا ہے کہ الیشیا و افریقہ کے اکثر گرجاؤن میں پڑھی جاتی تھی اور اُسی پر لوگون کے اعتقاد کا دار و مدار تھا۔ فیبریشیس کے نزدیک وہ یہی انجیل تھی۔

انجیل دوم طفولیت اصل یونانی قلمی نسخہ سے ترجمہ کیگئی ہے جو کتب خانہ شاہ فرانس میں دستیاب ہوا تھا۔ یہہ طامس کی طرف منسوب ہے اور ابتدائے انجیل مریم کے شامل خیال کی گئی ہے۔

انجیل اول میں یہہ قصہ اسطرح پر لکھا ہے۔ اور جبکہ حضرت عیسیٰ کی عمر سات برس کی تھی وہ آ[پ] ہمعمر لڑکون کے ساتھ تھے جو کھیل رہے تھے اور مٹی کی مختلف صورتین یعنی گدھے بیل چڑیان اور اور صورتین بنا رہے تھے ہر شخص اپنی کاریگری کی تعریف کرتا تھا اور آوَرون پر سبقت لیجانے کی کوشش کرتا تھا۔ تب حضرت عیسیٰ نے لڑکون سے کہا کہ میں ان صورتون کو جو میں نے بنائی ہیں چلنے حکم دونگا۔

اور فی الفور وہ حرکت کرنے لگین اور جب انھون نے اُن کو واپس آنیکا حکم دیا تو وہ وا[پس] آئین۔

انھون نے پرندون اور چڑیون کی صورتین بھی بنائی تھیں اور جب اُن کو اُڑنے کا حکم دیا تو وہ اُڑ[نے] لگیں اور جب انھون نے اُنکو ٹھہر جانے کا حکم دیا تو وہ ٹھہر گئیں اور اگر وہ اُنکو کھانا اور پانی دیتے تھے تو کھاتی پیتی تھیں۔

وَإِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِإِذْنِي فَتَنفُخُ فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِي

جب آخرکار لڑکے چلے گئے اور ان باتون کو اپنے والدین سے بیان کیا تو اُنکے والدین نے اُن سے کہا کہ تم آئندہ سے اُس کی صحبت سے احتراز کرو کیونکہ وہ جادوگر ہے۔ اس سے بچو اور پرہیز کرو اور اب اُسکے ساتھ کبھی نہ کھیلو۔

اور انجیل طفولیت میں اسطرح پر ہے۔ جب حضرت عیسیٰ کی عمر پانچ برس کی تھی اور مینہ برس کر کھل گیا تھا حضرت عیسیٰ اور عبرانی لڑکون کے ساتھ ایک ندی کے کنارہ کھیل رہے تھے اور پانی کنارہ کے اوپر بہکر چھوٹی چھوٹی جھیلون میں ٹھیر رہا تھا۔

مگر اُسی وقت پانی صاف اور استعمال کے لایق ہو گیا۔ حضرت عیسیٰ نے اپنے حکم سے جھیلون کو صاف کر دیا اور اُنھون نے اُنکا کہنا مانا تب اُنھون نے ندی کے کنارہ پر سے کچھ نرم مٹی لی اور اُسکی بارہ چڑیان بنائیں اور اُنکے ساتھ اور لڑکے بھی کھیل رہے تھے۔

مگر ایک یہودی نے اِن کامون کو دیکھ کر یعنی اُن کا سبت کے دن چڑیون کی مورتیں بنانا دیکھکر بلاتوقف اُنکے باپ یوسف سے جا کر اطلاع کی اور کہا کہ دیکھ تیرا لڑکا ندی کے کنارہ کھیل رہا ہے اور مٹی لیکر اُسکی بارہ چڑیان بنائی ہیں اور سبت کے دن گناہ کر رہا ہے۔

تب یوسف اُس جگہ جہان حضرت عیسیٰ تھے آیا اور اُنکو دیکھا تب بلا کر کہا کیوں تم ایسی بات کرتے ہو جو سبت کے دن کرنا جائز نہیں ہے۔

تب حضرت عیسیٰ نے اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیان بجا کر چڑیون کو بلایا اور کہا جاؤ اُڑ جاؤ اور جیتک تم زندہ رہو مجھے یاد رکھو پس چڑیان غل مچاتی ہوئی اُڑ گئیں۔

یہودی اِس کو دیکھکر متعجب ہوئے اور چلے گئے اور اپنے ہان کے بڑے بڑے آدمیوں سے جا کر وہ عجیب و غریب معجزہ بیان کیا جو حضرت عیسیٰ سے اُنکے سامنے ظہور میں آیا تھا۔

مگر جب تاریخانہ تحقیق کی نظر سے اِس پر غور کی جاتی ہے تو اصل بات صرف اس قدر تحقیق ہوتی ہے کہ حضرت عیسیٰ بچپن میں لڑکون کے ساتھ کھیلنے میں مٹی کے جانور بناتے تھے اور

[illegible]

[illegible]

سکتا ہیں اب بھی ایسے موقعوں پر بچے کھیلنے میں کہتے ہیں کہ خدا کی میں جان ڈال دیگا وہ بھی کہتے ہونگے
کہ ان دونوں کتابوں کے لکھنے والوں نے اس کو کرامات کے طور پر بیان کیا کہ فی الحقیقت ان میں جان پڑ جاتی
تھی۔ قرآن مجید نے اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی امر وقوعی نہ تھا بلکہ
صرف حضرت مسیح کا خیال زمانہ طفولیت میں بچوں کے ساتھ کھیلنے میں تھا۔ علمائے اسلام ہمیشہ قرآن مجید
کے معنی یہودیوں اور عیسائیوں کی روایتوں کے مطابق اخذ کرنے کے مشتاق تھے اور بلا تحقیق اُن
روایتوں کی تقلید کرتے تھے انھوں نے ان الفاظ کی اسی طرح تفسیر کی جس طرح غلط سلط عیسائیوں کی
روایتوں میں مشہور تھی اور اس پر خیال نہیں کیا کہ خود قرآن مجید ان روایتوں کی غلطی کی تصحیح کرتا ہے

سورہ مائدہ میں بھی یہی مضمون خدا تعالیٰ نے مخاطب کے صیغوں سے دوبارہ بیان فرمایا ہے مگر
اس مقام پر ایسی عمدگی سے سیاق کلام واقع ہوا ہے کہ باوجود اس کے کہ اس قصہ کو بعض واقعات
متحقق الوقوع کے ساتھ بیان کیا ہے اس پر بھی اس خاص قصہ کا وقوع کہ وہ مٹی کی مورتیں پرند ہو جاتی
تھیں ثابت نہیں ہوتا۔ اس سورہ میں خدا تعالیٰ نے تمام واقعات متحقق الوقوع کو ماضی کے صیغوں سے
بیان فرمایا ہے جیسے کہ۔ اذ ایدتک بروح القدس۔ اذ علمتک الکتاب والحکمۃ۔ اذ کففت
بنی اسرائیل عنک۔ اذ اوحیت الی الحواریین۔ مگر مٹی کی مورتوں کے پرند ہو جانے کے قصہ کو
مستقبل کے صیغے سے بیان فرمایا ہے جیسے کہ۔ اذ تخلق فتنفخ فتکون۔ اس سیاق کے بدلنے سے یہ نتیجہ ہے کہ جن مضارع کے صیغوں
کا اثر پہنچیگا وہ تو امر متحقق الوقوع ہو جاویگا اور جس صیغہ تک اسکا اثر نہ پہنچیگا وہ امر غیر متحقق الوقوع رہے گا۔ پس
کلام میں اذ کا اثر "تخلق" اور "تنفخ" تک پہونچتا ہے اور "تکون" تک نہیں پہونچتا جیسا کہ
ہم بیان کرینگے پس اُن مٹی کی مورتوں کا جاندار ہو جانا غیر متحقق الوقوع باقی رہتا ہے یعنی قرآن مجید
سے ثابت نہیں ہوتا کہ درحقیقت وہ مٹی کی مورتیں جاندار اور پرند ہو بھی جاتی تھیں۔

اس آیت میں بھی "فتکون" پر کی (ف) عاطفہ نہیں ہو سکتی کیونکہ اگر وہ عاطفہ ہو تو اس کا
عطف "تخلق" پر ہوگا اور معطوف حکم معطوف علیہ میں ہوتا ہے اور معطوف علیہ کی [illegible]

ترکیب میں ضرور ہوتی ہے کہ اگر معطوف علیہ کو حذف کر دیا جاوے اور معطوف اُس کی جگہ رکھدیا جاوے تو کوئی خرابی اور نقص کلام میں نہ ہونے پاوے۔ اور اس مقام پر ایسا نہیں ہے کیونکہ اگر معطوف علیہ کو حذف کرکے "فتکون طیرا" اُس کی جگہ رکھدیں تو کلام اسطرح پر ہو جاتا ہے کہ۔ اذکر نعمتی علیک اذ تکون طیرا۔ اور یہہ کلام محض مہمل اور غیر مقصود ہے۔ اب ضرور ہے کہ یہہ (ف) بھی اسی طرح تفریع کی ہو جس طرح کہ سورہ آل عمران میں (ف) تفریع کی تھی اور اس (ف) کے ذریعے سے تنفخ متفرع علیہ اور تکون متفرع دونوں ملکر تخلق پر معطوف ہونگے اور تقدیر کلام یوں ہوگی۔ اذکر نعمتی علیک اذ تنفخ فیها فتکون طیرا مگر اس صورت میں "فتکون طیرا" صرف "تنفخ" پر تفریع ہوگی اور اذ کا اثر جو مضارع پر آنے سے تحقق زمانہ ماضی کا ہے یا اُس امر کو تحقق الوقوع کر دیتا ہے "تکون" تک نہیں پہونچیگا کیونکہ وہ اثر اسوقت پہونچتا جب کہ "تکون" کی (ف) عاطفہ ہوتی اور اسکا عطف "تخلق" پر جائز ہوتا۔ اس صورت میں "تکون" کو محض تفریعی تعلق اپنے متفرع علیہ سے ہے اور محض تفریعی حالت اُسی طرح باقی رہتی ہے جیسی کہ سورہ آل عمران میں تھی اور اس لئے اُس تفریع سے اُس امر متفرع کا وقوع ثابت نہیں ہوتا۔

اس تمام بحث کا نتیجہ یہہ ہے کہ قرآن مجید سے یہہ بات تو ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ بچپنے کی حالت میں مٹی سے جانوروں کی مورتیں بناتے تھے اور پوچھنے والے سے کہتے تھے کہ میرے پھونکنے سے وہ پرند ہو جاوینگے مگر یہہ بات کہ درحقیقت وہ پرند ہو بھی جاتی تھیں نہ قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے نہ قرآن مجید میں بیان ہوا ہے پس حضرت عیسیٰ کا یہہ کہنا ایسا ہی تھا جیسے کہ بچے اپنے کھیلنے میں مقتضائے عمر اس قسم کی باتیں کیا کرتے ہیں۔

سوم۔ تائید روح القدس

اس امر کی نسبت خدا تعالیٰ نے سورہ بقر میں فرمایا ہے۔ وایدناہ بروح القدس۔ اور سورہ مائدہ میں فرمایا ہے۔ اذ ایدتک بروح القدس۔ یہہ آیتیں کچھہ زیادہ تفسیر کی محتاج نہیں

امداد پہنچاکرتا تھا اور [illegible] کو اور کو بھی [illegible] کے حکم سے

کچھ شک نہیں کہ تمام انبیاء علیہم السلام مؤید بتائید روح القدس ہیں مگر بحث ہو سکتی ہے کہ حقیقت روح القدس میں ہو سکتی ہے تمام علماء اسلام اُس کو ایک مخلوق جداگانہ خارج از خلقت نبی قرار دیکر اُس کو بطور ایلچی کے خدا و نبی میں واسطہ قرار دیتے ہیں اور جبرئیل اُسکا نام بتاتے ہیں۔ ہم بھی جبرئیل اور روح القدس کو شئی واحد یقین کرتے ہیں مگر اُس کو خارج از خلقت انبیاء مخلوق جداگانہ تسلیم نہیں کرتے بلکہ اس بات کے قایل ہیں کہ خود انبیاء علیہم السلام کی خلقت میں جو ملکہ نبوت ہے اور جو ذریعہ مبدء فیاض سے اُن امور کے اقتباس کا ہے جو نبوت یعنی رسالت سے علاقہ رکھتے ہیں وہی روح القدس ہے اور وہی جبرئیل۔ اس کی نسبت ہم سورہ بقر میں بہ تحت آیت، و ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا کے پوری بحث کر چکے ہیں۔

چہارم۔ تعلیم کتاب و حکمت

اِس امر کی نسبت خدا تعالی نے سورہ آل عمران میں فرمایا ہے۔ و یعلمہ الکتاب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل و رسولا الی بنی اسرائیل۔ اور سورہ مائدہ میں فرمایا ہے۔ واذ علمتک الکتاب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل۔ یہہ دونوں مضمون واحد ہیں اور اِن میں کچھ مشکلات نہیں ہیں کیونکہ بلاشبہہ تمام انبیاء کو خدا تعالی احکام و حکمت تلقین کرتا ہے اور کتاب پڑہاتا ہے اور اُن کے دل میں علم کا وہ خزانہ جمع کرتا ہے جس کو وہ تمام لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

پنجم۔ خدا کی نشانی کا لانا

اس امر کی نسبت سورہ آل عمران میں خدا تعالی نے حضرت عیسیٰ کی زبان سے یوں فرمایا ہے۔ انی قد جئتکم بایۃ من ربکم۔ ہم اس بات کی تحقیق سورہ بقر میں لکھ چکے ہیں (دیکھو صفحہ ۱۳۶-۱۳۸ جلد اول) کہ آیت اور آیات اور آیات بینات سے خدا تعالی کے احکام مراد ہوتے ہیں جو انبیاء کو دیئے جاتے ہیں۔ اہل علم [illegible] آیت کے لفظ کے یہی معنی قرار دیتے ہیں اور آیت سے جنس مراد لیتے ہیں نہ فرد۔ صاحب تفسیر کبیر نے بھی اُس تفسیر میں [illegible] سے لکھا ہے کہ۔ المراد بالایۃ الجنس لا الفرد۔

وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ

مگر اس مقام کی تفسیر کرنے سے پیشتر ہمکو اُس امر کا بیان کرنا چاہیے جو سورہ آل عمران کی آیتوں کے بیان کی نسبت ہے۔ یہہ آیت اور اُسکے بعد کی آیتیں سورہ آل عمران میں اُن آیتوں کے بعد واقع ہوئی ہیں جس میں حضرت عیسی کے ہونے کی بشارت ہے وہ آیتیں رسولا الی بنی اسرائیل تک تو برابر سلسل چلی آتی ہیں مگر اسکے بعد جو یہہ آیت ہے۔ انی قد جئتکم بایة من ربکم۔ اسکا اور نیز اسکے بعد کی آیتوں کا بشارت کی آیت سے جوڑ نہیں ملتا۔ علمائے مفسرین نے اس آیت کو اور نیز اسکے بعد کی آیتوں کو شامل آیات بشارت کے کیا ہے اور جوڑ ملانیکو لفظ قائلا محذوف مانا ہے یعنی رسولا الی بنی اسرائیل قائلا انی قد جئتکم بایة مگر قال کے بعد ان مفتوحہ انا کسیقدر اعتراض کے لایق تھا اسلئے زجاج نے اس جگہ اوپر کی آیتوں سے جوڑ لگانیکو ویکلم الناس ہو لا مقدر مانا ہے اور یہہ معنی قرار دیے ہیں ویکلمھم رسولا بانی قد جئتکم۔

مگر ہمکو مفسرین کے ان اقوال سے اختلاف ہے خود سیاق کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ جسقدر آیتیں بشارت سے متعلق تھیں وہ اُس مقام پر ختم ہوگئیں جہاں فرمایا۔ ورسولا الی بنی اسرائیل سا اور وہ کلام منقطع ہوگیا اور۔ انی قد جئتکم بایة۔ سے دوسرا کلام شروع ہوا اسلئے کہ بشارت کی آیتوں میں تمام صیغے مستقبل کے آئے ہیں جیسے۔ یکلم الناس۔ ویعلمه الکتاب۔ اور اُن سب آیتوں میں حالات قبل ولادت حضرت عیسی کے بیان ہوئے ہیں۔ اور اُسکے بعد صیغے متکلم کے ہیں جیسے کہ۔ انی قد جئتکم۔ انی اخلق لکم۔ وابرئ الاکمه۔ وانبئکم۔ اور اُن میں وہ تمام حالات مذکور ہیں جو بعد ولادت حضرت عیسی واقع ہوئے ہیں پس ان پچھلی آیتوں کو آیات بشارت کے ساتھ شامل کر دینا بالکل سیاق کلام کے برخلاف ہے۔

صاحب تفسیر ابن عباس نے بھی ان آیتوں کو بشارت کی آیتوں سے منقطع کیا ہے اور تقریر کلام کی قرار دی ہے۔ فلما جاءھم قال انی قد جئتکم بایة۔ مگر اس تقریر میں وہی نقص باقی رہتا ہے کہ قال کے بعد اِن مفتوحہ واقع ہوتا ہے۔

مگر ہم تقریر کلام کی اس طرح پر کرتے ہیں کہ فلما جاءھم قال مجیبا لھم بانی قد جئتکم بایة یعنی جب حضرت

اور جبکہ [illegible] قومون کو [illegible] حکم [illegible]

[illegible] میں وعظ و نصیحت کرنے لگے اور خدا کے احکام سنانے لگے تو انکی قوم نے کہا کہ تم یہ کس [illegible]
اسکے جواب میں حضرت عیسی نے فرمایا۔ انی قد جئتکم بایۃ من ربکم یعنی میں تمہارے پاس تمہارے رب کی [illegible] اسلئے کہ [illegible]
[illegible] جئتکم بایۃ من ربکم اور وہ مضمون جو سورہ مریم میں ہے۔ قال انی عبد اللہ اتانی الکتاب وجعلنی نبیا۔ بالکل [illegible]
[illegible] مضمون جو باب میں قوم کے سوال کے واقع ہوا اور یہ قرینہ ہے کہ وہ پہلا مضمون بھی قوم کے جواب میں ہے۔
متی کی انجیل میں لکھا ہے کہ جب حضرت مسیح معبد میں وعظ کر رہے تھے تو سردار امام مشائخ
اُنکے پاس آئے اور پوچھا کہ تو کس حکم سے یہ کام کرتا ہے اور کس نے تجھے یہ حکم دیا ہے۔ حاصل
جواب مسیح یہ ہے کہ جس کے حکم سے یحییٰ غوطہ دینے والا کرتا تھا (متی باب ۲۱ ورس ۲۳-۲۷)
اب کسی اور تفسیر کی اس مقام پر ضرورت نہیں رہی۔ کیونکہ جسقدر انبیاء علیہم السلام قوم کیطرف مبعوث
ہوتے ہیں وہ خدا کی طرف سے اُنکے پاس احکام لاتے ہیں اسی طرح حضرت عیسی بھی بنی اسرائیل کی قوم
پر مبعوث ہوئے تھے اور خدا کی طرف سے اُنکے لئے احکام لائے تھے۔

ششم۔ حواریون کے دل میں ایمان کا ڈالنا

اسکی نسبت خداتعالیٰ نے سورہ مائدہ میں فرمایا ہے۔ واذ اوحیت الی الحواریین ان امنوا بی وبرسولی
قالوا امنا واشهد باننا مسلمون۔ تمام انبیاء پر خداتعالیٰ کی بڑی رحمت اُسکے حواریون اور اصحابون کا پیدا کرنا
ہے۔ وہ اُسکے کام میں مددگار ہوتے ہیں رنج و تکلیف کی حالت میں اُن سے تسلی ہوتی ہے۔ اسی سبب
سے خدا نے حضرت عیسی کو حواریوں کا جو دل و جان اُن پر فدا تھے ایمان لانا یاد دلایا اور اپنی رحمت اور احسان
کو زیادہ تر وضاحت سے بیان کرنیکے لئے کہا کہ ہم نے حواریوں کو کہا کہ میرے رسول پر ایمان لے آؤ
یعنی میں نے تمہدایت کی اور کچھ شبہ نہیں ہے کہ ایمان لانا خدا ہی کی ہدایت پر منحصر ہے۔

ہفتم۔ اندھون اور کوڑھیون کو چنگا کرنا

ہشتم۔ موتی کو زندہ کرنا

اس مضمون کو خداتعالیٰ نے سورہ آل عمران میں حضرت عیسی کی زبان سے اسطرح فرمایا [illegible]

وَإِذْ كَفَفْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَنكَ إِذْ جِئْتَهُم بِالْبَيِّنَاتِ

الاکمہ والابرص واحی الموتی باذن اللہ۔ اور سورہ مائدہ میں یون فرمایا ہے۔ وتبرئ الاکمہ
والابرص باذنی واذ تخرج الموتی باذنی۔

علمائے اسلام کی عادت ہے کہ قرآن مجید کے معنی یہودیوں اور عیسائیوں کی روایتون کے مطابق
کرتے ہیں اسلئے انہون نے ان آیتون کے بھی معنی بیان کئے ہیں کہ حضرت عیسیٰ مادرزاد اندھون کو
اور کوڑھیون کو چنگا کرتے تھے اور مردون کو جلا دیتے تھے اور صرف تازہ مردون ہی کو نہیں جلاتے
تھے بلکہ ہزارون برس کے پرانے مردون کو بھی جلاتے تھے چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ
علیہ السلام نے نوح کو اُن کی قبر میں سے بلایا اور وہ زندہ ہو کر قبر میں سے نکل آئے اور اسی قسم کی اور بہت سی بیہودہ باتین
لکھی ہیں۔

انجیلون میں بھی اس قسم کے بہت سے معجزے حضرت مسیح کی نسبت بیان ہوئے ہیں مگر نہایت تعجب
ہے کہ خود انجیلون سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ نے جب اُن سے فروسیون اور صدوقیون نے
آسمانی معجزہ طلب کیا تو انہون نے معجزے کے ہونے سے انکار کیا (دیکھو انجیل متی باب ۱۲ ورس ۳۹
و ۱۶ ورس ۴۔ انجیل مارک باب ۸ ورس ۱۲۔ انجیل لوک باب ۱۱ ورس ۲۹) پھر کیونکر اسقدر معجزے حضرت
مسیح کی انجیلون میں مذکور ہیں اور وہ معجزے بھی اس قسم کے ہیں کہ اُن کو سنکر تعجب آتا ہے۔ کہیں آدمیون
میں سے دیو نکلتے ہیں اور سورون کے گلہ میں گھس کر اُنکو دریا میں ڈبوتے ہیں۔ کہیں گونگے
آدمی میں سے گونگا دیو نکلتا ہے۔ کہیں کپڑا چھونے سے بیمار اچھے ہوتے ہیں۔ اور کہیں صرف یہ کہہ دینا
کہ جا تیری مراد پوری ہوئی سخت سے سخت بیمارون کو اچھا کرنے کیلئے کافی ہوتا ہے۔

اگر موجودہ انجیلون پر تاریخانہ تحقیق سے نظر ڈالی جاوے تو اس سے زیادہ سچ اور کچھ نہیں معلوم ہوتا کہ یہودی
بعض جھاڑ پھونک کی عادت رکھتے تھے بیمارون کے لئے دعائیں پڑھ کر انکی صحت کے لئے اُن پر دم کرتے
تھے لوگون کو برکت دیتے تھے لوگ کاہنون اور امامون اور مقدس لوگون کے ہاتھ چومنے پاؤن کو ہاتھ لگانے
اُنکو چھونے یا بوسہ دینے سے برکت لیتے تھے جیسے کہ اب بھی رومن کیتھلک فرقہ میں رواج ہے انہی
مسلمانون میں بھی اس قسم کی بہت سی باتین رائج ہو گئی ہیں اُنہی دستور کے موافق حضرت عیسیٰ بھی بیمارون کے واسطے

[illegible] تو اُنکے پاس [illegible]

اُن پر ہوا لئے سے جو برکت سمجھتے تھے لوگ اُن کے ہاتون کو برکت لینے کے لئے چومتے تھے اور اُنکا کھانا لگنے کپڑے کو چومتے تھے اور یہ سمجھتے تھے پس یہ ایک اصولی بات تھی اُس بیان کے ساتھ اس بات کو اضافہ کر دیا کہ جو اسطرح کرتا تھا فی الفور چنگا ہو جاتا تھا اندہے آنکھون والے ہو جاتے تھے کوڑہی اچھے ہو جاتے تھے اسی قسم کی مبالغہ آمیز تحریرین ہین جیسے کہ ایسے بزرگون کے حالات لکھنے والے لکھا کرتے ہیں جبکہ ہم یقین کرتے ہیں کہ حضرت عیسٰی نے معجزہ دکھانے سے انکار کیا تو کہتے ہیں کہ صدق کلمة الله و روح الله اور جب اُن مبالغہ آمیز نوشتون کو پڑھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ھذا بہتان عظیم و روح الله و کلمة الله بری عن ذالک۔

انجیلون میں صرف دو جگہ مردوں کے زندہ کرنے کا ذکر ہے۔ حاکم کی بیٹی کے زندہ کرنیکے قصہ میں تو خود حضرت مسیح نے فرمایا تھا کہ وہ مری نہیں (متی باب ۹ ورس ۲۴) متی کی انجیل جو اور انجیلون کی نسبت زیادہ معتبر تصور ہو سکتی ہے اُس میں سوائے اس واقعہ کے اور کسی مردہ کے جلانیکا تذکرہ نہیں ہے۔ اور انجیل لوک میں ایک بیوہ کے بیٹے کے زندہ کرنیکا ذکر ہے جسکا جنازہ لئے جاتے تھے (ورس ۱۱) مگر اس کا کچھ ثبوت نہیں کہ درحقیقت وہ مر گیا تھا بہت سے واقعے ایسے گذرے ہیں کہ لوگوں نے ایک شخص کو مردہ سمجھکر اسکی تجہیز و تکفین کی ہے اور بعد کو معلوم ہوا ہے کہ وہ شخص درحقیقت مر نہیں گیا تھا تعجب ہے کہ تمام انجیلون میں اُن واقعون کے سوا جو نہایت مشتبہ ہیں اَور کوئی واقعہ مُردون کو زندہ کرنیکا بیان نہیں ہوا۔

مسلمانون کے حال پر اس سے بھی زیادہ افسوس ہے کہ وہ آنحضرت صلعم کو تمام انبیا سابقین سے افضل سمجھتے ہیں۔ انبیاء سابقین کے معجزے تو قرآن میں بتلاتے ہیں مگر افضل الانبیاء کے ایک معجزہ کا ذکر بھی قرآن مجید میں نہیں دکھاتے بلکہ برخلاف اِسکے خود آنحضرت صلعم کی زبان مبارک سے کہلایا فرمایا ہے کہ۔ انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم الٰہ واحد۔ اور معجزے ہونے سے بالکل انکار کیا ہے اور فرمایا ہے کہ۔ وقالوا لولا انزل علیہ آیات من ربہ قل انما الآیات عند الله وانما انا نذیر مبین اور ایک جگہ فرمایا [illegible] لنفسی نفعا ولا ضرا الا ما شاء الله ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی [illegible]

فقال الذین کفروا منہم ان ہذا الا سحر مبین

[illegible] اور اسیطرح کی اور بہت سی آیتیں ہیں - پس خود خدا سے معجزوں کی نفی کی [illegible]
کس طرح ہم معجزوں کو مان سکتے ہیں

ہاں اس بات سے انکار نہیں ہوسکتا کہ خدا نے انسان میں ایک ایسی قوت رکھی ہے جو دوسرے نفس میں یا دوسرے انسان کے خیال میں اثر کرتی ہے اور اُس سے ایسے امور ظاہر ہوتے ہیں جو نہایت عجیب معلوم ہوتے ہیں اور جن میں سے بعض کی علت ہم جانتے ہیں اور بہت سوں کی علت نہیں جانتے بلکہ اُس کے عامل بھی اُس کی علت نہیں جانتے اُسی قوت پر اس زمانہ میں اُن علوم کی بنیاد قائم ہوئی ہے جو مسمریزم اور اسپریچولزم کے نام سے مشہور ہیں اور سابقین بھی اُس کے عامل تھے مگر اُس علم سے ناواقف تھے یا اُس کو مخفی رکھتے تھے مگر جبکہ وہ ایک قوت ہے قوائے انسانی میں سے اور ہر ایک انسان میں بالقوہ موجود ہے جیسی قوت کتابت تو اُس کا کسی انسان سے ظاہر ہونا معجزہ میں داخل نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ تو فطرت انسانی میں سے انسان کی ایک فطرت ہے فافہم وتدبر

قرآن مجید میں لفظ ابری - اور تبری - کا ہے جس کے معنی اچھا کرنے کے بھی ہیں اور بری کرنے کے بھی ہیں یہودی شریعت میں برص دو قسم کی قرار پائی تھی ایک وہ قسم تھی کہ جو اُس مرض میں بیمار ہوتا تھا یہودی اُس کو ناپاک سمجھتے تھے (سفر لویان باب ۱۳ ورس ۳ و ۸ و ۱۲ و ۱۵ و ۱۴ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۵ و ۲۷ و ۳۰ و ۳۱ و ۴۴ و ۴۷ و ۵۲) اور ایک قسم وہ تھی جس کے مریض کو ناپاک نہیں ٹھیراتے تھے (سفر لویان باب ۱۳ ورس ۶ و ۱۳ و ۱۷ و ۲۳ و ۲۸ و ۳۵ و ۳۷ و ۳۹) اور جو لوگ برص سے ناپاک قرار پاتے تھے مطلقاً اور وہ لوگ جو اس مرض سے بری کیے جاتے تھے قربانیہائے معینہ ادا کرنے کے بغیر معبد میں عبادت کے لئے داخل نہیں ہوسکتے تھے۔

متی کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ سے ایک کوڑہی نے کہا کہ اگر تو چاہے مجھے پاک کرسکتا ہے حضرت عیسیٰ نے اُس کو چھوا اُسکا کوڑہ جاتا رہا اور حضرت عیسیٰ نے اُسکو کہا کہ اپنے تئیں امام کو دکھا اور جو نذر موسیٰ نے مقرر کی ہے ادا کر تاکہ ان پر گواہی ہو (باب ۸ ورس ۱-۴) پاک کرنے کے لفظ سے صاف پایا جاتا ہے کہ اُسکا مقصد یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ اسکو بتادیں کہ اُن دونوں قسموں کی کوڑھ میں سے کون سی قسم کی [illegible]
اندھے لنگڑے اور چپٹی ناک والے کو یا اُس شخص کو جس میں کوئی عضو زائد ہو اور [illegible]
کاہن [illegible] اسکو معبد میں جانے [illegible]

[illegible] اور [illegible] یہہ سب ناپاک اور گنہگار سمجھے جاتے تھے اور عبادت کے لائق [illegible] خدا کی بادشاہت میں داخل ہونے کے لائق متصور نہ ہوتے تھے۔

حضرت عیسی نے تمام قیدیں توڑ دی تھیں اور تمام لوگوں کو خواہ وہ اندھے ہون یا لنگڑے یا جذامی یا کوڑھی ہون یا تنگ کے کبڑے ہوں یا سیدھے لنگڑے ہوں یا نیچے جھکی والے ہون یا جنے والے سب کو خدا کی بادشاہت میں داخل ہونے کی منادی کی تھی کسی کو خدا کی رحمت سے محروم نہیں کیا اور کسیکو عبادت کے اعلی سے اعلی درجہ سے نہیں روکا پس بھی اُن کا کوڑھیون اور اندھون کو اچھا کرنا تھا یا اُن کو ناپاکی سے بری کرنا جہان جہان انجیلوں میں بیمارون کے اچھا کرنے کا ذکر ہے اُس سے یہی مراد ہے اور قرآن مجید میں جو یہہ آیتیں ہیں اُنکے یہی معنی ہیں

انسان کی روحانی موت اُس کا کافر ہونا ہے حضرت عیسی خدا کی وحدانیت تعلیم کرنے اور خدا کے احکام بتانے سے لوگون کو اُس موت سے زندہ کرتے تھے اور کفر کی موت کے پنجے سے نکالتے تھے جس کی نسبت خدا نے فرمایا۔ واذ تخرج الموتی باذنی۔

مگر مجھے جو اس مقام پر موت سے کفر اور حیات سے ایمان مراد لیا ہے اُس پر مجکو کسیقدر بحث کرنی اور یہہ ثابت کرنا کہ یہہ مراد صحیح ہے ضرور ہے۔

انک لا تسمع الموتی ولا تسمع الصم الدعاء اذا ولوا مدبرین وما انت بهادی العمی عن ضلالتهم ان تسمع الا من یومن بایاتنا فهم مسلمون (سورہ نمل)	سورہ نمل میں خدا تعالی نے کافرون پر موتی کا اطلاق کیا ہے جہان فرمایا ہے کہ تو ہرگز سنا نہیں سکتا موتی کو اور نہیں سنا سکتا بہروں کو جبکہ وہ پیٹھ پھیر کر پھریں اور تو اندھون کو انکی گمراہی سے راہ پر لانیوالا نہیں ہے تو نہیں سنا سکتا مگر اُس کو جو ہماری نشانیون پر ایمان لایا ہے پھر وہ مسلمان ہیں۔

موتی کے مقابلہ میں "الا من یومن" کا لفظ واقع ہوا ہے جو صاف اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ موتی کا لفظ کافرون پر اطلاق کیا گیا ہے۔ مفسرین بھی اس مقام پر کافروں ہی سے مراد لیتے ہیں [illegible] کے معنی کالموتی کے کالصم کا لعمی بیان کرتے ہیں۔

[illegible] الى الحواريين ان امنوا بي وبرسولي

وما يستوي الاحياء ولا الاموات ان الله يسمع من يشاء وما انت بمسمع من في القبور (سورہ فاطر)۔	سورہ فاطر میں اس سے بھی صاف طرح پر احیاء و اموات کا لفظ مومن و کافر پر اطلاق ہوا ہے جہاں فرمایا فرمایا ہے کہ برابر نہیں ہوتے احیا یعنی زندے اور

اموات یعنی مردے اللہ تعالیٰ سنا دیتا ہے جسکو چاہتا ہے اور تو نہیں سنانے والا ہے اُن کو جو قبروں میں ہیں۔

تمام مفسرین اس مقام پر بھی احیاء سے مومن اور اموات سے کافر مراد لیتے ہیں تفسیر کبیر میں لکھا ہے۔ ثم قال وما يستوي الاحياء ولا الاموات مثلا اخر في حق المومن والكافر كانه قال تعالى حال المومن والكافر فوق حال الاعمى والبصير الخ۔ پس آیت کے معنی صاف ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے احسانوں میں حضرت عیسیٰ کے اُس وقت کو یاد دلایا جبکہ وہ خدا کے حکم سے کافروں کو ایمان والا کرتے تھے خصوصاً ایسی حالت میں کہ اگرچہ حضرت عیسیٰ بنی اسرائیل کے لئے نبی ہوئے تھے مگر وہ اور لوگوں کو بھی جو بنی اسرائیل نہ تھے ہدایت کرتے تھے اور ایمان میں لاتے تھے۔ اُسی حال کی نسبت خدا نے فرمایا، ”واذ تخرج الموتى باذني“ یعنی واذ تخرج الكافر من كفره باذني۔

ششم اخبار عن الغیب

اسکی نسبت خدا تعالیٰ نے سورہ آل عمران میں حضرت عیسیٰ کی زبان سے فرمایا ہے کہ۔ وانبئكم بما تاكلون وما تدخرون في بيوتكم ان في ذلك لاية لكم ان كنتم مومنين۔

علماء مفسرین نے جو اپنی تفسیر میں عجیب ولا یعنی باتوں کا لکھنا اپنا فخر سمجھتے ہیں اس آیت کی بھی تفسیر میں [illegible] عجیب ہی وہ لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ چھپنے ہی سے مخفی باتوں کی خبر دیا کرتے تھے لڑکوں کو جبکہ ساتھ کھیلتے تھے بتا دیتے تھے کہ تم نے کیا کھایا ہے اور تمہارے ماں باپ نے فلاں چیز اٹھا رکھی [illegible] چھپا کر رکھ چھوڑی ہے وہ لڑکے گھر میں آ کر ماں باپ سے ضد کرتے تھے کہ وہ چیز [illegible] [illegible] [illegible] جب [illegible] نازل ہوا تو [illegible] کہ انکے [illegible] [illegible]

...معنے صحیح ہی حواریون سمجھے ہیں کہ جو ہیرا در سیکھے رسول پر ایمان لاؤ

ہوا تھا اسکو چھپا کر رکھتے تھے۔ اور حضرت عیسیٰ بتا دیتے تھے کہ تم نے کیا کھایا ہے اور کیا جمع کیا ہے

تعجب ہوتا ہے کہ ہمارے علما جو نہایت اعلیٰ درجہ کا علم و فضل رکھتے تھے کیونکر ایسی بیہودہ باتیں لکھ گئے ہیں۔ آیت نہایت صاف ہے اور اُسکا مطلب نہایت روشن ہے کہ یہود اور علماء یہود طرح بطرح کے حیلوں اور فریبوں سے ناجائز طور پر لوگوں کا مال مارتے تھے لوگوں کا مال کھاتے تھے اپنے گھروں میں مال اسباب اور روپیہ جمع کرتے تھے جو بالکل حرام اور ناواجب تھا خود خدا تعالیٰ نے سورہ نسا میں یہودیوں کی نسبت فرمایا ہے کہ۔ واخذهم الربوا وقد نهوا عنه واكلهم اموال الناس بالباطل واعتدنا للكافرين عذابا اليما (۱۵۹) دوسری جگہ سورہ توبہ میں فرمایا ہے کہ۔ يا ايها الذين آمنوا ان كثيرا من الاحبار والرهبان لياكلون اموال الناس بالباطل ويصدون عن سبيل الله والذين يكنزون الذهب والفضة ولا ينفقونها في سبيل الله فبشرهم بعذاب اليم (۳۴) پس ایسی حرام خوری اور حرام کا مال جمع کرنے کی نسبت حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ میں تمکو بتا دونگا کہ تم کیا کھاتے ہو اور کیا اپنے گھروں میں جمع کرتے ہو یعنی بتا دونگا کہ حرام کا مال مارتے ہو اور لوگوں کی دولت اپنے گھروں میں جمع کرتے ہو۔ یہ نہیں کہ بتا دونگا کہ تمنے کیا کھایا ہے اور کیا گھر میں رکھا ہے۔

یہ ایسی صاف و صریح آیت ہے جسکی تفسیر خود قرآن مجید کی دوسری آیتوں میں موجود ہے مگر افسوس ہے کہ علماے اسلام نے اسکو بھی ایک افسانہ اور خیالی معجزہ کر کے بیان کیا ہے مگر جسکو خدا نے بصیرت دی ہے وہ صاف سمجھتا ہے کہ نہایت صاف و صریح یہ آیت ہے اور اُس کے معنی وہی ہیں جو ہمنے بیان کئے۔

دہم۔ نزول مائدہ

سورہ مائدہ میں ذکر ہے کہ حواریون نے حضرت عیسیٰ سے کہا کہ خدا سے دعا کریں کہ آسمان پر سے اُنکے لئے کھانا اُترے۔ حضرت عیسیٰ نے دعا مانگی۔ خدا نے کہا کہ میں تمپر کھانا اُتار دونگا لیکن اگر اُسکے بعد کسی نے کفر کیا تو میں اسکو ایسا عذاب دونگا کہ کسی کو نہ دیا ہوگا۔

ہمارے مفسرون نے اِن آیتوں کی تفسیر میں نزول مائدہ کی نسبت بہت سے بے سر و پا قصے و کہانیاں لکھی ہیں جن میں ایک بھی اعتبار کے لائق نہیں ہے اور نہ قرآن مجید کے لفظوں سے اُن قصوں کی تائید ہوتی ہے اور نہ اُنکی نسبت کوئی اشارہ پایا جاتا ہے۔

تفسیر ... کشاف ... معالم التنزیل ... تفسیروں میں بھی یہ روایت لکھی ہے کہ جب حواریون نے ...

قالوا آمنا واشهد باننا مسلمون ۞

...گر کوئی ...کو سخت عذاب ہوگا تو اُنھون نے کہا کہ ہم مائدہ کا اُترنا نہیں چاہتے ہیں کوئی مائدہ نہیں
...ات میں لکھا ہے کہ حضرت حسن بصری نے کہا کہ "واللہ ما نزلت" قرآن مجید میں بھی نہیں بیان کیا گیا ہے
کہ ...اس ...مائدہ اترا تھا بلکہ اترنیکا ذکر نہ ہونا جبکہ ذکر ہونیکا موقع تھا کافی دلیل اس بات پر یقین کرنیکی
ہے کہ نزول مائدہ ہرگز وقوع میں نہیں آیا۔

حضرت عیسیٰ کا زمانہ ایک ایسا زمانہ تھا کہ بنی اسرائیل میں یہودیت شدت سے پھیلی ہوئی تھی یہودیوں کی عادت
تھی کہ انبیاء سے اس قسم کی خواہشیں کیا کرتے تھے مثلاً زبور سے پایا جاتا ہے کہ جب بنی اسرائیل جنگل میں
تھے تو یہہ لفظ اُنھوں نے کہے تھے کہ "آیا میشود کہ خدا در بیابان سفرہ را آمادہ گرداند" (زبور ۷۸ ورس ۱۹)
اسکے بعد خدا نے انپر من و سلوا نازل کیا تھا اسیطرح حواریوں نے بھی حضرت عیسیٰ سے کہا "ھل یستطیع
ربک ان ینزل علینا مائدۃ من السماء" اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مائدہ سے انکی مراد پکا پکایا کھانا نہ تھی
بلکہ کھانے کی چیزوں کے موجود ہونے سے تھے۔

یہہ سوال ایک ایسی طبیعت سے نکلا تھا جو یہودیوں کے خیالات سے بھری ہوئی تھی اسکا جواب بلحاظ انکی
طبیعت کے اس سے زیادہ عمدہ اور کوئی نہیں ہوسکتا تھا کہ خدا کہتا کہ میں تمہارا سوال پورا کرونگا مگر اُس کے بعد
جو کوئی گناہ کریگا تو اُسکو سخت عذاب دونگا۔ یہودی اُن مصیبتوں سے واقف تھے جو بنی اسرائیل کو مصر کے
نکلنے اور جنگلوں میں پھرنیکے وقت پڑی تھیں حواریین نے ضرور اس جواب سے خوف کیا ہوگا اور سوال سے
باز آئے ہونگے جیسا کہ مذکورہ بالا روایت سے پایا جاتا ہے مروجہ انجیلوں میں یہہ قصہ مذکور نہیں ہے
مگر کوئی شک کرنیکی جگہہ نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ کے تمام حالات اور واقعات ان انجیلوں میں مذکور نہیں ہیں

یازدھم۔ بنی اسرائیل سے بچانا

اسکا بیان خدا تعالیٰ نے سورہ مائدہ میں اسطرح پر کیا ہے۔ واذ کففت بنی اسرائیل عنک
اذ جئتھم بالبینات فقال الذین کفروا منھم ان ھذا الا سحر مبین۔

ہمارے مفسرین جو کففت سے یہہ معنی نکالتے ہیں کہ خدا نے حضرت عیسیٰ کو یہودیوں کے ہاتھ سے بچا
کر زندہ آسمان پر اُٹھا لیا خود اسی آیت سے غلط ثابت ہوتے ہیں کیونکہ کا فر آسمان پر زندہ چلے جانے کو...

معلوم ہوا ہوگا کہ جب وہ یقین کرتے کہ وہ زندہ آسمان پر چلے گئے حالانکہ وہ لوگ اس بات کا یقین نہیں رکھتے بلکہ انکو یقین ہے کہ انھون نے حضرت عیسیٰ کو صلیب پر قتل کیا اور اس تفسیر پر انھون کا یہ قول ان ھذا الا سحر مبین صحیح نہیں ہو سکتا اور اگر کافرونکا اس قول کو تبلیغ احکام سے منسوب کیا جاوے کہ یوں کہا جاوے کہ حضرت مسیح کے پر اثر بیان کی نسبت کافرون نے یہہ کہا تھا تو پھر کفف سے حضرت عیسیٰ کے آسمان پر اٹھا لینے سے مراد لینے کی جیسے کہ مفسرین نے لی ہے کوئی وجہ نہیں ہے۔

آیت کا صرف مطلب یہہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰ خدا کے احکام لیکر بنی اسرائیل کو سمجھانے کو گئے تو انھون نے حضرت عیسیٰ کو مارنے یا تکلیف دینے کا ارادہ کیا خدا نے اُس سے انکو روکا اور حضرت عیسیٰ محفوظ رہے جسکو یا انکے وعظ کو کافرون نے کہا کہ ان ھذا الا سحر مبین۔

متی کی انجیل میں بھی اس واقعہ کا نشان پایا جاتا ہے جبکہ حضرت عیسیٰ گدھے پر سوار ہوکر بیت المقدس خدا کے احکام سنانے کو گئے اور بہت سی بدعت کے کاموں سے منع کیا اور وہان کے عالموں کو لاجواب کیا اور متعدد تمثیلیں بیان کیں اور اخیر کو فرمایا کہ میں تمسے کہتا ہون کہ خدا کی بادشاہت تم سے چھین جائیگی اور ایک قوم کو جو اُس کے میوون کو لاوے دی جاوے گی دیکھو بنی اسمعیل کو اور جو کوئی اُس پتھر پر گریگا کچل جائیگا اور جس پر وہ گریگا اُسے پیس ڈالیگا جب سردار اماموں اور فروسیوں نے اُسکی تمثیلیں سنیں انھون نے معلوم کیا کہ انھی کے حق میں کہتا ہے تب انھون نے چاہا کہ اُسے پکڑلیں پر وے لوگوں سے ڈرے کیونکہ وے اُسے نبی جانتے تھے (باب ۲۱) پس یہی واقعہ ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے اور اس آیت کو حضرت عیسیٰ کے زندہ آسمان پر چلے جانے سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے۔

دوازدھم۔ برات عن المشرکین

اس مضمون کی آیتیں سورہ مائدہ کے اخیر میں آئی ہیں اور نہایت عمدہ اور دلچسپ اور دل پر اثر کرنے والی ہیں انمیں حضرت مسیح کے خدا نہوتے اور حضرت مسیح کا اپنے تئین خدا نہ کہنے کا اور جو اُن کو خدا کہتے ہیں اُن سے بیزاری کا بیان ہے مگر وہ مطلب نہایت فصاحت و بلاغت سے خود حضرت مسیح کی زبان سے [illegible] [illegible] سے ادا ہوتی تہذیب اور اخلاق [illegible] [illegible]

إِنَّكَ أَنتَ عَلَّٰمُ ٱلْغُيُوبِ ﴿١١٦﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَآ أَمَرْتَنِى بِهِۦٓ
أَنِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ رَبِّى وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا
دُمْتُ فِيهِمْ ۖ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِى كُنتَ أَنتَ ٱلرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنتَ
عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ شَهِيدٌ ﴿١١٧﴾ إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۖ وَإِن تَغْفِرْ
لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ ﴿١١٨﴾ قَالَ ٱللَّهُ هَٰذَا يَوْمُ
يَنفَعُ ٱلصَّٰدِقِينَ صِدْقُهُمْ ۚ لَهُمْ جَنَّٰتٌ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا
ٱلْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدًا ۚ رَّضِىَ ٱللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا۟
عَنْهُ ۚ ذَٰلِكَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ﴿١١٩﴾ لِلَّهِ مُلْكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ
وَٱلْأَرْضِ وَمَا فِيهِنَّ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌۢ ﴿١٢٠﴾

پرستش شروع ہو گئی تھی اور روز شنبہ حضرت مریم کی پرستش کا دن قرار پایا تھا اسی کی نسبت خدا نے فرمایا ہے کہ "یا عیسی ابن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰھین من دون اللہ"